سلسلۂ دار المصنفین نمبر ۳۲

طبقات الامم

مصنفۂ

قاضی ابو القاسم صاعد بن احمد اندلسی المتوفی بسنہ ۴۶۲ھ

کا اردو ترجمہ

جسمین

دنیا کی مختلف قومون اور خصوصاً مسلمانون کے علوم و فنون کی تاریخ ہے،

از

قاضی احمد میان اختر (جوناگڑھی)

باہتمام مولوی مسعود علی ندوی

سنہ ۱۳۴۶ھ در مطبع معارف اعظم گڈہ طبع گردید سنہ ۱۹۲۸ء

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحات	نمبر شمار	مضامین	صفحات
۱	انتساب	الف	۲۸	مدتِ عالم مطابقِ نجوم	۲۲
۲	گذارش	ب	۲۹	تصانیفِ نجوم	۲۳
۳	تذکرۂ مصنف	۱-۱۷	۳۰	مذہب	"
۴	**مضامین کتاب**		۳۱	زردشت	۲۴
۵	امم قدیمہ	۱	۳۲	علوم کلدان	۲۶
۶	امم قدیمہ کا مذہب	۴	۳۳	بابل کا منارہ	"
۷	طبقاتِ امم بلحاظ پیشہ	"	۳۴	نمرود	"
۸	اہل چین	۵	۳۵	نمرود ابراہیم	"
۹	ترک	"	۳۶	بخت نصر	۲۷
۱۰	تحصیل علم سے محرومی کے اسباب	۶	۳۷	علوم	"
۱۱	جلابقہ و برابرہ	۷	۳۸	علم نجوم	"
۱۲	اہل علم اقوام	۱۱	۳۹	علماء	"
۱۳	اہل ہند	۱۳	۴۰	ہرمس بابلی	۲۸
۱۴	علوم	"	۴۱	برجس	۲۹
۱۵	طب	"	۴۲	دالیس	"
۱۶	الہیات	"	۴۳	اصطفن	"
۱۷	نجوم	۱۵	۴۴	علوم یونان	۳۰
۱۸	موسیقی	۱۸	۴۵	اسکندر اعظم	"
۱۹	علم اخلاق	"	۴۶	بطالسہ	۳۱
۲۰	علم حساب	۱۹	۴۷	حدود	"
۲۱	شطرنج	"	۴۸	زبان	"
۲۲	علمائے ہند	۲۰	۴۹	مذہب	۳۲
۲۳	اہل فارس	"	۵۰	علماء	"
۲۴	ملوکِ فرس	"	۵۱	انبذوقلیس	"
۲۵	مدتِ سلطنت	۲۱	۵۲	فیثاغورس	۳۴
۲۶	فضائل ملوک	۲۲	۵۳	سقراط	۳۵
۲۷	علومِ فارس	"	۵۴	افلاطون	"

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۵۵	ارسطو	۳۶
۵۶	ارسطو اور اسکندر اعظم	۴۰
۵۷	قسطا بن لوقا	۴۲
۵۸	بقراط	″
۵۹	علماے طبیعیات	۴۴
۶۰	علماے ریاضیات	۴۵
۶۱	ارشمیدس	۴۶
۶۲	فلطون	″
۶۳	لیموخارس	″
۶۴	افرخس	۴۷
۶۵	بطلیموس القلوذی	″
۶۶	المجسطی	۴۹
۶۷	فلاسفۂ یونان کے فرقے	۵۰
۶۸	ابوبکر رازی	۵۳
۶۹	علومِ روم	۵۴
۷۰	حدود	۵۴
۷۱	بناے رومہ و سلطنتِ روم	″
۷۲	مذہب	۵۶
۷۳	علما و فلاسفہ	″
۷۴	بختیشوع	۵۷
۷۵	یوحنا بن ماسویہ	″
۷۶	حنین بن اسحاق	۵۸
۷۷	مسیح بن حکیم	۵۹
۷۸	نسطاس بن جریج	۶۰
۷۹	ثابت بن قرہ	″
۸۰	سنان بن ثابت	″
۸۱	علومِ مصر	۶۱
۸۲	حدود	۶۲
۸۳	مذہب	″
۸۴	علوم	۶۳
۸۵	ہرمس مصری	۶۳
۸۶	علما بعد از طوفان	۶۴
۸۷	ہرمس ثانی	۶۵
۸۸	برقلس اسکندرانی	″
۸۹	ثاؤن اسکندرانی	″
۹۰	علماے کیمیا و طب	۶۶
۹۱	علماے احکام نجوم	″
۹۲	علومِ عرب	۶۷
۹۳	عرب بائدہ	″
۹۴	عرب باقیہ	″
۹۵	عرب جاہلیت	″
۹۶	طبقات عرب جاہلیت	۶۹
۹۷	مذاہب عرب	۷۰
۹۸	عرب کے بت پرست	۷۱
۹۹	اخبارِ عرب	۷۳
۱۰۰	نجوم جاہلیت	۷۵
۱۰۱	فلسفہ	۷۶
۱۰۲	جزیرۃ العرب	″
۱۰۳	سد مارب، سیل عرم، انتشار قبائل	۷۷
۱۰۴	عہدِ اسلام	۷۹
۱۰۵	طب عربی	۸۰
۱۰۶	حارث بن کلدۃ الثقفی	۸۱
۱۰۷	ابن ابی رمثۃ التیمی	″
۱۰۸	خالد بن یزید	۸۲
۱۰۹	عہد عباسی	″
۱۱۰	علوم فلسفہ کی تحصیل	۸۴
۱۱۱	عبداللہ بن المقفع	″
۱۱۲	ہیئت و نجوم	۸۵
۱۱۳	رصد ماموتی	۸۶
۱۱۴	علماے اسلام	۸۸

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۱۱۵	یعقوب کندی	۸۸
۱۱۶	احمد بن طیب سرخسی	۹۱
۱۱۷	زکریا رازی	〃
۱۱۸	فارابی	۹۲
۱۱۹	علماے نجوم	۹۴
۱۲۰	احمد بن عبداللہ حبش	〃
۱۲۱	الفرغانی،	〃
۱۲۲	بنو موسیٰ،	۹۵
۱۲۳	عمر بن فرخان الطبری	〃
۱۲۴	البتانی	۹۶
۱۲۵	النیریزی	〃
۱۲۶	حسن بن صبّاح	۹۷
۱۲۷	محمد بن اسماعیل تنوخی	〃
۱۲۸	علی بن اماجور	〃
۱۲۹	ابو معشر فلکی	〃
۱۳۰	حسین بن خصیب	۹۸
۱۳۱	احمد بن یوسف (ابن الدایہ)	۹۹
۱۳۲	احمد بن مثنیٰ	〃
۱۳۳	مروروزی	〃
۱۳۴	ابن الآدمی	〃
۱۳۵	ہمدانی	۱۰۰
۱۳۶	ابن یونس	۱۰۲
۱۳۷	ابن ہثیم	〃
۱۳۸	الفزاری	〃
۱۳۹	یعقوب بن طارق	۱۰۳
۱۴۰	اسحاق بن عمران	۱۰۴
۱۴۱	جابر بن حیان	۱۰۵
۱۴۲	ذوالنون مصری	۱۰۶
۱۴۳	علی بن ربن طبری	〃
۱۴۴	ابن الجزار	〃
۱۴۵	ابن الجوسی،	۱۰۷
۱۴۶	**علوم اندلس**	۱۰۸
۱۴۷	اندلس کا مختصر احوال	〃
۱۴۸	حدود	۱۰۹
۱۴۹	علماے اندلس	۱۱۰
۱۵۰	ابو عبیدہ بلنسی	۱۱۱
۱۵۱	ابن السمینہ	۱۱۳
۱۵۲	محمد بن اسماعیل	〃
۱۵۳	خلیفہ الحکم	〃
۱۵۴	الفرضی	۱۱۶
۱۵۵	ابو ایوب عبدالغافر	〃
۱۵۶	السّری	〃
۱۵۷	ابوبکر بن ابی عیسیٰ	۱۱۷
۱۵۸	الاقلیدس	〃
۱۵۹	ابوالقاسم العددی،	〃
۱۶۰	مسلمہ بن احمد	۱۱۸
۱۶۱	ابن السمح	۱۱۹
۱۶۲	ابن الصفار	〃
۱۶۳	الزہری	۱۲۰
۱۶۴	الکرمانی	〃
۱۶۵	ابن خلدون	۱۲۱
۱۶۶	ابن الصفار کے تلامذہ	〃
۱۶۷	ابن برغوث	〃
۱۶۸	الواسطی	〃
۱۶۹	ابن شہر	〃
۱۷۰	ابن العطار	۱۲۲
۱۷۱	ابن السمح کے تلامذہ	〃
۱۷۲	القرشی	〃
۱۷۳	عبداللہ بن احمد سرقسطی	〃
۱۷۴	ابراہیم الہرزی	۱۲۳

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۱۷۵	ابن برغوث کے تلامذہ	۱۲۳
۱۷۶	ابن اللیث	〃
۱۷۷	ابن حیّ	〃
۱۷۸	ابن الجلاّب	۱۲۴
۱۷۹	ابن الوقشی	〃
۱۸۰	ابن خمیس	۱۲۵
۱۸۱	علماے فلسفہ	〃
۱۸۲	اہل طلیطلہ	۱۲۶
۱۸۳	اہل سرقسطہ	〃
۱۸۴	اہل بلنسیہ	〃
۱۸۵	ابن حزم	〃
۱۸۶	ابن سیدہ	۱۲۹
۱۸۷	علماے طبیعیات والٰہیات	۱۳۰
۱۸۸	اطبار	〃
۱۸۹	حمدین بن ابان	〃
۱۹۰	الحرانی	۱۳۱
۱۹۱	یحییٰ بن اسحاق	〃
۱۹۲	سعید بن عبدالرحمٰن	〃
۱۹۳	احمد بن حکم	۱۳۴
۱۹۴	محمد بن تلیح	〃
۱۹۵	ابن الکتانی	۱۳۵
۱۹۶	عبدالملک ثقفی	〃
۱۹۷	عمرو احمد الحرانی	〃
۱۹۸	ابن عبدون الجبلی	۱۳۶
۱۹۹	ابن الکتانی،	〃

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۲۰۰	البو العرب	۱۳۷
۲۰۱	البغونش	۱۳۸
۲۰۲	وزیر ابو المطرف	〃
۲۰۳	عبدالملک بن زہر	۱۳۹
۲۰۴	ابن الذہبی	۱۴۰
۲۰۵	ابن النباش	〃
۲۰۶	ابن خمیس	〃
۲۰۷	ابن عساکر	〃
۲۰۸	علماے نجوم	۱۴۱
۲۰۹	ابن الخیاط	〃
۲۱۰	عبداللہ بن خلف	〃
۲۱۱	**علوم بنی اسرائیل**	۱۴۲
۲۱۲	طریقۂ حساب سنین یہود	〃
۲۱۳	تفرق یہود	۱۴۴
۲۱۴	علماے یہود	۱۴۵
۲۱۵	ماسرجویہ	〃
۲۱۶	اسحاق بن سلیمان	〃
۲۱۷	سہل بن بشر	۱۴۶
۲۱۸	حسدای بن اسحاق	〃
۲۱۹	منجم بن الفوال	۱۴۷
۲۲۰	مروان بن جناح	〃
۲۲۱	اسحاق بن قسطار	〃
۲۲۲	ابن جبرول	۱۴۸
۲۲۳	حسدای بن حسدائی	〃
۲۲۴	اجار یہود	۱۴۹

گذارش

۱۹۲۰ء مین مجھے طبقات الامم کے ترجمہ کرنے کا خیال پیدا ہوا، اور مین نے اپنے محترم علامہ سید سلیمان ندوی سے استصواب کیا تو انھون نے نہ صرف میرے اس خیال کی تائید کر کے میرے عزم کو اور بھی پختہ کر دیا، بلکہ دار المصنفین کے سلسلۂ تصانیف مین اُسے شائع کرنے کا وعدہ بھی فرمایا، اگرچہ اسی وقت سے مین نے ترجمہ کا کام شروع کر دیا تھا لیکن ریاستی ملازمت کی لگاتار مصروفیتون اور فرائض کی اہم ذمہ داریون نے مجھے عرصۂ دراز تک دستکش ہونے پر مجبور کر دیا اور اسی اثنا مین کبھی خالی الذہن ہو کر کچھ لکھنے لکھانے کا موقعہ نہ ملا جب مجھے یکگی فراغِ خاطر نصیب ہوا تو مین اوّلین فرصت مین اس ادھورے کام کی تکمیل پر مستعد ہو گیا اور بحمد اللہ کہ اب یہ ترجمہ مکمل ہو کر قارئینِ کرام کے ہاتھون مین پہنچنے کا شرف حاصل کرتا ہے،

یہ یاد رہے کہ اس ترجمہ مین عنوانات اکثر مترجم کے قائم کئے ہوئے ہین، نیز حتی الامکان مصنف کے اصل ماخذون کا حوالہ بہم پہنچایا گیا ہے، اس کے علاوہ تاریخی، جغرافی، اور لغوی ذیلی حواشی کا اضافہ کیا ہے، کتاب مین جو نام مذکور ہین، ان کی بابت مزید معلومات دوسری مستند کتابون کے حوالے سے مہیّا کئے گئے ہین، شروع مین مصنف کے سوانح، مضامین کی فہرست، اور آخر مین اشخاص اور مقامات کے نامون وغیرہ کے مفصل انڈکس دیئے گئے ہین،

چونکہ طبقات کے دونون مطبوعہ نسخے اغلاط اور تصحیفات سے بھرے ہوئے ہین اور انکی تصحیح کی کوئی صورت نہ تھی، اس لیے جہانتک ممکن ہوسکا متعدد معتبر کتابون کی مدد سے نامون اور سنون وغیرہ کے علاوہ اصل قلمی نسخون اور طباعت کی اکثر غلطیون کی تصحیح کردیگئی ہے، اس پر بھی اگر ترجمہ مین اس قسم کی کوئی فروگذاشت نظر آئے تو اس کو بتقاضاے انسانی خطا و نسیان پر محمول کرکے درگذر کیا جائے، کہ مترجم نے اپنے نزدیک کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا، ومن بلغ جهده فقد بلغ عذره، بعض ضروری حواشی کہین چھوڑ دیئے ہون تو سمجھ لینا چاہئے کہ ان کی تحقیق سے مترجم قاصر رہا ہے،

آخر مین مین اپنے فاضل دوست اور ہموطن مولوی میمن عبدالعزیز صاحب راجکوٹی (پروفیسر عربی مسلم یونیورسٹی علیگڈہ) کا ممنون ہون کہ بعض مشکلات کے حل مین انھون نے میری امداد فرمائی ہے، نیز میرے مکرم دوست جناب مولوی عبدالشکور صاحب سورتی (تاجر کتب عربیہ بمبئی) کا شکریہ ادا کرنا بھی مجھ پر واجب ہے کہ اس ترجمہ کے اثنا مین مجھے ان کے عظیم الشان کتب خانہ سے بہت کچھ مستفید ہونے کا موقعہ ملتا رہا ہے،

احقر

اختر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرۂ مصنّف[۱]

اندلس کے اسلامی عہد مین جو قابل ترین علما رگذرے ہین، ان مین قاضی صاعد کا نام نامی خصوصیت کیساتھ قابلِ ذکر ہے: اگرچہ افسوس ہے کہ ایسے جیّد عالم فاضل، فلسفی اور سائنٹسٹ کے حالات سے مورخین نے بالکل اعتنا نہین کیا سوائے **ابن بشکوال** کے جس نے صرف چار سطرون مین اس یگانۂ روزگار فاضل اجل کے حالات لکھدینا کافی سمجھا، سیر واخبار کی کتابون مین اکثر صاعد کا نام حوالہ کے طور پر آتا ہے، لیکن ان کی زندگی کے متعلق کچھ بھی معلومات حاصل نہین ہوتین، اس لیے ان کے حالات کا پتہ لگانا ہمارے لیے بہت دشوار ہو گیا ہے۔ اس وقت ہمارے پاس ان کی ایک عظیم الشان علمی یادگار کتاب **طبقات الامم** کی صورت مین موجود ہے، جو خوش قسمتی سے قلمی نسخون سے پہلے بیروت اور پھر مصر مین شائع ہو چکی ہے[۲]

---

[۱] ہمنے صاعد اندلسی کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا جو رسالۂ معارف (بابتہ ستمبر ۲۵ء) مین چھپ چکا ہے یہان اوسی کو تھوڑی سی ترمیم کیساتھ نقل کردیا ہے۔ اختر

[۲] اس کتاب کو سینٹ جوزف کالج بیروت کے ایک عیسائی پروفیسر ریورنڈ لوئی شیخو نے ایک قلمی نسخہ پر جو اسے دمشق سے دستیاب ہوا تھا، پہلے اپنے عربی رسالہ المشرق سنہ ۱۹۱۱ء مین، اور بعد ازان سنہ ۱۹۱۲ء مین برٹش میوزیم کے دو قلمی نسخون سے تصحیح کرکے مستقل تدوین وطباعۃ یورپ شائع کیا، چند سال پیشتر بیروتی اڈیشن سے ایک اور اڈیشن مصر مین چھپا ہے، طبقات کا مطبوعہ نسخہ بہت غلط ہے اس لیے پڑھتے وقت احتیاط کرنی چاہیے اور اس کی

(دیکھیے صفحہ ۲)

اور اپنے مصنف کی زندگی کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے، اسکی مدد سے ذیل مین ہم ان کے مختصر حالات قلمبند کرتے ہین،

نام نسب، ولادت صاعد نام، باپ کا نام احمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن صاعد کنیت ابوالقاسم نسب کے لحاظ سے وہ عربی النسل اور خاندان بنو تغلب سے ہین، اصل وطن آبائی قرطبہ، مریہ مین ۴۲۰ھ (۱۰۲۹ء) مین پیدا ہوئے[1]،

تحصیل علوم معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے تمام علوم متداولہ، حدیث، فقہ، ادب، تاریخ، فلسفہ، طب ریاضیات، ہیئت و نجوم وغیرہ کی تحصیل کی تھی، اور ان علوم مین کافی مہارت اور دستگاہ بہم پہنچائی تھی، امام ابن حزم (المتوفی ۴۵۶ھ) فتح بن قاسم اور ابوالولید ہشام بن احمد المعروف بن وقشی[2]

(بقیہ حاشیہ) مختلف روایات پر جو آخر کتاب مین شامل ہین، ایک نظر ضرور ڈال لینی چاہیئے، میرے مکرم دوست مولانا میمن عبدالعزیز نے اطلاع دی ہے کہ طبقات کا ایک عمدہ قلمی نسخہ ریاست رامپور کے سرکاری کتب خانہ مین موجود ہے مگر سہ کیف الوصول الی سعادۃ دونھا الخ، [1] کتاب الصلہ لابن بشکوال ص ۲۳۴ طبع مجریط، صفدی نے نکت الہمیان (ص ۲۰۴) مین ابن سید کے ترجمہ مین صاعد کا حوالہ دیا ہے اور ان کو صاعد الجیانی لکھا ہے یعنی منسوب بہ جیان جو قرطبہ سے شرقی جانب، ۱۷ فرسخ دور اندلس کا ایک وسیع صوبہ ہے (معجم البلدان ج ۳ ص ۱۷۰) صاعد کے نام مین اختلاف پایا جاتا ہے، چنانچہ ابن القفطی نے ایک جگہ انکا نام صاعد بن الحسن لکھا ہے اسی طرح حاجی خلیفہ نے ان کو ابن صاعد قرطبی، ابن صاعد مالقی لکھا ہے اور دو جگہ انکا سنہ وفات ۵۰۲ غلط لکھا ہے [2] ان کی نسبت صاعد طبقات مین لکھتے ہین :-

"مختلف علوم و فنون مین انکی مہارت بہت وسیع ہے، صائب الرائے نقاد، اور علم مذہب، منطق، نحو، لغت، شعر، خطابت، فقہ، حدیث، اور علم کلام کے متبحر عالم ہونے کے علاوہ وہ شاعر بلیغ ہین، علم الانساب اور تاریخ و سیر مین ان پر کوئی فضیلت نہین رکھتا، ۴۳۸ھ مین طلیطلہ مین ان سے ملا تھا مین نے مدت مدید تک ان کی خدمت مین رہ کر تحصیل علوم کی اور ان سے تعلیم پائی تو مین نے ان کو علم کا ایک بحر ذخار، معدن شرافت و نجابت اور مکارم اخلاق مین عجیب و غریب فضائل سے متصف پایا" (ص ۱۰۲)

جیسے فضلاے عصر سے فن حدیث مین استفادہ[1] کیا، اور ان سے حدیث روایت کی، نہایت ذکی الطبع، وسیع المعلومات اور صاحب روایت و درایت[2] تھے، فن نجوم مین خود صاعد کا بیان ہے کہ اُنھون نے اندلس کے ایک عالم ریاضیات ابوجعفر احمد بن خمیس طلیطلی سے بہت کچھ اخذ کیا ہے[3]۔ علوم نظری و عملی مین اُن کی وسعت معلومات اور تبحر علمی کی مثالین طبقات مین بکثرت نظر آتی ہین،

عہدہ قضاۃ | فضیلت علمی کیساتھ ہی صاعد کو خوش قسمتی سے عزت دنیوی بھی حاصل تھی، امیر المامون یحیی بن انطافر والی طلیطلہ نے جو علم دوست اور اہل علم کا سرپرست تھا، ان کو طلیطلہ کے عہدہ قضاۃ پر مامور کیا تھا، ابن بشکوال نے لکھا ہے کہ وہ اپنے معاملات مین آزاد تھے اور حقوق کے مقدمات مین صرف ایک شاہد کی شہادت قبول کر لیتے، دوسرا شاہد اسکی سوگند کو ٹھہراتے اور شہادت خط پر فیصلہ دیتے تھے،

اہل علم کے تعلقات | اندلس کے مشاہیر علمار سے صاعد کے گہرے تعلقات رہے ہین، طبقات مین اُنھون نے بعض بعض مقامات پر اپنے ان تعلقات علمی کو ظاہر کیا ہے،

۱۔ ابو مروان عبید اللہ بن خلف الاستجی نے جو علم نجوم و احکام نجوم کا محقق عالم اور اپنے زمانہ

---

[1] ان تینون بزرگون مین سے ابن حزم اور ابن الوقشی کا تذکرہ صاعد نے طبقات مین لکھا ہے، فتح بن قاسم کے حالات مجھے معلوم نہین ہوسکے، امام ابن حزم کے حالات جو صاعد نے لکھے ہین وہ ذاتی واقفیت پر مبنی ہین، اس لیے قفطی، ابن خلکان، ابن ابی اصیبعہ، ذہبی، مراکشی، اور مقری نے صاعد کے حوالہ سے نقل کیا ہے،

[2] ابن بشکوال۔ [3] ابن خمیس کی تعریف صاعد کی زبانی یہ ہے:۔

"ہندسہ، نجوم، اور طب کے عالم، علوم اللسان مین دخل رکھتے تھے، فن شعر مین بھی اچھی مہارت تھی۔ . . . . علم الاعداد، ہندسہ، فرائض وغیرہ مین دستگاہ بہم پہنچائی تھی ۔۔ . . . . . ہیئت و نجوم سے ان کو اچھی واقفیت تھی، مین نے اس فن مین بہت کچھ ان سے اخذ کیا ہے" (ص ۸۲)

کا بےمثل ماہرِ فن تھا، اصولِ علم نجوم پر ایک محققانہ رسالہ لکھا تو اسکی ایک نقل اپنے ہاتھ سے لکھکر صاعد کو بھیجی، چنانچہ لکھتے ہین :-

ولہ فی التسییرات ومطارح الشعاعات	عمل تسییرات کواکب اور شعاعون کے مواضع سقوط کے بیان پر
وتعلیل بعض اصول الصناعۃ رسالۃ فاضلۃ	اور فن نجوم کے بعض اصول کی توجیہ پر اسکا ایک محققانہ رسالہ ہے،
لم یتقدمہ احد الیہا۔ کتب بہا الی من	جس مین کوئی شخص اس سے سبقت نہین لیجا سکا، شہر کونکہ سے
مدینۃ کونکۃ[1]	اس نے مجھے یہ رسالہ لکھ کر بھیجا تھا۔

۲- اسحاق بن قسطار اندلس کا ایک یہودی عالم تھا جو فلسفہ، منطق، طب وغیرہ مین اچھی مہارت رکھتا تھا، صاعد کیساتھ اس کے دوستانہ روابط تھے، اس کے تذکرہ مین لکھتے ہین :-

کان حمید المذہب جمیل الاخلاق	خوش اطوار اور بااخلاق تھا، مین اکثر اس کے پاس بیٹھا کرتا
جالستہ کثیرا فما رأیت یہودیا مثلہ	تھا، متانت وسنجیدگی اور کمالِ مروت مین کسی یہودی کو مین نے
فی رجاحتہ وصدقہ وکمال مروتہ[2]	اس کے مانند نہین دیکھا،

اس سے صاعد کی بےتعصبی اور مروت واخلاق کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ باوجود مذہبی آدمی ہونے کے وہ غیر مذاہب کے اہل علم سے گہرے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے، موجودہ زمانہ مین اسکی مثال کم نظر آئے گی، اس قسم کے علمی روابط سے متعلق چند مثالین اور بھی پائی جاتی ہین، مگر بخوفِ طوالت ہم ان کو نظر انداز کرتے ہین،

وفات صاعد نے اسی عہدۂ قضاۃ پر بعمر ۴۲ سال شوال ۴۶۲ھ (۱۰۷۰ء) مین بمقام طلیطلہ داعیٔ اجل کو لبیک کہا، طلیطلہ کے ایک عالم یحییٰ بن سعید الحدیدی نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی[3]

تبحر علمی صاعد کے تبحر علمی اور وسعتِ معلومات کی زندہ مثال خود ان کی کتاب طبقات الامم ہے،

---

۱ طبقات الامم (بیروت) ص ۸۶ ۲ طبقات ص ۸۹ ۳ ابن بشکوال۔

جس سے چند مثالیں بطور نمونہ ہم یہاں درج کرتے ہیں تاکہ ان کی وسعت نظر اور محققانہ طرز کا کچھ اندازہ ہوسکے،

تاریخ تاریخ میں ان کا پایہ بہت بلند اور طرز محققانہ ہے مورخانہ تدقیق، اور اصول روایت و درایت میں یہ البیرونی اور ابن خلدون سے کسی طرح کم رتبہ نہیں ہیں، افسوس ہے کہ ان کی تاریخی تصنیفات دست بردِ زمانہ سے ناپید ہوچکی ہیں، ورنہ ان کے تاریخی طرزِ تحریر کا صحیح اندازہ ہوسکتا، اقوام عالم کی تاریخ پر ان کو خاص طور پر عبور تھا، اور اس موضوع پر انھوں نے ایک کتاب جوامع اخبار الامم لکھی تھی طبقات میں وہ اقوام قدیمہ کی تاریخ بیان کرتے ہوئے، ان کے مساکن و معاشِ انکی زبان، ان کے رسوم وعوائد، اور ملل وادیان کا بیان جس تحقیق و تدقیق، جامعیت و اختصار کے ساتھ کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ ہمارے زمانہ میں بیٹھے ہوئے موجودہ تحقیقات سے فائدہ اٹھا کر لکھ رہے ہیں، علاوہ تاریخ سے جہاں کہیں اختلاف ہوتا ہے تو وہ اس کو بھی ظاہر کردیتے ہیں،

شاہانِ ایران کی مدتِ سلطنت عرب مورخین میں متنازع فیہ رہی ہے البیرونی نے آثار الباقیہ میں، اور حمزہ اصفہانی نے سنی ملوک الارض میں[1] اس سے متعلق مؤبدانِ مجوس کی مختلف روایتیں نقل کی ہیں، اس بارہ میں علماے مغرب کے اقوال کو البیرونی نے آثار میں غلط ٹھہرایا ہے، صاعد نے اپنی تحقیق کی بنا پر ملوکِ فارس کی مدتِ سلطنت تین ہزار ایک سو چونسٹھ سال لکھی ہے، جو البیرونی کی بتائی ہوئی مدت کے مطابق نہیں ہے، مورخین کے اس اختلاف پر صاعد نے اپنی کتاب اخبار الامم میں مفصل بحث کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:۔

[1] ملاحظہ ہو آثار الباقیہ ص ۱۰۳، ۱۱۱، ۱۲۱، ۱۳۱ طبع یورپ، سنی ملوک الارض ص ۱۲ تا ص ۱۰ تا ۲۲ طبع کاویانی،

ولاهل العلم بتاريخ الامم تنازع فى مدة	مملکتِ فارس کی مدتِ سلطنت علماے تاریخ الامم کے نزدیک
مملكة الفرس ليس هذا موضع ذكره	مبحوث فیہ ہے اور یہ اس کے ذکر کا موقع نہین ہے مورخین
وقد اتينا باختلافهم فى ذالك فى كتابنا	کے اس اختلاف کو اور اس مسئلہ مین صحیح ترین قول کو ہم نے
فى جوامع اخبار الامم عن العرب والعجم	اپنی کتاب جوامع اخبار الامم عن العرب والعجم مین بیان کیا
واصح ما قيل فى ذالك الخ[1]	ہے،

قدیم تاریخی امور مین صاعد نے مسعودی اور ہمدانی ایسے نامور مورخون کو خاص طور پر اپنا ماخذ بنایا ہے، چنانچہ امم قدیمہ کے مذاہب، ان کے مساکن و معایش وغیرہ کے متعلق انھون نے تمامتر مسعودی سے اخذ کیا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صاعد کس قدر وسیع النظر مورخ تھے، اس ترقی یافتہ زمانہ مین بھی اس موضوع پر اگر ہم کچھ لکھنا چاہین تو صاعد کے اختیار کیے ہوے ماخذ سے بے نیاز نہین ہو سکتے، صاعد کی تصانیف تمامتر تاریخی ہین، اس لحاظ سے وہ پہلے مورخ ہین، بعد از آن کچھ اور

تاریخِ علوم | مصنفینِ اسلام مین صاعد پہلے شخص ہین جنھون نے علومِ اقوام کی تاریخ لکھی، اور ان کے بعد بھی ہمین نہین معلوم کہ کسی نے آج تک عربی مین اس موضوع پر قلم اٹھایا ہو، اگرچہ ان سے پیشتر ابن الندیم نے الفہرست ایسی ضخیم اور مبسوط کتاب لکھدی تھی، مگر وہ کثرتِ اسماے کتب کی وجہ سے ایک طول طویل خشک فہرست ہے، پھر وہ کسی خاص ترتیب پر مرتب اور مدون نہین ہے، اس لیے وہ کوئی باقاعدہ علوم کی تاریخ نہین کہی جا سکتی، صاعد سب سے پہلے مصنف ہین جو علومِ عرب قبل و بعد از اسلام، ان کی ابتدا اور تدریجی ترقیون سے ہم کو روشناس کراتے ہین، کسی قوم کی "علمی تاریخ" (یا لٹریری ہسٹری) لکھنا یورپ کی اولیات مین شمار کیا جاتا ہے، حالانکہ سب سے پہلے یہ شرف علم پرست مسلمانون ہی کو پہنچتا ہے،

---

[1] طبقات ص ۱۵،

تاریخ طبیعی | نوع انسانی سے قبل نوع حیوانی کے وجود اور ان کے معدوم ہو جانے سے متعلق نیچرل ہسٹری کا ایک اہم نظریہ ہے جو سائنس دانون مین مختلف فیہ ہے، بعض کا خیال ہے کہ نوع انسانی کے وجود مین آنے سے پیشتر نوع حیوانی روے زمین پر ضرور موجود تھی، لیکن آتش فشان پہاڑون اور زلزلون کے تصادم سے وہ ہلاک ہوگئی بعض علماء جو ڈارون کے ہمخیال ہین اس بات کے قائل ہین کہ وہ فنا نہین ہوئی، بلکہ اسکی جگہ اس سے بہتر انواع کے حیوانات نے لے لی ہے، بعض کی رائے ہے کہ انسان ہی نے اس کو مار مار کر فنا کر دیا، لیکن جون جون تحقیقات کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے، یہ قیاسات محض پیش پا فتادہ اور دور از کار معلوم ہوتے ہین، چنانچہ حال ہی مین تاریخ طبیعی کے ایک عالم مسٹر پریٹر (PRATER نے "ازمنۂ قدیمہ کے حیوانات" پر تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ تمام تاویلات جو پیش کیگئی ہین محض ظنیات ہین جو کسی طرح تیقن نہین ہین، بعض علماے سائنس کو ان قیاسات کے تسلیم کرنے سے انکار ہے یعنی کہ وہ نہ تقدیم نوع انسانی کے قائل ہین اور نہ اس بات کو مانتے ہین کہ انسان ہی نے اس نوع کو معدوم کر دیا انھین مین سے ایک علامہ صاعد کو بھی سمجھنا چاہیئے، جو ایسی رائے کو فلسفہ و حکمت سے بعید سمجھتے ہین، چنانچہ قدماے مصر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہین:-

کانوا یرون انہ کان فی عالم الکون والفساد	قدمائے مصر یہ رائے رکھتے تھے کہ عالم کون و فساد مین نوع
قبل نوع الانسان انواع کثیرۃ من الحیوان	انسان سے پہلے کئی انواع حیوانات موجود تھین، جنکی عجیب و غریب
الی صور غریبۃ وتراکیب شاذۃ ثم کان	صورتین تھین جب نوع انسانی وجود مین آئی اور وہ ان پر
نوع الانسان فغلب تلک الانواع وقاتلہا	غالب ہوگئی تو اس نے ان مین سے اکثر کو فنا کر دیا، اور
حتی افنی اکثرھا وشرد بقیتہا الی البراری	بقیہ حیوانات کو مار مار کر جنگلون مین بھگا دیا،

سلہ مطبوعہ روزنامہ بمبئی کرانیکل مورخہ ۲۶ر جولائی ۲۵ء یہ لکچر بمبئی کی نیچرل ہسٹری سوسائٹی کے جلسہ منعقدہ ۲۴ جولائی ۲۵ء مین دیا گیا تھا

والفلوات فمنهم الغیلان والسعالی وغیر ذالك ممّا ذكره عنهم الوصفی[1] فی تاریخ المؤلف فی اخبار مصر فان كان ذلك حقاً عنهم فما ابعدهم فی هذا الرأی من نظام الحكمة وقانون الفلسفة	انھی حیوانات مین سے غول (بیابانی) اور سعالی ہین جنکا ذکر الوصفی نے اپنی تاریخ مصر مین کیا ہے، اگر یہ صحیح ہے تو وہ لوگ اپنی اس رائے مین نظام فلسفہ اور قانون حکمت سے کس قدر دور جا پڑے تھے۔

فلسفہ | صاعد کو فلسفہ و حکمت سے ایک خاص مناسبت ہے، طبقات مین علوم قدیمہ یونان اور حکماے یونان پر جو کچھ انھون نے تحریر فرمایا ہے اس سے فلسفہ مین انکی زبردست واقفیت کا ثبوت ملتا ہے،

معلوم ہوتا ہے کہ اُنھون نے ارسطو کے فلسفہ کا خاص طور پر مطالعہ کیا تھا، فارابی کی کتاب اغراض فلسفة افلاطون وارسطاطالیس کا ایک نسخہ ان کو پہنچا تھا جسکی انھون نے طبقات مین بڑی تعریف کی ہے، وہ ارسطو کے بڑے حامی اور مداح ہین، اسلام کے وہ مایۂ ناز فلسفی اور طبیب ابوبکر محمد بن زکریا رازی جنھون نے ارسطو ایسے عظیم الشان فلسفی پر سخت اعتراضات کئے ہین اور کئی مسائل علمی مین اسکی مخالفت کی ہے، صاعد ان کا ذکر کرتے ہوے لکھتے ہین:-

وكان شدید الانحراف عن ارسطاطالیس	یہ ارسطو کے سخت مخالف تھے، وہ ارسطو کے اپنے استا

[1] الوصفی یا الوصیفی (جیسا کہ طبقات کے ایک نسخہ مین پایا جاتا ہے) نام کے کسی مصنف کا پتہ نہین چلتا، امام سیوطی نے حسن المحاضرہ کے دیباچہ مین ان تمام کتابون کے نام گنائے ہین جو تاریخ مصر پر لکھی گئی ہین، مگر ان مین بھی الوصیفی کی کسی تاریخ کا ذکر نہین ہے، گمان ہوتا ہے کہ یہ الصدفی کی تصحیف ہوگی کہ مصر کے نامور مورخ عبدالرحمن بن احمد بن یونس الصدفی المتوفی ۳۴۷ھ کی تصنیف دو کتابین تاریخ مصر پر ہین، (ابن خلکان ج ۱ ص ۲۷۶) بہت ممکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب "کتاب الموصلی فی اخبار مصر" ہو جس کا ذکر امام ابن حزم نے اپنے رسالہ مین کیا ہے (دیکھو نفح الطیب ج ۲ ص ۱۳۰ مصر) [2] طبقات ص ۲۹، [3] ایضاً صفحہ ۵۳،

وما تبالہ فی مفارقتہ معلمہ افلاطون وغیرہ من متقدمی الفلاسفۃ فی کثیر من آرائہم وکان یزعم انہ ضد الفلسفۃ وغیّر کثیرًا من اصولہا، وما أظنّ الرازی احنقہ علی ارسطاطالیس وحدا الی تنقصہ الا ما اتاہ ارسطاطالیس واراد الرازی محاجتہ ای کتابہ فی علم الالٰہی وکتابہ من طب الروحانی وغیر ذالک من کتبہ الدالۃ علی استحسانہ لمذہب الثنویۃ فی الاشراک ولآراء البراہمۃ فی ابطال النبوات ولاعتقاد عوام الصابئۃ فی التناسخ، ولو ان الرازی وفقہ اللہ تعالیٰ للرشد وحبب الیہ نصر الحق لوصف ارسطاطالیس بانہ محّص آراء الفلسفۃ ونخل مذاہب الحکماء، ننقی خبثہا واسقط غثّہا، وانتقی لبابہا واصطفی خیارہا فاعتقد منہا ماتقبلہ العقول السلیمۃ وتراہ البصائر

افلاطون وغیرہ فلاسفۂ متقدمین کی اکثر آرا کو ترک کردینے پر سخت معترض تھے، ان کا دعویٰ تھا کہ ارسطو نے فلسفہ کو خراب کرڈالا، اور اس کے اکثر اصولوں کو متغیر کردیا، لیکن میرے خیال میں رازی کے ارسطو پر اس قدر برہم ہونے اور اسکی تنقیص کرنے کا بجز اس کے اور کوئی سبب نہیں ہے کہ رازی نے علم الالٰہی اور طب روحانی وغیرہ تالیفات میں فرقۂ ثنویہ[1] سے شرک میں اور براہمہ سے ابطال نبوت میں اور عام صابئہ سے تناسخ میں ہم آہنگی کا اظہار کیا ہے اور اس بنا پر رازی نے اسکی مخالفت کی ہے، اگر خدا رازی کو ہدایت کی توفیق عطا کرتا اور وہ ہوا خواہ حق کے ہوتے تو ارسطو کی بابت یوں کہتے کہ اس نے تو آرائے فلسفہ کو پاک صاف کردیا، مذاہب حکماء کو چھان کر ان کا میل کچیل نکال کر پھینکدیا، لب لباب الگ کردیا اور مصفا کو لے لیا جو باتیں عقل سلیم صاحبان نقد و بصیرت اور پاک نفس لوگوں کے نزدیک واجب تھیں انپر اپنا اعتقاد رکھا، اس طرح وہ حکماء کا پیشوا اور علماء کے محاسن کا جامع بنگیا،

[1] فرقۂ ثنویہ دو چیزوں یعنی نور اور ظلمت کو قدیم اور ازلی مانتا ہے، بخلاف مجوس کے کہ وہ ظلمۃ کو حادث اور نور کو ازلی مانتے ہیں، (شہرستانی برحاشیۂ ابن حزم ج ۲ ص ۸۱ — ۹۰)

الناقدة وتدين به النفوس الطيبة، و

اصبح امام الحکماء وجامع فضائل العلماء[1]

منطق | طبقات مین صاعد نے منطق اور علماے منطق کی نسبت جو کچھ لکھا ہے، اس سے فن مذکور مین انکی دسترس ظاہر ہوتی ہے. کندی کی منطقی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے صنعت تحلیل (ANALYSIS) کی فروگذاشت پر اس طرح تنبیہ کرتے ہین:-

وقلما ينتقع بها فى العلوم لانها خالية من صناعة التحليل التى لا سبيل الى معرفة الحق من الباطل فى كل مطلوب الا بها، اما صناعة التركيب وهى التى قصد ... الا من كانت عنده مقدمات عتيدة فحينئذٍ يمكن التركيب ومقدمات كل مطلوب لا توجد الا بصناعة التحليل و لا ادرى ما حمل يعقوب على الاضراب عن هذه الصناعة الجليلة هل جهل مقدارها ام ضن عن الناس بكشفه واى هذين كان فهو نقص فيه[2]

بہت کم لوگ ان (منطقی تصانیف) سے استفادہ کر سکتے ہین، کیونکہ وہ طریقۂ تحلیل سے خالی ہین جو حق و باطل کی تمیز کے لیے لازمی ہے. ترکیب کو البتہ یعقوب نے اپنی منطقی تصانیف مین بیان کیا ہے. لیکن تیار مقدمات کے بغیر کوئی شخص ان سے فائدہ نہین اٹھا سکتا کہ ان (مقدمات) کے بغیر ترکیب ہی ناممکن ہے، اور ہر مطلوب شے کے مقدمات بغیر تحلیل کے نہین حاصل ہوتے. مجھے نہین معلوم کہ یعقوب کو اس اہم صنعت تحلیل سے کس چیز نے باز رکھا کیا وہ اس کی قدر سے ناواقف تھا یا لوگون پر اس کو ظاہر کرنے مین اس نے بخل سے کام لیا، خواہ کچھ ہی سبب ہو مگر اس مین یہ ایک طرح کا نقص ہے،

مگر ابن ابی اصیبعہ اس کو صاعد کی زیادتی سمجھتا ہے اور لکھتا ہے کہ درحقیقت کندی کی تصانیف

[1] طبقات ص ۲۳، [2] ،، ص ۵۲،

مین کوئی بات ایسی نہین ہے جو اس کے علم سے مستفید ہونے اور اسکی کتابون کے مطالعہ سے باز رکھے [1]

ملل و ادیان | صاعد نے مذاہب اقوام کا خاص طور پر مطالعہ کیا تھا، چنانچہ اس موضوع پر ان کی ایک کتاب مقالات اھل الملل والنحل ہے جو ان کی دوسری تصانیف کی طرح مفقود ہوگئی ہے، وہ لکھتے ہین کہ اس کتاب مین انھون نے ہندوستان کے تیون، ان کے زمانہ، ادوار و اکوار، کواکب، ان کے راس حمل مین جمع ہوجانے سے عناصر اربعہ کی تمام مخلوقات کے تباہ ہوجانے، نیز ہر دور کواکب مین مولدات کی نشاۃ ثانیہ کے متعلق اہل ہند کی مختلف آرار کو بھی بیان کیا ہے [2] اس لحاظ سے اندلس مین ابن حزم کے بعد صاعد دوسرے شخص ہین جنھون نے ملل ونحل پر کتاب لکھی، جو اگر آج موجود ہوتی تو ملل ابن حزم کے تکملہ کا کام دیتی،

فن نجوم | اس فن سے قاضی صاحب کو بہت دلچسپی ہے، اور اس چھوٹی سی کتاب مین انھون نے نجوم و احکام نجوم سے اپنی پوری واقفیت اور مہارت تامہ کا ثبوت دیا ہے، منجمین اور علماے ہیئت پر خردہ گیریان کی ہین اور جابجا انکے اغلاط پر تنبیہ کی ہے،

ابو مسلمہ ابن احمد المرحیط نے جو اندلس مین ریاضیات کا امام تھا، اپنی زیج مین محمد بن موسیٰ الخوارزمی کی زیج کے سنہ فارسی کو سنہ ہجری سے بدل دیا تھا، لیکن جو غلطیان اصل مصنف نے کی تھین وہ ترجمہ مین بھی قائم تھین، انھون نے ان اغلاط پر اپنی کتاب اصلاح حرکات النجوم مین تنبیہ کی ہے، چنانچہ لکھتے ہین :-

و وضع اوساط الکواکب فیہ لاول تاریخ الہجرۃ وزاد فیہ جداول حسنۃ علی انہ	اس کتاب مین اوساط کواکب کو اس نے ابتداے سنہ ہجری سے لیا ہے، اور عمدہ جدولون کا اضافہ کیا ہے،

---

[1] طبقات الاطبار ج ۲ ص ۲۰۸، [2] طبقات ص ۱۲-۱۳-

اتبعه على خطئه فيه ولم ينتبه على مواضع الغلط منه وقد نبهت على ذالك فى كتابي المؤلف فى اصلاح حركات النجوم والتعريف بخطأ الراصدين[1]

مگر یہ کہ اس نے غلطیون مین بھی خوارزمی کی پیروی کی ہے اور غلط مقامات سے اس کو آگاہی نہین ہوئی، ہمنے اپنی کتاب اصلاح حرکات النجوم مین ان اغلاط کو دکھایا ہے،

۲- عبد اللہ بن احمد السرقسطی (المتوفی ۴۴۸ھ) نے جو ہیئت و نجوم کا امام تھا، ہندوستان کے زبردست ہیئت دان برہم گپتا (۶۲۸ء) کی کتاب برہم سدھانت پر اعتراضات کئے تھے اور ایک رسالہ لکھا تھا جس مین اسکی غلطیان دکھائی تھین، صاعد نے ان اعتراضات کی تردید کی اور ان کی غلطیون پر اپنی کتاب مین تنبیہ کی، چنانچہ فرماتے ہین،

ورأيت رسالة له كتب بها الى ابي مسلم بن خلدون الاشبيلي يذكر فيها فساد مذهب السند هند فى حركات الكواكب وتعديلها ويحتج باشياء قد رددنا عليه وبيّنا موضع الغلط منها فى كتابنا المؤلف فى اصلاح حركات الكواكب والتنبيه على خطأ المنجمين[2]

مین نے اس کا ایک رسالہ دیکھا ہے جو اس نے ابی مسلم ابن خلدون اشبیلی کو لکھ کر بھیجا تھا، اس مین اس نے حرکات و تعدیل کواکب سے متعلق طریقہ سدہانت کی خرابی کا ذکر کیا ہے، اس کے دلائل کی ہم نے تردید کی ہے، اور اپنی کتاب اصلاح حرکات النجوم مین اس کی غلطیان دکھائی ہین،

فن طب اگرچہ اس فن مین صاعد نے اپنی کسی تصنیف کا ذکر نہین کیا، تاہم ان کی کتاب کے بعض مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ فن طب مین بھی ان کو دخل تھا،

ابو مروان عبد الملک بن زہر اشبیلی اندلس کا ایک نامور طبیب تھا جسکی شہرت کا اندازہ

طبقات الامم [illegible]

مشرق و مغرب مین پھیل چکا تھا، اس کے تذکرہ مین لکھتے ہین :-

ولہ فی الطب آراء شاذۃ منہا منعہ من الحمام واعتقادہ انہ یعفن الاجسام ویفسد ترکیب الامزجۃ وھذا رأی یخالف فیہ الاوائل والاواخر ویشھد بخطئہ العوام والخواص بل اذا استعمل علی الترتیب الذی یجب بالتدریج ینبغی ان یکون ریاضۃ فاضلۃ ومہنۃ نافعۃ لتفتیحہ المسام وتطریقہ للفضول وتلطیفہ لما غلظ من الکیموسات[1]،

طب مین اس کی انوکھی رائین ہین، مثلاً حمام کی ممانعت جس کے متعلق انکی رائے ہے کہ یہ اجسام کو متعفن اور امزجہ کی ترکیب مین فساد پیدا کردیتا ہے، حالانکہ یہ رائے متقدمین اور متاخرین دونون کے خلاف ہے اور خواص و عوام سب اس رائے کے غلط ہونے پر شاہد ہین بلکہ اگر اسکو تدریجی ترتیب جو ضروری ہے، حمام کیا جائے تو بہت بڑی جسمانی ورزش ہے اور مسامات کو کھولنے، فضول مواد سے جسم کو پاک کرنے اور کیموسات غلیظہ کو لطیف بنانے مین بے حد مفید ہے۔

تصانیف | صاعد کی تصنیف سے حسب ذیل کتابین ہین :-

(۱) مقالات اھل الملل والنحل

(۲) اصلاح حرکات النجوم والتعریف بخطأ الراصدین

(۳) جوامع[2] اخبار الامم من العرب والعجم

(۴) صنوان الحکمۃ[3]؟

---

[1] طبقات ص ۸۵۔ [2] نمبر ۲ سے ۳ تک کا ذکر خود صاعد نے طبقات مین کیا ہے، اسی طرح نمبر ۳ اور ۵ کا ذکر ابن سعید نے کیا ہے (دیکھو مقری ج ۲ ص ۱۳۶ مصر)۔ [3] کشف الظنون ج ۲ ص ۷۵ و ص ۹۵ وطبقات الحکماء کے تحت مین طاش کبری زادہ نے اس کتاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ۔۔۔

(۵) تاریخ الحکماءؒ،

(۶) تاریخ الاندلسؒ

(۷) تاریخ الاسلام

(۸) التعریف بطبقات الامم،

یہ تمام کتابین آج مفقود ہین جنمین سے سوائے طبقات الامم کے عام کتب خانون مین کسی ایک کا بھی پتہ نہین چلتا،

طبقاتُ الامم،

یہ کتاب قرون وسطیٰ کی علمی تاریخ ہے جسمین تمام دنیا کی علمی قومون کے علوم وفنون کے

(بقیہ حاشیہ صلا) وقد اعتنیٰ بذالک کثیرون منھا الصاعد الذی ھو من مشاهیر الحکماء وصنّف فیھا کتاب (صنوان الحکمۃ) ورأیتہ فی عنفوان الشباب وھو کتاب لطیف لکنی نسیت اسم مصنفہ (مفتاح السعادۃ ج ۱ صـ۲۳۰)

اور اس فن کی طرف کئی لوگون نے توجہ کی ہے، ان مین سے صاعد بھی ہین جو مشاہیر حکمار مین سے ہین، انھون نے اسی موضوع پر ایک کتاب تصنیف کی ہو جس کا نام صنوان الحکمۃ ہے، مین نے آغاز جوانی مین اس کتاب کو دیکھا تھا وہ چھوٹی سی کتاب ہے مگر اس کے مصنف کا نام مجھے یاد نہین رہا۔

کتاب اور مصنف دونون کا نام بیان کر دینے کے بعد مصنف کا نام یاد نہ رہنا کیا معنی رکھتا ہے؟ اس لئے عبارت مین صَنَّفَ کی بجائے صُنِّفَ پڑھا جائے تو صحیح معنی یہ ہونگے کہ علاوہ ازین اس موضوع پر ایک کتاب صنوان الحکمۃ بھی تصنیف کیگئی ہے جس کے مصنف کا نام یاد نہین رہا، کبری زادہ کی اس عبارت کو نواب صدیق حسن خان مرحوم نے (ابجد العلوم ج ۱ صـ۲۲۸) بعینہ نقل کر لیا ہو، گویا خود انھون نے یہ کتاب دیکھی تھی، اسی طرح صاحب کشف الظنون کو کبری زادہ کی تحریر سے دھوکہ ہوا ہو کہ اس نے اس کتاب کو صاعد سے منسوب کیا ہے، حالانکہ درحقیقت یہ صاعد کی تصنیف نہین ہو۔

حالات درج ہین مصنف نے اسپین امم قدیمہ کے طبقات علمی اور تاریخی حیثیت سے قائم کیے ہین اور اقوام عالم کے متعلق بہت مفید اور کارآمد باتین منظم اور مدون طریقہ پر جس اختصار اور جامعیت کے ساتھ لکھی ہین، وہ کسی تالیف ماسبق مین بہت کم نظر آتی ہین، صاعد نے یہ کتاب ۴۶۰ھ مین اپنی وفات سے صرف دو سال پیشتر لکھی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مدة العمر علمی مشاغل اور تصنیف و تالیف مین منہمک رہے ہین، اس کتاب نے اہل اندلس کے ہان بڑی قبولیت اور شہرت حاصل کرلی تھی، وہ اس پر بجا طور سے فخر کرتے تھے، اور اہل مشرق کو یہ کتاب روایتہً سناتے تھے، چنانچہ جب اندلس کے ایک عالم ابو محمد عبداللہ بن محمد مرزوق الیحصبی حج کو جاتے ہوئے اسکندریہ سے گذرے تو انھون نے ابوطاہر سلفی (المتوفی ۵۷۶ھ) کو یہ کتاب سنائی، یہ کتاب یحصبی نے ابن برال سے اور ابن برال نے خود صاعد سے سنی تھی[1]، مشرق مین بھی اس کتاب کی خاصی قدر و منزلت ہوئی، ابوالفرج ابن العبری نے اپنی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴) ابن خلکان نے فارابی کے تذکرہ (ج ۲ ص ۱۰۱) مین صاعد سے نقل کرتے ہوئے ان کی کتاب طبقات الحکماء کا حوالہ دیا ہے، مگر عبارت منقول عنہ بالفاظہا طبقات الامم مین موجود ہے، پھر آگے چل کر ابن خلکان نے طبقات الاطبا نامی ان کی ایک کتاب کے حوالہ سے متی بن یونس کی وفات کا ذکر کیا ہے جو طبقات الامم مین بعینہ موجود ہے، اسی طرح کبری زادہ نے (مفتاح العلوم ج ۱ ص ۲۱۸) مین صاعد کی تاریخ الحکما کا ذکر کیا ہے، نیز ابن سعید نے صاعد کی کتاب التعریف باخبار علماء الامم من العرب والعجم کا نام لکھا ہے (مقری ج ۲ ص ۱۲۶ اعراب) تمام باتون سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہین کہ اخبار الحکما، طبقات الحکما، طبقات الاطبا، اور اخبار علماء الامم درحقیقت ایک ہی کتاب کے مختلف نام ہین، اور کہ یہ کتاب علماء و حکما کے حالات مین طبقات الامم کا خلاصہ ہے، ۱۲ کاسیری (CASERI) نے ویز اسکیوریال کی قلمی کتابون مین رد تاریخ اندلس اور تاریخ الاسلام کا ذکر کیا ہے (ببلوتھیکا عربیکو ہسپانا ج ۲ ص ۱۴۱)

[1] التکملہ لکتاب الصلة لابن الابار ج ۱ ص ۱۰۴ طبع مجریط و نفح الطیب ج ۲ ص ۲۲ طبع مصر

کتاب مختصر الدول مین اہل عرب و علوم عرب سے متعلق دو ٹکڑے اس کتاب سے نقل کئے ہین[۲]، اسی طرح ابن خلکان، ابن القفطی، ابن ابی اصیبعہ، مراکشی (صاحب المعجب) ذہبی وغیرہ[۳] نے اس کتاب سے اخذ کیا ہے، ان مین سے بعض[۴] نے تو صفحے کے صفحے بلا حوالہ نقل کر لئے ہین، حاجی خلیفہ نے اس کتاب سے بخوبی استفادہ کیا ہے، اور اسکی بڑی تعریف کی ہے[۵]، علم الرصد کے بیان مین اس نے ایک طویل اقتباس اس کتاب سے نقل کیا ہے[۶]، اسی طرح فصل ثانی مین جس کا عنوان "فی منشأ انزال الکتب واختلاف الناس وانقسامہم" ہے اس نے صاعد سے حرف بحرف نقل کیا ہے، اور حوالہ تک نہین دیا[۷]،

یہ دیکھکر یقیناً حیرت ہوتی ہے کہ قفطی اور ابن ابی اصیبعہ نے طبقات کا اکثر حصہ اپنی کتابون مین محفوظ کر لیا ہے، کہ اگر طبقات کا کوئی نسخہ سرے سے موجود نہ ہوتا تب بھی ان تمام اقتباسات کو جمع کرکے طبقات کا ایک ناقص اڈیشن تیار ہو سکتا تھا، غالباً بہت کم مصنفین صاعد کی طرح خوش قسمت ہونگے جنکی کوئی کتاب اس کثرت سے نقل کیگئی ہو، اور زمانہ تصنیف سے لیکر دو تین صدیون تک اس قدر مقبول رہی ہو کہ نامور مصنفین اس سے استفادہ کرتے چلے آئے ہون، اور آج اس ترقی یافتہ زمانہ مین بھی ہم ان کی تحقیقات سے بے نیاز نہ رہ سکین،

ماخذ صاعد کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انھون نے اس کتاب مین اپنے ماخذون کا جا بجا حوالہ دیا ہے، اور جہان کہین کسی سے زبانی روایت سنی ہے تو اس کے نام کی بھی تصریح کر دی ہے اس کتاب مین صاعد نے حسب ذیل ماخذ کا ذکر کیا ہے۔

---

[۱] ص ۱۵۸-۱۵۹- و ۲۳۵- ۲۳۶، طبع یسوعیین بیروت،

[۲] ابن خلکان ج ۱ ص ۳۴۱، ج ۲ ص ۷۷، المعجب (مصر) ص ۴۲ و ۲۶، ۲۰۶ تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۸۹ (تذکرہ ابن حزم)[۳] دیکھو تاریخ الحکما للقفطی اور عیون الانباء لابن ابی اصیبعہ،[۴] فقال انہ صغیر (الجم کثیر النفع (ج ۲ ص ۱۲۲) [۵] کشف ج ۱ ص ۵۹۲، ۲۲۲ تا ۲۲۵،

۱۔ کتاب الاکلیل وصفۃ جزیرۃ العرب للہمدانی،

۲۔ کتاب المعارف لابن قتیبہ،

۳۔ التنبیہ والاشراف للمسعودی،

۴۔ کتاب الالوف وکتاب المذاکرات لابی معشر الفلکی،

۵۔ کتاب الفہرست لابن الندیم

۶۔ صلۃ التاریخ الطبری للفرغانی،

۷۔ زیج ابن الآدمی معروف بہ نظام العقد،

۸۔ تاریخ الاطباء لابن جلجل اندلسی[1]،

ان مآخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ صاعد کا مذاق علمی و تاریخی کس قدر بلند و صحیح، اور نظر انتخاب کس قدر اعلیٰ تھی!

---

[1] تعجب ہوتا ہے کہ صاعد نے اپنے مآخذ مین ابن جلجل کی "اخبار الاطباء والفلاسفہ" کا کہین ذکر نہین کیا، حالانکہ ابن ابی اصیبعہ کی کتاب مین اس کے جو منقولات پائے جاتے ہین ان کا بہت سا حصہ صاعد مین بھی مشترک ہے، ابن جلجل چوتھی صدی ہجری کے اواخر مین گذرا ہے، لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ صاعد اس سے واقف نہین تھے کیونکہ انھون نے اطباء کے سلسلہ مین ابن جلجل کا ذکر کیا ہے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا کے مشرق و مغرب اور جنوب و شمال مین اگرچہ تمام انسان نوع واحد تھے لیکن صرف تین باتون یعنی اخلاق، صورت، اور زبان سے، ان مین امتیاز پایا جاتا تھا[1]

امم قدیمہ | تاریخ قدیم اور طبقات امم کے ماہرین کا خیال ہے کہ اگلے زمانہ مین قبائل کی تقسیم اور زبانون کے اختلاف سے پہلے لوگ سات قومون مین منقسم تھے[2]:-

(۱) اہل فارس - ان کی سکونت گاہین "ارض معمورہ" کے وسط مین تھین، ان کے شہرون کی حدود ان پہاڑون سے لیکر جو شمال عراق مین عقبہ حلوان سے متصل ہین، اور ... ماہان، کرج، دینور، ہمدان، قم، ... وغیرہ شہر ہین) آرمینیہ، باب الابواب ... شہر ...

[1] محققین یورپ نے صورت، اخلاق، اور زبان کے علاوہ ایک چوتھی چیز رنگ کا بھی اضافہ کیا ہے اگرچہ صورت کے تحت مین آجاتا ہے۔ یہان لفظ اخلاق کو عادات، مذاق، اور مزاج و طبیعت پر مشتمل سمجھنا چاہیے اسی طرح صورت کا اطلاق شکل و شباہت، رنگ، بالون کی ساخت وغیرہ پر کرنا چاہیے، یہ مسئلہ انتھراپالوجی (علم الانسان) سے تعلق رکھتا ہے تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد دوم صفحہ ۱۱۰ تا صفحہ ۱۲۳ طبع نہم لفظ "انتھراپالوجی" [2] امم قدیمہ کے مساکن و معاش انکی زبان ان کے مذہب، اور جسم انسانی پر آب و ہوا کے اثرات وغیرہ کے متعلق صاعد نے تمامتر مسعودی سے ملخصاً نقل کیا ہے ملاحظہ ہو التنبیہ والاشراف صفحہ ۲۳، ۲۴، ۲۶، ۲۵

(جو بحرِ خزر (کاسپین سی) کے کنارہ پر واقع ہے) طبرستان، بوقان، بیلقان، ارّان، شابران، رے، طالقان اور جرجان تک، اور بلادِ خراسان، نیشاپور، مرو، سرخس، ہراۃ، خوارزم، بلخ، بخارا، سمرقند، فرغانہ، چاچ وغیرہ سے لیکر سجستان (سیستان) کرمان، فارس، اہواز، اصفہان اور اس کے نواح تک تھے، یہ تمام ممالک ایک ہی سلطنت کے ماتحت تھے، ان کا بادشاہ بھی ایک ہی تھا، اور زبان بھی بجز تھوڑے سے اختلاف کے فارسی تھی، مگر حروفِ تہجی کی تعداد و ترکیب سب مین برابر تھی بعد ازآن اس اختلافِ زبان نے رفتہ رفتہ بہت کچھ اختلاف پیدا کر دیا، چنانچہ فارسی کی مختلف شاخین پہلوی،[1] دری وغیرہ کہلائین،

۲- کالدانی، ان کو سُریانی اور بابلی بھی کہتے ہین، اور ان کی مختلف شاخین تھین، مثلاً آشوری،[2] کوثانی،[3] ارمانی،[4] اور جرامقہ،[5] جو موصل اور نبط (سوادِ عراق) کے باشندے تھے، ان کے شہر بھی معمورۂ ارض کے وسط مین عراق، الجزیرہ (میسوپوٹامیا) (جو دجلہ و فرات کے مابین دیار ربیعہ و مُضر کے نام سے مشہور رہے) شام، اور جزیرۃ العرب کے نام سے مشہور ہین، جزیرۃ العرب حجاز، نجد، تہامہ، غور، اور یمن کے درمیان واقع ہے، اور زبید سے لیکر صنعا، عدن، عروض

[1] پہلوی منسوب بہ فہلہ: اسکا اطلاق پانچ شہرون: اصفہان، رے، ہمدان، نہاوند اور آذربائجان پر ہوتا ہے، دری منسوب بہ در یعنی دروازۂ ملوک اس زبان کو وہ لوگ بولتے تھے جو شاہانِ فارس کے درِ دولت پر رہا کرتے تھے، (کشف الظنون ج ا صـ طبع یورپ مفتاح العلوم ص ۱)

پہلوی قدیم فارسی زبان ہے جو زردشت (پیغمبر ایران) کے زمانہ کی ہے، (تاریخ ادبیات ایران جلد اوّل صـ مصنفہ براؤن)

[2] انھی آشوریون کو Assyria بھی کہتے ہین اہل بابل کالدان نے اپنے خدا کا نام آشور رکھا تھا، اسی نسبت سے یہ آشوری کہلاتے ہین، چنانچہ موجودہ اثری تحقیقات نے اسپر بہت کچھ روشنی ڈالی ہے، [3] منسوب بہ کوثی یہ بابل مین ایک مقام کا نام ہے جسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مولد ہونیکا فخر حاصل ہے (معجم البلدان ج ۷ صـ ۲۱۱) انھی کو Kassi یا Cassaeans کہتے ہین یہ اسیریا کی ایک جنگ آزما پہاڑی قوم تھی جو دائرۂ حکومت سے باہر تھی اور بعد کو مطیع ہوگئی [4] ان کو Aram کہتے ہین، یہان ارمانی کی بجائے انکو آرامی کہنا زیادہ مناسب ہوگا، یہ ایک قبیلہ کا نام ہے، [5] اسکا واحد جرمقانی ہے، بادیہ شام کے وحشی قبائل،

شحر، حضرموت اور عمان وغیرہ بلادِ عرب تک پھیلا ہوا ہے، یہ تمام شہر ایک ہی فرمانروا کے زیرِ اقتدار تھے، وہاں کی زبان سُریانی تھی، اور یہ قدیم زبان حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت لوط وغیرہ انبیاء علیہم السلام کی زبان تھی[1] پھر سُریانی سے دو اور زبانیں عبرانی اور عربی پیدا ہوئیں، عبرانی یعنی بنی اسرائیل[2] ملک شام پر قابض ہو کر وہیں سکونت پذیر ہوئے، اور عربوں نے جزیرۃ العرب اور الجزیرہ (میسوپوٹامیا) پر قابض ہو کر وہیں بود و باش اختیار کی، اور سریانیوں (کلدانیوں) میں سے جو لوگ باقی رہ گئے تھے عراق کی طرف چلے آئے اور عراق میں ان کا عظیم الشان پایۂ تخت شہر کلوذی تھا[3]

۲- اہل یونان و روم - اہل فرنگ، جلالقہ[4]، برجان، صقالبہ[5]، اہل روس، برغر، لان وغیرہ اقوام جو بحرِ بنطس[6] (بحرِ اسود) اور بحیرۂ مانیطس[7] (باسفورس) کے گرد و نواح کے ان مقامات میں رہتی ہیں جو ارضِ معمور کے غربی اور شمالی ربع میں واقع ہیں، ان کی سلطنت اور زبان ایک تھی،

۴- قبطی یعنی اہل مصر، اور جنوب کی سیہ فام اقوام حبشی، زنگی اور نوبی کے علاوہ مغرب

---

[1] سریانی کو حضرت آدم وغیرہ کی زبان بتانا ایک طرح کا مبالغہ ہے محققین اس سے زیادہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ حضرت ابراہیم کی زبان تھی [2] عبرانی بنی اسرائیل اور یہود تینوں الفاظ مختلف ہیں، چنانچہ ان کو زبان کے لحاظ سے عبرانی نسل کے لحاظ سے [illegible] بنی اسرائیل اور مذہب کے لحاظ سے یہود کہتے ہیں [3] عراق میں بغداد کے قریب ایک [illegible] کا نون میں اسی کو کالڈیا کہتے ہیں اور اسی کی نسبت سے کلدنی یا کلدانی خلافِ قاعدہ آیا ہے (تاریخ الحکما للقفطی ص ۲۳[illegible]) [4] [illegible] (گالیشیا) کے باشندے جو جزیرہ نما اندلس کے شمال میں واقع ہے، غالباً اس سے مراد قوم گال کے لوگ ہیں جو فرانس کے اصلی باشندے تھے [5] [illegible] قوم جس کو Slavs کہتے ہیں [illegible] بلگیریا اور سرویا کے باشندے ہیں (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲۲ ص [illegible]) [6] [illegible] میں اکثر بنطس یا نیطاس غلط لکھا ہوا [illegible] میں پینٹس Pontus ہے اور بنطس اسکا معرب ہے، اسی کو بحر اطرابزوند بھی کہتے ہیں [7] اصل [illegible] Maiotis یا طرابزان [illegible] مانیطس کی تحریف ہے، ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام [illegible]

کے برابرہ اور ان کی ہمسایہ قومین جو بحر اوقیانوس (اطلانتک) تک آباد ہین، ان سب کی زبان اور مملکت ایک ہی تھی،

۵- اتراک۔ ترکون کی اقوام مختلفہ مثلاً خزلخیہ، کیماک، تغزغز، سریر، جیلان، خزران، طیلسان، کشک، برطاس وغیرہ۔ ان کی زبان اور مملکت ایک تھی،

۶- اہل ھند، ہندوستان، سندھ اور اس کے اطراف کے باشندے۔ ان کی زبان اور مملکت ایک ہی تھی،

۷- اہل چین۔ عاور بن یافث بن نوح علیہ السلام کے شہرون یعنی ملک چین اور اس کی نواحی کے باشندے۔ ان کی سلطنت اور زبان بھی ایک ہی تھی،

امم قدیمہ کا مذہب | تمام بنی نوع انسان ان سات قومون مین منقسم تھے، اور مذہباً وہ سب کے سب صابئہ تھے، جو جواہر علویہ اور اجرام سماویہ مین سے سبعہ سیارہ وغیرہ کو بتون کی صورت مین مجسم کرکے ان کی پرستش کرتے تھے[1] پھر ان مین اختلاف پیدا ہوا اور ان کی زبانین اور مذاہب مختلف ہو گئے،

طبقات امم بلحاظ اشتغال | ان امم قدیمہ کو ہم نے کثرت فرق اور اختلاف مذاہب کے باوجود دو طبقون مین منقسم پایا:-

طبقۂ اول۔ وہ قومین جنھون نے تحصیل علوم کی طرف توجہ کی، اور مختلف اقسام علوم کے موجد ہوئے۔

طبقۂ دوم۔ وہ قومین جنھون نے علوم کی طرف ایسی توجہ نہین کی جس کی وجہ سے وہ

[1] محققین یورپ بھی اس نظریہ کے قائل ہین (ملاحظہ ہو ڈریپر یورپ کا ارتقاء ذہنی ج ۱ صـــ) امم قدیمہ کے اس اتخاذ بتہا اور ان کے حق و باطل ہونے کے متعلق امام رازی نے مفصل بحث کی ہے، ملاحظہ ہو تفسیر کبیر ج ۲ صـ ۲۱۲ تا صـ ۲۱۳،

اہل علم طبقہ مین شمار ہونے کی مستحق ہون، اس لیے نہ ان سے کوئی نتیجۂ فکر یہ دنیا کو پہنچا، نہ فائدۂ حکمیہ

طبقۂ اوّل مین آٹھ قومین ہین :-

اہل ہند، اہل فارس، کلدانی، عبرانی، یونانی، رومی، مصری، اور عرب،

طبقۂ دوم مین اقوام مذکورۂ بالا کے سوا بقیہ تمام قومین ہین یعنی اہل چین، یاجوج و ماجوج[1]، ترک، برطاس، سریر، خزر، جیلان، خزران، کشکاٹ، لان، صقالبہ، بلغر، روس، برجان، برابرہ، اور سیاہ فام اقوام حبش، نوبیا اور زنجبار کے باشندے، ان سب مین اہل چین اور اتراک زیادہ نامور اور مشہور ہین، اہل چین تعداد کے لحاظ سے بہت زیادہ عظمت سلطنت اور وسعت مملکت کے اعتبار سے تمام اقوام مین فائق ہین، ان کی سکونت گاہین تمام اقصائے مشرق سے لیکر خط معدل النہار[2] کے مابین شمال مین ہفت اقلیم کی انتہائی آبادی تک ہین صنعت و حرفت، عملی صنائع اور دستکاری مین وہ تمام اقوام عالم پر سبقت لے گئے ہین کیونکہ وہ ان فنون مین بہ نسبت دیگر اقوام کے بہت متحمل اور مستقل مزاج واقع ہوئے ہین:

اتراک | یہ بھی کثیر التعداد اور وسیع المملکت قوم ہے، ان کی سکونت گاہین خراسان (زیر حکومت

---

[1] ترکون کے ۲۲ قبائل جن مین سے ایک قبیلہ "ترک" ہی تھی کے فساد فی الارض کی وجہ سے سکندر نے وہ سد بند ہوائی تھی اور جو اس کے نام سے مشہور ہے، معجم البلدان ج ۵ ص۴۹ البیرونی نے بھی ان کو مشرقی ترکون کی ایک قسم لکھا ہے جو اقلیم پنجم و ششم کے انتہائی جنوب مین رہتے ہین (آثار الباقیہ ص۴۱ طبع یورپ) [2] معدل النہار ایک فرضی دائرہ ہے جو شمالی و جنوبی قطبین فلک کے افق پر موجود ہونے کے وقت فلک کو دو برابر حصون مین منقسم کر دیتا ہے، اور مشرق سے مغرب تک ایک رات دن مین حرکت کرکے دورہ ختم کرتا ہے، گویا معدل النہار سے فلک الافلاک کے دو برابر ٹکڑے ہوجاتے ہین ایک شمالی دوسرا جنوبی، (مفاتیح العلوم للخوارزمی ص۱۲۵) [3] یہ تمام ترکون کے قبائل ہین تفصیل کے لیے دیکھو مروج الذہب للمسعودی برحاشیہ مقری ج ۱ ص۱۵۵ معجم البلدان ج ۲ ص۳۷،

اسلامی) کے مشرق چین کے مغرب، اور شمال ہند کے درمیان سے شمال کی انتہائی آبادی تک واقع ہوئے ہین، فنونِ جنگ کی مشق اور آلاتِ حرب کا طریقۂ استعمال ان کا خاص فن ہے جسمین انھون نے اس قدر مہارت حاصل کرلی ہے کہ حملہ آوری، شہسواری، نیزہ بازی اور تیراندازی مین وہ اپنا ثانی نہین رکھتے،

تحصیلِ علوم سے محرومی کے اسباب

ان تمام طبقاتِ انسانی مین سے جو طبقہ تحصیلِ علوم سے بے بہرہ رہا وہ بہ نسبت انسانون کے زیادہ تر بہائم سے مشابہ تھا، اس لیے کہ جو قومین مثل صقالبہ اور بلغر وغیرہ کے ہفت اقلیم کے آخر مین (جو شمال مین انتہائی آبادی ہے) بلاد شمالی مین دور تک چلی گئی تھین، جہان بعدِ آفتاب کی وجہ سے ہوا مین برودت اور فضاے آسمانی مین کثافت پیدا ہوگئی تھی، لہٰذا ان کے مزاج سرد اور اخلاط غلیظ ہوگئے، یہی وجہ ہے کہ ان کے بدن موٹے ہوگئے، رنگ سپید ہوگیا، اور بال لٹک گئے، چنانچہ باریک بینی، ذہن کی تیزی سے محروم رہین، اور جہالت وحماقت ان پر غالب ہوگئی[1]

جو قومین خطِ معدل النہار کے قریب اور اس کے پیچھے جنوب کی انتہائی آبادی تک سکونت پذیر ہوئین ان کے سرون سے آفتاب کے قرب نے وہان کی ہوا مین حدت وتمازت اور فضا مین لطافت پیدا کردی، جس سے ان کے مزاج گرم اور اخلاط سوختہ، رنگ کالے، اور بال گھونگھروالے ہوگئے، لہٰذا تفوقِ عقلی اور استحکامِ بصیرت اُن مین نہ رہی، غیظ وغضب ان پر غالب ہوگیا، اور جہالت وحماقت ان مین سرایت کرگئی، انھی مین سے تمام سیہ فام قومین ہین جو

[1] انسانون کے الوان، ابدان اور اخلاق پر آب وہوا کے اثرات پر امام المورخین ابن خلدون نے اپنے مقدمہ تاریخ مین کافی بحث کی ہے (ملاحظہ ہو مقدمہ صفحہ ۸۶ تا ...) حکماے یونان مین جالینوس وغیرہ اور حکماے اسلام مین ابن ... الکندی اور مسعودی ... اس نظریہ کے قائل تھے ... تاریخ تمدن مین ... بحث کی ہے۔

حبش، نوبہ، اور زنج کے انتہائی شہروں میں آباد ہوئیں،

جلالقہ اور برابرہ یعنی اطراف مغرب کے تمام باشندے، جو طبقۂ بالا میں شامل ہیں، یہ وہ قومیں ہیں جنکو خدائے تعالی نے سرکشی اور جہالت سے مخصوص، اور ظلم و عداوت سے معمور کر دیا ہے، تاہم وہ شمال میں نہیں آباد ہوئے، کہ اس سے متاثر ہوتے، نیز وہ جنوب میں نہیں مقیم ہوئے، کہ اس جگہ کی تاثیران کو کوتہ دست بنا دیتی، بلکہ ان کی سکونت گاہیں معتدل الہوا شہروں کے قریب واقع ہوئی ہیں، چنانچہ جلالقہ کی سکونت گاہیں اقلیم پنجم کے بعض مغربی حصوں اور ان سے متصل اقلیم ششم کے بعض حصوں میں تھیں، اور برابرہ کی سکونت گاہیں اقلیم دوم کے مغربی شہروں اور اس سے متصل اقلیم سوم اور اقلیم چہارم کے بعض حصوں میں تھیں، اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے اپنی مہربانی سے مخصوص کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اپنی نعمتوں سے محروم رکھتا ہے

اس طبقہ سے تعلق رکھنے والی بقیہ قومیں جنکی کسی بات کا ذکر ہم نے نہیں کیا، جہالت میں انھی کے برابر ہیں، اگرچہ ان کے مراتب میں اختلاف ہے، لیکن وہ تمام امور متذکرۂ بالا میں سب کے سب مشترک ہیں، یعنی یہ کہ انھوں نے فلسفہ و حکمت کی تحصیل کے لیے اپنی دماغی قوتوں کا استعمال نہیں کیا، بایں ہمہ ان میں سے اکثر مشرق یا مغرب، جنوب یا شمال کے رہنے والے شہری اور بدوی، اس سیاست ملکی، اور قانون الہی سے خالی نہ تھے جو انسان کو ایک نظام کے ماتحت لے آتی اور ان پر حکومت کرتی ہے، اور سچ تو یہ ہے کہ اس نظام انسانی اور اس کلی شیرازہ بندی سے سوائے بادیہ نشینوں، افریقہ کے وحشیوں وغیرہ غیر متمدن لوگوں کے کوئی خارج نہیں ہو سکتا،

طبقہ اول: وہ قومیں جنھوں نے اصل علوم کی طرف توجہ کی

یہ طبقہ خدا کے برگزیدہ بندوں میں سے ہے، کیونکہ اس نے نفس ناطقہ کے فضائل کی تحصیل میں (جو بنی نوع انسان کی

بنیاد اور اسکی سرشت مین داخل ہے) اپنی پوری ہمت صرف کردی، اور جن باتون کی طرف اہل چین اتراک اور ان کے مقلدین متوجہ ہوئے (یعنی نفس کے غضبی[۲] اخلاق مین منافست اور حیوانی قوتون پر تفاخر) ان سے یہ سمجھ کر احتراز کیا کہ یہ باتین حیوانات مین بھی پائی جاتی ہین، بلکہ بعض امور مین تو وہ انسانون سے بڑھ کر ہین، جیسے صنعت اور تشکیل مین شہد کی مکھی جو اپنی غذا کے خانے بنانے مین بہت متحمل اور مستقل مزاج واقع ہوئی ہے، یا مکڑی جو متناسب اور متقاطع دائرون کا جالا اپنے رہنے کے لیے تنتی ہے اس قسم کے حیوانات سے عجیب و غریب صنائع اور افعال ظاہر ہوئے ہین چنانچہ اہل عرب کے ہان یہ مثلین رائج ہین۔

۱- اصنع من السُّرفۃ (سرفہ[۳] سے زیادہ کاریگر) یہ ایک قسم کا کیڑا ہے جو حمص مین ہوتا ہے وہ اس درجہ چابکدست ہے کہ درخت کی بہت پتلی شاخون سے ایک مربع گھر بناتا ہے۔

۲- اصنع من تنوّط[۴] (بیئے سے زیادہ صناع) یہ ایک چابکدست پرندہ ہے، اسکا گھونسلا درخت مین لٹکا ہوا ہوتا ہے،

جرأت و شجاعت مین شیر اور چیتے وغیرہ درندون کی مثال دیجاتی ہے کیونکہ انسان ان کی سی بیش قدمی اور جرأت کا دعوی نہین کرسکتا، اسی طرح سخاوت بخل وغیرہ اخلاق مین بعض

---

[۱] حاشیہ (قبل) یہ نفس انسانی کی ایک قوت ہے جس کی بدولت انسان مختلف چیزون مین باہمدگر تمیز کرسکتا ہے اور حقائق اشیاء کو بنظر تعمق مطالعہ کرنے کا شوق اس کے دل مین پیدا ہوتا ہے۔ [۲] یعنی انسان کے دل مین غصہ اور دلیری پیدا ہونا خطرناک کامون مین گھسنے اور دوسرون پر غلبہ اور فوقیت حاصل کرنے کا جوش پیدا ہونا وغیرہ [۳] یہ ایک مسور کے دانہ کے برابر کیڑا ہوتا ہے، جو درخت مین نقب لگا کر اس کی پتلی ڈالیون سے مکڑی کے جالے کی طرح گھر بناتا ہے جو مقوم الزوایا ہوتا ہے اور ڈالیون کے سرے ملا کر ایک مربع دروازہ بناتا ہے، کہتے ہین کہ انسان نے مربع قبرین بنانا اسی سے سیکھا ہے جمہرۃ الامثال للعسکری ص ۱۳۲ [۴] دو شاخون کے بیچ مین اسکا گھونسلا بعینہ ایک بوتل کی طرح لٹکتا ہوا نظر آتا ہے اسمین وہ انڈے دیتا ہے جمہرۃ الامثال ص ۱۳۲

حیوانات کو انسان پر فوقیت حاصل ہے، چنانچہ عرب مین یہ مثلین رائج ہین،

اسخی من دیک[1]	مرغ سے زیادہ سخی۔
اجرأ من لیث[2]	شیر سے زیادہ جری
اجرأ من ذباب[3]	مکھی سے زیادہ جری۔
اختل من ذئب[4]	بھیڑیے سے زیادہ مکار اور حیلہ گر۔
اخبث من ثعلب و من ضب	لومڑی اور گوہ سے زیادہ بد باطن،
اجشع من کلب[5]	کتے سے زیادہ حریص اور طماع،
اظلم من حیۃ[6]	سانپ سے زیادہ ظالم،
اکسب من ذرۃ و نملۃ و من ذئب[7]	چیونٹی، ذرہ (چھوٹی چیونٹی) اور بھیڑیے سے زیادہ کسب معاش مین محنتی
اجبن من نعامۃ	شتر مرغ سے زیادہ بزدل،
اھدی من قطاۃ[8]	بھٹ تیتر سے زیادہ دور بین،
احذر من عقعق[9]	عقعق سے زیادہ چوکنا اور ہوشیار،
ابخل من کلب[10]	کتے سے زیادہ بخیل،

[1] جمهرة ص۱۲۱ [2] یہ مثل یون ہے:- اجرأ من لیث بخفان، خفان بمعنی کچھار (جمهرة ص۵۰) [3] چونکہ بہت بیباک ہے اور بادشاہون کی ناک اور ان کے تاج پر جا بیٹھتی ہے، بلکہ شیر کی ناک پر بیٹھنے سے بھی نہین چوکتی اس لیے اسکی یہ جرأت ضرب المثل ہو گئی، (جمهرة ص۵۰) [4] ،، ص۱۴۲ [5] جشع بمعنی شدتِ حرص، چونکہ کتا جب کوئی چیز کھانے لگتا ہو تو بہت سرعت کیساتھ حریص بنکر کھاتا ہے اس لیے یہ مثل مشہور ہوئی (جمهرة ص۶۰) [6] جمهرة ص۱۴۸ [7] جمهرة ص۱۰۱ [8] مجمع الامثال للمیدانی ج۲ ص۲۴۷ [9] جمهرة ص۱۰۲، [10] کتے کو جب کوئی چیز ہاتھ لگ جاتی ہے تو وہ اس مین سے کسی کو حصہ نہین دیتا، جمهرة الامثال للعسکری ص۲۶۶،

الحّ من الخنفساءِ [۱]

اجبن من صِفرد [۲] — تلذی سے زیادہ بزدل،

اروغ من ثعلب [۳] — لومڑی سے زیادہ مکار،

اصبر من عود [۴] — بوڑھے اونٹ سے زیادہ متحمل،

احن من ناب [۵] — مسن اونٹنی سے زیادہ اپنے بچھڑے ہوئے بچے کے لئے آواز شوق نکالنے والی

اسی طرح اس سے بھی کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ جسمانی قوی اور حواس کی تیزی میں بعض جانوروں کا حاسہ انسانی حاسہ سے بڑھا ہوا ہے چنانچہ حسب ذیل مثلیں عرب میں رائج ہیں:-

ابصر من عُقاب [۶] — عقاب سے زیادہ دوربین،

ابصر من فرس [۷] — گھوڑے سے زیادہ دوربین،

اصحّ من ذئب وظلیم [۸] — بھیڑیئے اور نر شتر مرغ سے زیادہ تندرست،

اضبط من نملۃ [۹] — چیونٹی سے زیادہ صابر کہ وہ اپنے سے چند در چند کھجور کی گٹھلیوں کا بوجھ اٹھاتی ہے

اسمع من قِرد [۱۰] — بندر سے زیادہ سننے والا،

---

[۱] مجمع الامثال المیدانی، [۲] جمہرۃ ص۱۴۲ [۳] ایضاً ص۲۲۳ [۴] پوری مثل یہ مصرع ہے: ہو اصبر من عود بجنبیہ جلب، یعنی مسن اونٹ سے زیادہ صبر کرنیوالا جسکی دونوں پسلیوں میں زخم ہو، یہ زخم دیر سے اچھا ہوکر اندر ہی اندر فساد پیدا کرتا ہے (جمہرۃ ص۲۳)

[۵] المیدانی ج ۱ ص۱۵۹ میں یہ مثل احن من شارف ہے، شارف کے معنی بھی مسن اونٹنی کے ہیں۔ [۶] جمہرۃ ص۱۲۶ [۷] اہل عرب گھوڑے کو بہت تیز نظر اور دوربین خیال کرتے ہیں، اور کوئی صفت ایسی نہیں جسکو وہ گھوڑے سے منسوب نہ کرتے ہوں، (جمہرۃ ص۲۲)۔ [۸] امثال المیدانی ج ۱ ص۲۰۲ [۹] جمہرہ ص۱۳۵۔

[۱۰] کہتے ہیں کہ بندر اونٹ کے سموں کی آواز ایک دن کے راستہ سے سن لیتا ہے اور فوراً چل پڑتا ہے۔ (جمہرہ ص۱۲۱)

اسمع من سمع[1] بجو سے زیادہ سننے والا،

اسمع من فرس بیہماء[2] گھوڑے سے، بیابان مین زیادہ سننے والا،

اسمع من دلدل[3] سیہی سے زیادہ سننے والا،

اسرع من فرس[2] گھوڑے سے زیادہ تیزرو،

ان کے علاوہ اور بھی متعدد مثلین جانورون کی نسبت مشہور ہے،

غرض کہ قواے انسانی اور فضائل بشری کو پسند کرنے اور جانورون اور درندون کی مشابہت سے دور رہنے کا یہ مقصد ہے، یہ اہل علم لوگ شمع ظلمت، ہادیانِ طریقت انسانون کے پیشوا اور قومون کے برگزیدہ تھے جنھون نے اپنی آفرینش کا مقصد اور اسکی غرض وغایت، کو سمجھا، فصلاۃ اللہ علیہم ویا وحشۃ الدنیا لفقدہم[4]،

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے تحصیلِ علوم کی طرف توجہ کرنے والے طبقہ مین آٹھ قومین شامل ہین، اب ہم ان کے علوم اور ان کے علماء کے حالات حتی الامکان ایجاز و اختصار کے ساتھ بیان کرین گے، انشاء اللہ،

---

[1] سمع اس جانور کو کہتے ہین جو بھیڑیے اور بجو کے اجتماع سے پیدا ہوا ہو (جمہرہ ص۱۲۱)

[2] المیدانی ج ۱ ص۲۳۵، اہل عرب کا خیال ہے کہ گھوڑا اپنے ایک بال کے ٹوٹ کر گرنے کی آواز تک سن لیتا ہے، یہ محض مبالغہ ہے، ورنہ بال کی آواز ہی نہین ہوتی (جمہرہ ص۱۲۱)

[3] المیدانی ج ۱ ص۲۴۰،

[4] ان پر خدا کی رحمت ہو، اور دنیا کو ان کے فقدان پر جس قدر بھی افسوس ہو کم ہے،

علومِ ہند

سب سے پہلی قوم اہل ہند ہین جو بڑی تعداد، اور وسیع مملکت والے ہین، تمام شاہانِ سلف نے علم و دانش مین اُنکی مہارت اور فضیلت کا اعتراف کیا ہے،

چین کے بادشاہ کہا کرتے تھے کہ دنیا کے بڑے سلاطین پانچ ہین، یعنی فغفورِ چین، راجۂ ہند، خاقانِ ترک، شاہِ ایران، اور قیصرِ روم، باقی سب ان کے اتباع ہین، وہ ان کو حسب ذیل القاب[1] یاد کرتے تھے:-

(۱) ملک الناس (انسانون کا بادشاہ) چین کے بادشاہ کو کہتے تھے، کہ اہل چین حکومت کے نہایت فرمانبردار اور قوانینِ سیاست کی پابندی کرنے مین تمام انسانون سے بڑھکر تھے۔

(۲) ملک الحکمۃ (حکمت کا بادشاہ) علوم کی طرف توجہ اور ان مین ترقی کرنے کی وجہ سے ہندوستان کے بادشاہ کو کہتے تھے،

(۳) ملک السباع (درندون کا بادشاہ) بادشاہ ترک کو، ترکون کی شجاعت اور کثرت جنگجوئی کی وجہ سے کہتے تھے،

(۴) ملک الملوک، (شاہنشاہ) شاہ ایران کو وسعتِ مملکت، شوکت سلطنت اور قدر و منزلت کے لحاظ سے کہتے تھے، کہ اس کا دائرۂ حکومت وسط معمورۂ ارض کے تمام بادشاہون پر محیط تھا، اور بخلاف تمام بادشاہون کے وہ دنیا کے بہترین اقلیم پر حکمران تھا،

(۵) ملک الرجال (مردون کا بادشاہ) قیصرِ روم کو کہتے تھے، کیونکہ اہل روم زمانۂ قدیم

[1] یہ القاب ہم نے اضافہ کئے ہین، اصل متن مین نہین ہین، اس خیال سے کہ بار بار لفظ ملک یا بادشاہ کی تکرار نہ ہو۔

کی تمام اقوام مین سب سے زیادہ خوبصورت خوش اندام، اور خوش باش تھے،

اہل ہند | تمام قدیم قومون کے نزدیک ملک ہند حکمت کی کان اور عدل وسیاست کا سرچشمہ تھا، اہل ہند دانشمند، اولوالعزم اور بلند رائے رکھنے والے ہین، ان کی امثال اور لطائف عجیب و غریب، اور ضرب الامثال مشہور ہین،

ان کے جسم کی رنگت اگرچہ سیاہی مائل ہے۔ اس لیے وہ تمام اقوام سیہ فام مین شمار کیے گئے ہین، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان قومون کی بد اخلاقی، کمینہ خوئی اور ضعف عقلی سے محفوظ رکھا ہے، بلکہ سفید رنگ، اور گندم گون اقوام مین سے اکثر پر ان کو فضیلت عطا کی ہے، بعض محققین کی رائے مین زحل اور عطارد ملک ہند کی حالت طبیعی پر حکمران ہین۔ لہذا حکومت زحل کے سبب ان کا رنگ سانولا ہو گیا، عطارد کی وجہ سے ان کی عقلون مین صفائی، اور مشارکت زحل سے دقت نظر اور تعمق علم مین ان کے ذہنون مین لطافت پیدا ہو گئی،

علوم | اہل ہند، چونکہ تمام اقوام سیہ فام مثل حبشیون، زنگیون اور نوبیون کے برعکس لطیف الطبع اور اہل تمیز تھے[۱] لہذا وہ علم ہندسہ اور حساب کی طرف متوجہ ہوئے اور علم ہیئت و نجوم اور تمام علوم ریاضیہ مین ان کو بہرۂ وافی اور ید طولیٰ نصیب ہوا،

طب | علاوہ برین فن طب مین بھی وہ سب سے زیادہ ماہر اور ادویہ کی قوتون سے بخوبی واقف تھے، موالید ثلاثہ کی طبیعتون، اور خواص موجودات کا ان کو بخوبی علم تھا، ان کے فرمانروا بلند سیرت اور کامل سیاست دان تھے،

مذاہب | علم الٰہی مین وہ سب کے سب خدا کی توحید کے قائل اور شرک سے بری ہین، باقی ان کے اور اقسام مین وہ مختلف ہین[۲] چنانچہ ان مین سے یہ دو فرقے ہین:۔

[۱] مروج الذہب للمسعودی برحاشیہ مقری ج ۱ صفحہ ۹۱ [۲] اہل ہند کے مذاہب و اعتقادات کے لیے ملاحظہ ہو شہرستانی ج ۱ صفحہ ۱۵۶ برحاشیہ ابن حزم۔

۱۔ براہمہ (برہمن) (۲) صابئہ

۱۔ براہمہ[1]۔ یہ فرقہ قلیل التعداد لوگون کا ہے، جو اہل ہند کے نزدیک شرفا خیال کئے جاتے ہین، ان مین بعض "حدوثِ عالم" کے قائل ہین اور بعض "قدمِ عالم" کے، مگر نبوتون کے انکار، ذبائح اور ایذا رسانیِ حیوانات کی حرمت پر سب متفق ہین،

۲۔ صابئہ، یہ عوام اہل ہند کا ایک کثیر التعداد فرقہ ہے جو "ازلیتِ عالم" کا قائل اور اس کو "علۃ العلل" یعنی ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ معلول سمجھتا ہے، وہ ستارون کی تعظیم کرتا ہے، ان کے مجسمے بناتا ہے، اور ہر سیارے کی خاصیت کے مطابق جو اس کو معلوم ہوتی ہے اُن پر قربانیان چڑھاتا ہے، تاکہ ان قربانیون کے ذریعہ سے ستارون کی قوتون کو اپنے اندر جذب کرلین، اور عالم سفلی مین ان کو تمام تدابیر پر قادر و مختار بنا دین، وہ ان مجسمون کے مختلف نام رکھتے ہین، اور ان بتون کے زمانون سیارون کے ادوار و اکوار[2]، اور ان کے رأس حمل مین جمع ہوجانے سے عناصر اربعہ کی تمام مخلوقات کے تباہ ہوجانے نیز ہر دور و کوکب مین مولدات کی نشأۃ الثانیہ سے متعلق اہل ہند کی مختلف رائین ہین جنکو ہم نے اپنی کتاب مقالات اہل الملل و النحل مین بیان کیا ہے،

ہمارے ملک سے ہندوستان کی بعدِ مسافت، نیز ہمارے ان کے درمیان کئی ممالک کے حائل ہونے کی وجہ سے ان کی تصنیفات، ان کے علوم، اور مذاہب سے ہم کو ایک حصۂ قلیل کے سوا کچھ نہین پہنچا،

---

[1] براہمہ کے لیے دیکھو ملل و النحل لابن حزم ج ۱ ص ۶۹۔ [2] اہل نجوم کی اصطلاح مین ۳۶۰ شمسی برس کا ایک دور اور ۳۶۰۰۰ قمری برس کا ایک کور ہوتا ہے، (مفتاح السعادۃ لطاش کبری زادہ ج ۱ ص ۳۶۲ طبع حیدرآباد،)

نجوم | علم نجوم مین اہل ھند کے تین مشہور مذاہب یہ ہین :-

۱- السند ھند (سِدھانت)

۲- الارجبھر (آریہ بھٹ)

۳- الارکند (کھنڈ کھاڈیکا)

۱- مذہب سدھانت[1]، انکے علم نجوم مین سے سدھانت کے سوا کوئی طریقۂ حساب نجوم ہمکو نہین پہنچا محمد بن ابراہیم الفزاری حبش بن عبداللہ بغدادی، محمد بن موسیٰ الخوارزمی اور حسین بن محمد معروف بہ ابن الآدمی وغیرہ منجمین اسلام نے اسی مذہب

---

[1] یہ مذہب ہندوستان کے زبردست ہندو منجم برہم گپتا مصنف برہم سدھانت کی طرف منسوب ہے بطلیموس اور فیثاغورث کی کتابون کی اشاعت سے پہلے عربون نے اسی کی کتاب سے علم ہیئت کے مسائل سیکھے تھے، اس کتاب کا اصل نام برہم اسپھتی سدھانت" (علم ہیئت کی صحیح کتاب منسوب بہ برہم) ہے جسکا آخری جز لیکر قدیم عرب مصنفین نے "سندھند" اور بعد والون نے "السند والہند" بنا دیا ہے، اس کتاب کا عربی مین ترجمہ ہوا تھا جو آج مفقود ہے، ڈاکٹر سخاؤ لکھتے ہین کہ اصل سنسکرت کا قلمی نسخہ موجود ہے جس کے ترجمہ یا اشاعت کی ابتک نوبت نہین آئی، ۱۸۱۷ء مین اس کتاب کے بعض ریاضی حصے کا ترجمہ کول بروک نے شائع کیا تھا اسکے بعد ۱۹۰۲ء مین سدھاکر دویدی نے اسکا اصل سنسکرت مین شائع کر دیا (میموئرس آف دی آرکیولوجیکل سروے آف انڈیا نمبر ۱۸) (ہندؤن کا علم نجوم صفحہ ۴۹) برہم گپتا نے یہ کتاب تیس سال کی عمر مین تصنیف کی تھی، اور ۶۲۸ء (مطابق ۵۵۰ سنہ) مین خاندان [illegible] راجہ دیا گھر مُکھا کو پیش کی تھی جو عربی مین آکر فیغر ہو گیا ہے، مشہور اسلامی مورخ البیرونی نے اپنی کتاب تحقیق ماللہند مین اس کو بکثرت استعمال کیا ہے، اس نے کتاب مذکور (صفحہ ۷۷) مین سدھانت کے مضامین کی فہرست بھی دے دی ہے، اور کتاب الہند لکھتے وقت اس نے ترجمۃ ما فی براھم سدھاند من طرق الحساب کے نام سے عربی مین اس کا ترجمہ شروع کیا تھا، (دیکھو صفحہ ۳) محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے بھی سدھانت کا ایک خلاصہ عربی مین تیار کیا تھا، (الفہرست لابن الندیم صفحہ ۲۷۴)۔ سدھانت کے لیے ملاحظہ ہو تاریخ ادب الہند از وبر جرمنی صفحہ ۲۵۹ علم الفلک تاریخہ عند العرب از کرلونلینو طبع روما صفحہ ۱۵۰ تا صفحہ ۱۵۵۔

نجوم کے تتبع مین زیچین تصنیف کی ہین، بقول ابن الآدمی سدھانت کے معنی[1] زمانۂ قدیم ہین،

سدھانت والون کا بیان ہی کہ ساتون سیارے اپنے اوجات[2] اور جوزہرات[3] کے ساتھ ہر سال راس حمل مین خاصکر ہر چار ارب تئیس کروز برس شمسی مین جمع ہوتے ہین، جو ان کے نزدیک تکوین عالم کی مدت ہے، کیونکہ ان کا خیال ہے کہ تمام سیارے اور ان کے اوجات وجوزہرات جب برج حمل کے حصۂ اوّل مین یکجا جمع ہوجاتے ہین، تو روے زمین کی تمام موجودات تباہ و برباد ہوجاتی ہین، اور عالم سفلی زمانۂ دراز تک ویران اور خراب رہتا ہے یہان تک کہ وہ سیارے اور ان کے اوجات وجوزہرات بروج فلک مین منتشر ہوجاتے ہین جب یہ ہوچکتا ہے تو پھر از سرِ نو تکوین عالم شروع ہوتی ہے اور عالم سفلی اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتا ہے، ان کے نزدیک ابدالآباد تک بلانہایت اسی طرح ہوتا رہے گا۔

ان کے ہان "مدت عالم" سے متعلق کواکب اور ان کے اوجات وجوزہرات کے لئے ادوار مقرر ہین جنکو ہم نے اپنی کتاب اصلاح حرکات النجوم مین بیان کیا ہے،

---

[1] یہ معنی بالکل غلط ہین، سنسکرت مین اس کے معنی "اصول" کے ہین، ملاحظہ ہو کلاسیکل ڈکشنری آف ہندو متھالوجی صفحہ ۲۹۲،
[2] اوج کی جمع، اصل مین یہ لفظ سنسکرت اُچ (उच्च) کا معرب ہے اور عربی کے لاطینی تراجم مین (AUX) ہوگیا ہے، خوارزمی اس کو فارسی لفظ اوک یا اورہ کا معرب بتاتے ہین، مفاتیح العلوم صفحہ ۱۲۸) اہل نجوم کی اصطلاح مین کواکب کے نقطۂ رفعت کو اوج کہتے ہین،
[3] اصل فارسی لفظ گوزجہر (گوز چہرہ) یا جوزجہر (جوز چہرہ) کا معرب ہے، یعنی شکل جوز (مفاتیح صفحہ ۱۲۸) منجمین کی اصطلاح مین اس کو "عقدتین" یا "راس والذنب" کہتے ہین، مراد ان سے کواکب کے وہ نقطے ہین جو دو برجون مین بیک وقت گذرتے ہین، سنسکرت مین ان کو راہو اور کیتو اور انگریزی مین DRAGONS HEAD اور DRAGONS TAIL کہتے ہین،

۲- آریہ بھٹ کا مذہب[1]، اس کے متبعین، پیروان سدھانت سے مدتِ عالم کے سوا باقی تمام امور مین متفق ہین، کیونکہ ان کی بیان کردہ مدتِ عالم - یعنی کواکب کا جامع ادجات و جوزہرات راسِ حمل مین جمع ہوجانا، سدھانت والون کی مقرر کردہ مدت (چار ارب بتیس کرور) کا ایک ہزار دان (۱/۱۰۰۰) حصہ ہے[2]۔ ان کے ہان ارجبھر (آریہ بھٹ) کے یہی معنی ہین[3]۔

۳- مذہب الارکند (کھنڈ کھادیکا[4]) اس مذہب نجوم کے عاملین حرکاتِ کواکب اور مدتِ عالم مین ان دونون فریقون سے مختلف ہین، لیکن مجھے اس اختلاف کی حقیقت نہین معلوم ہوئی۔

---

[1] آریہ بھٹ ہندوستان کا ایک مشہور منجم تھا، ڈاکٹر کرن جرمنی نے اسکی اصلی کتاب مع شرح ۱۸۷۴ء مین شایع کی ہے جسکا نام آریہ بھٹیام ہے، اسمین خود آریہ بھٹ لکھتا ہے کہ وہ ۴۷۶ء مین پیدا ہوا تھا، پٹنہ کا باشندہ تھا، ۲۳ برس کی عمر مین کتابین لکھنی شروع کین، آریہ سدھانت، جو غالبًا اسکی آخر عمر کی تصنیف ہے، اٹھارہ ابواب مین حساب و نجوم کی ایک معرکۃ الآرا کتاب ہے، عرب مصنفین کا اسکی کتاب کو سدھانت سے ماخوذ سمجھنا محض غلط ہے کہ آریہ بھٹ برہم گپتا سے کوئی دو صدی پیشتر گذرا ہے، غالبًا اسکی کتاب کا عربی مین ترجمہ نہین ہوا تھا، (آریہ بھٹ کے لیے ملاحظہ ہو علم الفلک صفحہ ۱۵۴ و ۱۵۵، کلاسیکل ڈکشنری صفحہ ۲۹۲؛ ادب الہند از ویبر صفحہ ۲۵۷)

[2] یعنی تینتالیس لاکھ بیس ہزار، [3] عرب مصنفین کا آریہ بھٹ یا ارجبھر کے معنی ایکہزار دان حصہ سمجھنا کس قدر مضحکہ انگیز ہے، الفزاری اور یعقوب ابن طارق نے یہی معنی سمجھے ہین، دیکھو کتاب الہند صفحہ ۲۱۱۔

[4] یہ ایک چھوٹی سی زیج ہے جسکو برہم گپتا نے سدھانت تصنیف کرنے کے بعد تیار کی تھی، اسمین اس نے سدھانت سے جداگانہ اصول قائم کیے ہین (کتاب الہند صفحہ ۲۰۶) اس زیج کا عربی مین ترجمہ ہوچکا تھا، مگر وہ بہت مبہم اور مغلق تھا، البیرونی نے اس کی تہذیب و اصلاح کرکے ایک صحیح اڈیشن تیار کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچوین صدی ہجری سے پہلے الارکند کا عربی ترجمہ موجود تھا (دیکھو فہرست کتب البیرونی مندرجہ آثار الباقیہ) ڈاکٹر سخاؤ لکھتے ہین کہ اس کے عربی ترجمہ کا کوئی قلمی نسخہ اس وقت یورپ کے کتب خانون مین موجود نہین ہے۔ الارکند کی تفصیل کے لیے دیکھو علم الفلک صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲۔

موسیقی فن موسیقی مین انکی ایک کتاب مسمی بیاؔفر[1] اور اسکی شرح ثمار الحکمۃ ہم کو پہنچی ہے جنمین راگون کے اصول اور ترکیب نغمات کے قواعد کا بیان ہے،

علم اخلاق اصلاحِ اخلاق اور تہذیب نفس مین ان کی ایک کتاب کلیلہ و دمنہ[2] ہم تک پہنچی ہے، جس کو حکیم برزویہ[3] نوشیروان بن قباد بن فیروز شاہ ایران کے لیے ہندوستان سے ایران

---

[1] یہ نام بعینہٖ ابن ابی اصیبعہ اور طبقات کے مختلف نسخون مین تین چار طرح سے آیا ہے یعنی ناؔفر، تناؔفر، بیاؔفر، یا بیاؔقر، اسکی اور صورتین بھی ہوسکتی ہین مثلاً تناؔقر، ناؔقر، تیاؔقر وغیرہ، اصل کتاب کے نام اور اسکے عربی ترجمہ کے متعلق افسوس ہے کہ کچھ پتہ نہین چلتا اس مطلب کیلئے مین نے بیسیون کتابین دیکھ ڈالین، سنسکرت کی قلمی کتابون کی فہرستین بھی ٹٹولین مگر ناکامی ہوئی، صرف اسقدر پتہ چلتا ہے کہ ہندؤن کی فن موسیقی کی بعض کتابین بہت پہلے عربی مین ترجمہ کیگئی تھین، (ملاحظہ ہو تاریخ ادب الہند از ڈاکٹر ویبر ص۲۷۳ اور اسکا نوٹ نمبر۳۱۹) ایک کتاب موسیقی مین "سنگیت رتناکر" ہے جو غالباً نوین صدی عیسوی کی تصنیف ہے ممکن ہے کہ یہ رتناقر اسکی بگڑی ہوئی صورت ہو، اور شروع مین سے رَ حذف ہو کر تناقر اور پھر رفتہ رفتہ مسخ ہوگیا ہو، واللہ اعلم، [2] اصل سنسکرت کتاب کا نام پنچ تنتر ہے اور ہتوپدیش اسکا خلاصہ ہے، اصل سنسکرت اور پہلوی ترجمہ دونون مفقود ہین، اور آج جس قدر بھی تراجم اس کتاب کے موجود ہین وہ صرف اسی عربی ترجمہ کے طفیل مین ہین، دنیا کی مختلف زبانون مین اسکا ترجمہ ہوچکا ہے، (ملاحظہ ہو شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی کی تاریخ کلیلہ و دمنہ اور ویبر کی ادب الہند ص۲۱۲) پروفیسر میکس مولر نے تمام تراجم کا ایک شجرہ تیار کیا ہے، البیرونی نے اصل سنسکرت سے پنچ تنتر کو عربی مین ترجمہ کرنے کا خیال کیا تھا، چنانچہ لکھتا ہے "میرا خیال تھا کہ مین پنچ تنتر کا ترجمہ کرون جو ہمارے ہان کلیلہ و دمنہ کے نام سے مشہور ہے، اگرچہ فارسی، ہندی اور عربی تراجم کی وجہ سے یہ کتاب دور دور تک پھیل گئی ہے، لیکن مترجمین نے اصل متن مین تحریف سے کام لیا ہے، مثلاً عبداللہ ابن المقفع کو اس نے ضعیف العقائد لوگون کے دلون مین وسوسہ ڈالنے اور مذہب مانی کے عقائد ان کے دلون مین بٹھانے کی غرض سے حکیم برزویہ کے متعلق ایک باب اصل متن مین بڑھایا ہے" (تحقیق ماللہند ص۷۶)

[3] برزویہ ایک فاضل طبیب تھا، فارس و ہند کے علوم مین کامل دستگاہ رکھتا تھا اس نے ہندوستان کا سفر کیا تھا، اور فلاسفہ ہند کی کتابون کا مطالعہ کیا تھا (طبقات الاطباء ج ۱ ص۳۰۲)

لے گیا تھا، اور ہندی (سنسکرت) سے فارسی (پہلوی) مین اس کا ترجمہ کیا تھا، پھر عبداللہ بن مقفع نے فارسی سے عربی مین اس کا ترجمہ کیا[1]، یہ کتاب نہایت مفید اور عمدہ مطالب پر مشتمل ہے،

علم حساب | حساب غُبار (۱ سے ۹ تک کی گنتی) انھی سے ہم کو پہنچا ہے جسکو ابو جعفر محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے پھیلا کر لکھا ہے، یہ بہت مختصر اور سہل حساب ہے، اور اسکی ترکیب عجیب ہے، جو اہلِ ہند کی ذکاوتِ طبع، قوتِ اختراع، اور حسنِ ایجاد کی شاہد ہے،

شطرنج[2] | ان کے صحیح نتائجِ فکر، ایجاداتِ عقلِ سلیم، اور عجیب و غریب صنائع سے ہم کو جو چیز ملی ہے

---

[1] اس عربی ترجمہ کو مشہور فرانسیسی مستشرق ڈساسی نے ۱۸۱۶ء مین شائع کیا، اور اس کے بعد ایک قدیم ترین قلمی نسخہ سے بیروت کے آبا ءالیسوعیین نے اپنے مطبع کاتولیکیہ سے اس کا ایک نفیس اڈیشن چھاپا ہے،،

[2] لفظ شطرنج کے متعلق بہت کچھ اختلاف ہے، بعض اہل علم اس کو سنسکرت "چترانگ" (چار اعضار) کا معرب بتاتے ہین، اور بعض عجمی "شش رنگ" کا معرب بتاتے ہین، پھر اس کے متعلق بھی بکثرت اختلاف ہے کہ شطرنج کا واضع کون تھا، مگر عام خیال یہ ہے کہ شطرنج اہل ہند کی ایجاد ہے، علماے یورپ نے اسپر محققانہ بحثین کی ہین، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اصل سنسکرت تصانیف مین شطرنج کا کہین ذکر تک نہین، البتہ بیرونی شہادتین اس کی تائید کرتی ہین جیسا کہ سر ولیم جونس نے ثابت کیا ہے، (ملاحظہ ہو تحقیقات ایشیاء ج ۲ صفحہ ۱۵۹ - صفحہ ۱۶۰) کہتے ہین کہ ہندوستان کے راجہ دابشلیم (دیواشلیم، دیو سرام، یا دیو شرمن) کے درباری طبیب بیدپا (ودیاپتی) نے اس کو وضع کیا تھا، راجہ نے نوشیروان کسریٰ کو یہ کھیل تحفۃً بھیجا تھا، فارس سے یہ مسلمانون کے ہاتھ آیا، اور مسلمانون نے اس کو بہت کچھ ترقی دی، غالباً گیارھوین صدی یا اس سے کچھ پہلے اہل یورپ کو یہ کھیل مسلمانون سے پہنچا، غرض کہ آجکل کی شطرنج کا ماخذ عربی کھیل ہے جیسا کہ ڈاکٹر ڈربیر وغیرہ محققین کا خیال ہے (شطرنج کے لئے ملاحظہ ہو، انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ج ۵ صفحہ ۹۶ طبع نہم، جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی ۱۸۹۸ء ایشیاٹک ریسرچز ج ۲ مین سر ولیم جونس کا مضمون شطرنج کی ہندی اصلیت پر صفحہ ۱۵۹

وہ شطرنج کا کھیل ہے، خاہناے شطرنج کے دو چند اعداد کے متعلق اہل ہند ایسے رموز واسرار (فلکی) کے معتقد ہین[1] جنکا ادراک انسان کی خارجی قوتون سے باہر ہے، بجذا! شطرنج کے مہرون اوران کی مخصوص چالون پر غور کرنے سے ایک عظیم الشان مقصد حاصل ہوتا ہے، یعنی اس کی بدولت، دشمن سے محفوظ رہنے کے طریقے، اور آفتون سے جان بچا کر نکل جانے کی تدابیر معلوم ہوتی ہین،

کنکۂ ہندی[2] ان کے عالمانِ ہیئت و نجوم مین کنکۂ ہندی کے حالات ہم تک پہنچے ہین کیونکہ ابومعشر جعفر بن عمر بلخی نے کتاب الالوف مین بیان کیا ہے کہ کنکہ ہندوستان کے قدیم علماے نجوم مین سب سے مقدم ہے، وہ کون سے زمانہ مین گذرا ہے ہم اسکی تحدید نہین کرسکتے کہ جو کچھ ہم نے بیان کیا اس سے زائد اس کے حالات ہم کو نہین ملے،

علومِ فارس

اہل فارس بلند مرتبہ اور دارا ے شرف و فضیلت تھے، اقلیم و وطن کے لحاظ سے وہ تمام قومون سے شریف ہین، سیاست و آئینِ جہانبانی مین ان کے بادشاہ دیگر اقوام کی بہ نسبت سربرآوردہ تھے، اور ہمین نہین معلوم کہ کسی قوم کے پاس اسقدر عرصۂ دراز تک سلطنت قائم رہی ہو،

شاہانِ ایران ان کے فرمانروا ان کو منتشر نہین ہونے دیتے تھے، ان کے رؤسا، دشمنون سے ان کی حفاظت کرتے تھے، اور جو ان سے نبرد آزما ہوتا، اون کے ذریعہ سے ان پر غالب آتے تھے

[1] مروج الذہب للمسعودی (برحاشیہ مقری) ج ا صفحہ ۹۳ [2] تمام سنسکرت لٹریچر کی تاریخ مین نجوم کے عالمون مین اس نام کا کہین ذکر تک نہین آتا، البتہ گنگیا نہ نام کا ایک قدیم طبیب ہے جس کو عرب مصنفین کنکہ یا کنکہ کہتے ہین (ادب الہند صفحہ ۲۶) کا نوٹ، ابن ابی اصیبعہ نے بحیثیت طبیب و منجم کنکہ کا تذکرہ لکھا ہے، اور اسکی طبی و نجومی تصانیف کا ذکر کیا ہے (طبقات الاطباء ج ۲ صفحہ ۳۲)

اور مظلوموں کو ظالموں کے پنجۂ ستم سے نجات دلاتے تھے، اور ان سے ہمیشہ وہ کام لیتے تھے جنسے ان کو بقار وقیام حاصل ہو اور وہ ایک سلسلے مین وابستہ رہین، ان کے بادشاہ یکے بعد دیگرے یہی طریقہ اختیار کرتے چلے آئے تھے،

مدتِ سلطنت | مملکتِ فارس کی مدتِ سلطنت علماے تاریخ کے نزدیک مجوث فیہ ہے[1]، اور یہ اس کے ذکر کا موقع نہین ہے، مورخین کے اس اختلاف آرار کو ہمنے اپنی کتاب جوامع اخبار الامم عن العرب والعجم مین بیان کیا ہے، اس بارہ مین صحیح ترین قول یہ ہے[1]:-

۱۰۰ سال، ابتداے حکومت کیومرث (ابن امیم بن لود بن سام بن نوح) ابوالآبار اہل فارس سے لیکر شاہانِ ایران کے طبقۂ دوم کے پہلے بادشاہ منوچہر کی ابتداے سلطنت تک،

۲۰۰ سال، شاہ منوچہر سے لیکر شاہانِ فارس کے طبقۂ ثالث کے پہلے بادشاہ کیقباد بن روع تک،

۱۰۰۰ سال، شاہ کیقباد سے لیکر شاہانِ فارس کے چوتھے طبقہ "ملوک الطوائف" یعنی طبقۂ ثالث کے آخری بادشاہ دارا ابن دارا کے سکندر کے ہاتھ سے قتل ہونے تک،

۵۳۱ سال، "ملوک الطوائف" کے پہلے بادشاہ کی ابتداے حکومت سے لیکر طبقۂ پنجم کے پہلے ساسانی بادشاہ اردشیر بن بابک تک،

۴۳۲ سال، اردشیر بن بابک کی ابتداے سلطنت سے لیکر مملکتِ ایران کے انقراض تک یعنی حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کے عہدِ خلافت مین ۳۲ھ

---

[1] اس اختلاف کے لیے دیکھو حمزہ اصفہانی کی سنی ملوک الارض ص۱۱، ص۱۴، ص۱۷، ص۲۲ طبع برلن؛ اور آثار الباقیہ للبیرونی ص۱۰۳، ص۱۱۱، ص۱۲۱ تا ص۱۳۱، طبع یورپ، ۲۵ صاعد کی بیان کردہ مدت البیرونی اور حمزہ دونون کی بتائی ہوئی مدتون سے مختلف ہے، یہ نہین معلوم ہو سکا کہ صاعد کا ماخذ کونسا ہے؟

مین یزدجرد بن شہریار کے قتل ہونے تک ،

کل مدت سلطنت ۴۲۶۳ سال ،

اگرچہ ان کی مدتِ سلطنت کا ذکر ہماری کتاب کے موضوع سے خارج تھا تاہم ہمنے اس کو اس لیے بیان کیا کہ اس سے ان کی عظمتِ مملکت وشوکت کی ایک جھلک دکھلادین اسی عظمت وجلالتِ شان کی وجہ سے وہ تمام شاہانِ روے زمین کے نزدیک ملک الملوک (شاہنشاہ) کہلانے کے مستحق تھے، جیساکہ ہم اوپر لکھ آئے ہین،

فضائل ملوک | شاہانِ ایران کے بزرگترین فضائل جنمین وہ بہت مشہور ہین، ان کی سیاست دانی، انتظامِ مملکت داری، اور آئینِ جہانبانی ہے، خصوصًا خاندانِ ساسانی کے فرمانروا تو ایسے گذرے ہین کہ کسی زمانہ مین ان کے سے کریم الطبع مستقل مزاج، عادل، اور نامور بادشاہ نہین ہوئے

علوم | اہل فارس نے علم طب کی طرف خاص طور پر توجہ کی تھی، احکام نجوم، اور عالم سفلی مین تاثیرات کواکب کا علم ان کو تھا، ان کے ہان سیارون کی قدیم زیچین تھین اور حرکاتِ نجوم مین ان کے مختلف مذاہب (طریقے) تھے، انھی مین سے ایک طریقہ پر ابو معشر جعفر بن محمد بلخی نے اپنی زیچ الکبیر تصنیف کی ہے، اور بیان کیا ہے کہ ایران اور اسکی نواحی کے علما متقدمین کا یہی طریقہ ہے،

مدتِ عالم بحساب نجوم | بیان کیا جاتا ہے کہ "مدتِ عالم" ان کے ہان سدھانت کی مدت (چار ارب بتیس کروڑ) کا بارہ ہزار وان (۱/۱۲۰۰۰) حصہ (یعنی تین لاکھ ساٹھ ہزار) ہے، اس مدت مین ان کے نزدیک اوساطِ کواکب، بلا اوجات وجوزہرات، راس حمل مین جمع ہوتے ہین ،

ابو معشر نے اس طریقۂ حساب نجوم کی بہت تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ: فارس، بابل، ہندوستان اور چین کے تمام حساب دان اور اکثر اقوام جو فن نجوم سے واقف ہین، اس بات پر متفق ہین کہ تمام ادوار مین اس فرقہ کا دور صحیح ترین ہے، جس کو "مدتِ عالم" (سنینِ عالم) کہتے تھے، زمانہ

گذشتہ کی وہ قدیم قومین جنکو نجوم مین دستگاہ حاصل تھی، اسی نام سے نامزد کرتی تھین، لیکن ہمارے زمانہ کے لوگ اس کو "سنین اہل فارس" کہتے ہین،

تصانیفِ نجوم احکام نجوم مین اہل فارس کی عظیم الشان تصانیف ہین، جنمین سے ایک کتاب درجاتِ فلک کی شکلون پر ہے، جو زردشت سے منسوب کیجاتی ہے[1] ایک کتاب التفسیر[2] اور کتاب جاماسپ[3] ایک معرکۃ الآرا تصنیف ہے،

مذہب بعض علمائے تاریخ کا بیان ہے کہ اہل فارس ابتدائً نوح علیہ السلام کے دین کے موافق موحد تھے، پھر جب بوذاسف[4] مشرقی، حنفا یعنی صابیہ[5] کا مذہب لیکر ایران کے تیسرے بادشاہ طہمورث کے پاس آیا تو اس نے یہ مذہب قبول کر لیا، اور اہل فارس کو اس کے قبول

---

[1] پروفیسر نلینو اطالوی مستشرق کی رائے مین اہل فارس کے پاس دراصل احکام نجوم مین سوائے زیج شہریار کے اور کوئی کتاب ہی ایسی نہ تھی جو زردشت سے منسوب ہو، احکام نجوم مین جتنے اقوال زردشت سے منسوب ہین وہ اہل عرب کو یونانی اور سریانی سے پہنچے ہین (دیکھو علم الفلک صفحہ ۱۸۹ - ۱۹۰) [2] کتاب التفسیر عموماً اہل عرب زند کی شرح پاژند کو کہتے ہین یہان نہین معلوم مصنف کی کیا مراد ہے؟ [3] احکام نجوم مین کسی کتاب کی نسبت جاماسپ سے صحیح نہین ہوسکتی کہ جاماسپ خود ایک فرضی شخصیت ہے، آج کل بھی جو عربی و فارسی کتابین مثل جاماسپ نامہ وغیرہ جاماسپ سے منسوب پائی جاتی ہین، بالکل موضوع اور جعلی ہین، اور عہد اسلام کے بہت بعد کو تیار کیگئی ہین، (دیکھو علم الفلک صفحہ ۲۱۳) [4] بوذاسف کے متعلق یورپین مستشرقین کا خیال ہے کہ وہ کیتھولک چرچ کا ایک عیسائی راہب "جوزافت" ہے، مگر البیرونی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دراصل کوئی مشرقی "صابی" یا "حنیفی" تھا، جیسا کہ خود صاعد کی تحریر سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے (ملاحظہ ہو آثار الباقیہ صفحہ ۲۰۶ طبع یورپ) [5] مسعودی (التنبیہ صفحہ ۹۱ - ۹۰) کے تتبع مین صاعد حنفا اور صابیہ کو ایک ہی سمجھتے ہین حالانکہ مذہباً یہ دونون جداگانہ اور مستقل حیثیت رکھتے ہین، شہرستانی نے ان دونون مذاہب کے اختلافات پر مفصل بحث کی ہے اور ان کے مناظرات نقل کئے ہین (ملاحظہ ہو ملل و النحل صفحہ ۱۲۳ - ۱۴۶ جلد ۱ طبع بمبئی)

کرنے پر مجبور کیا جس کو انھوں نے اختیار کرلیا، اور اٹھارہ سو برس تک اس پر قائم رہے، اس کے بعد سب کے سب مجوسی ہو گئے،

زردشت[1] ان کے مجوسی ہونے کا سبب یہ تھا کہ زردشت نے بیتاسپ (گشتاسپ) شاہ ایران کے عہد حکومت کے تیسویں سال مین ظہور کیا، اور دین مجوسی کی دعوت دی، جس کے اعتقادات مین آگ اور تمام روشنیون کی پرستش، نور و ظلمت سے ترکیب عالم، اور پانچ قدیم چیزون، (قدما خمسہ) یعنی باری تعالیٰ، ابلیس، ہیولیٰ، زمان، مکان، وغیرہ شریعت مجوس کے اعتقادات شامل ہین بیتاسپ نے اس کو قبول کرلیا، اور دین مجوس پر قائم رہا، پھر اہل فارس کو بجبر مجوسی بنانے کے لیے ان سے جنگ آزمائی کی اور سب کو اپنا مطیع و فرمانبردار بنا لیا، انھون نے صابئہ کا مذہب ترک کر دیا، اور زردشت کو نبی مرسل تسلیم کیا[2] اس کے بعد وہ تیرہ سو برس تک زردشت کے

---

[1] ولیم جیکسن امریکی جس نے زرتشت اور مذہب زرتشتی کا کامل غور و تفحص کیساتھ عرصۂ دراز تک مطالعہ کیا ہے، اپنی کتاب "زرتشت پیغمبر ایران قدیم" (مطبوعہ ۱۸۹۹ء) مین ان نتائج پر پہنچا ہے کہ:-

"زرتشت واقعی ایک تاریخی شخصیت ہے۔ دراصل وہ میڈیا کا باشندہ اور وہان کے قبیلہ مجوس سے تھا، مگر اپنے مذہب کی اشاعت مین اُسے پہلے پہل بلخ مین کامیابی حاصل ہوئی، جہان وہ گشتاسپ (بیتاسپ) کو اپنے مذہب مین لانے مین کامیاب ہوگیا، اور یہین سے یہ مذہب تمام ایران مین پھیل گیا، اس نے ۵۵۳ قبل مسیح مین بعمر ۷۷ سال وفات پائی"

اگرچہ جیکسن کے یہ نتائج جو اس نے متعدد تاریخی شہادتون سے استنباط کیے ہین، عام طور پر تسلیم نہین کیے گئے، تاہم تاریخی شہادتین بڑے زور سے اس کی مؤید ہین اور مشہور محققین ڈارمسٹیٹر ویسٹ وغیرہ جیکسن کے ہم خیال ہین، اسی کے قریب ہمارے اسلامی مورخ البیرونی کی تحقیق ہے۔ (ملاحظہ ہو تحقیق ماللہند صفحہ ۰ صفحہ ۱۱ طبع یورپ)

[2] التنبیہ والاشراف ص ۹۱،

مذہب پر قائم رہے، پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کے ملک پر فوج کشی کی اور مدائن پر قابض ہو گئے جو ان کا پایۂ تخت تھا، عراق اور اس کی نواحی سے لیکر بلادِ خراسان تک ان کو نکال دیا، اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت مین ۳۲ھ مین ایران کے آخری بادشاہ یزدجرد (ثالث) بن شہریار کو قتل کر کے مملکت ایران کا کلی استیصال کر دیا، ایرانیون کی ایک تعداد کثیر قادسیہ، جلولاء، اور نہاوند وغیرہ کی لڑائیون مین قتل ہو گئی، ان مین سے ایک جماعت اسلام لائی اور بقیہ دین مجوسی پر قائم رہے جنکی نسلین عراق، اہواز اور قبل اسلام کے بلاد فارس، اصفہان، خراسان وغیرہ مین یہود و نصاریٰ کی طرح ذمیون کی حیثیت سے اب تک موجود ہین،

لہ عراق مین ملوکِ ساسان کا قدیم پایۂ تخت اصل فارسی مین اسکا نام توسفون تھا معرب ہو کر طیسفون اور طیسفونج ہو گیا (معجم البلدان ج ۶ ص ۱۳) اہل یورپ اس کو (طیسفون) کہتے ہین، کہ قادسیہ عراق عرب کا مشہور شہر تھا اب ویران پڑا ہوا ہے حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت مین ۱۶ھ مین اہل اسلام نے بسرکردگی سعد بن ابی وقاصؓ ایران پر فوجکشی کی تھی یہ جنگ چار دن تک جاری رہی تھی، روز اول کو "یوم ارمات" دوم کو "یوم اغوات" سوم کو "یوم عماس" اسکی رات کو "لیلۃ الہریر" اور روز چہارم کو "یوم القادسیہ" کہتے ہین معجم البلدان ج ۷ ص ۲۹ سہ جلولاء خراسان کے راستہ مین ایک قصبہ ہے ۱۶ھ مین اہل اسلام کی ہاشم بن عتبہ ۱۲ ہزار کی فوج کیساتھ اہل فارس کیساتھ معرکہ آرا ہوئے تھے جسمین تقریباً ایک لاکھ آدمی ایرانیون کے مارے گئے (معجم البلدان ج ۳ ص ۱۲۹) کہ عراق عجم کا ایک بڑا شہر جو ہمدان سے تین دن کی مسافت پر واقع ہے یہ بزمانۂ حضرت عمرؓ کی خلافت مین ۲۰ یا ۲۱ھ مین فتح ہوا تھا اس معرکہ مین سردار فوج حذیفہ بن الیمانؓ تھے اس لڑائی مین تقریباً تیس ہزار مجوسی مارے گئے چونکہ اس فتح سے پورے عراق عجم پر اہل اسلام کا قبضہ

ہو گیا [illegible] (معجم [illegible])

شہ عراق اور فارس کے درمیان ایک قصبہ خوزستان ہے جسمین ۷ بڑے شہر ہین ان مین سب سے بڑا شہر اہواز ہے اس کو سوق الاہواز بھی کہتے ہین (معجم البلدان ج ۱ ص ۳۸۴)

علومِ کلدان،

کلدانی بلحاظ سلطنت قدیم ترین ہین، انھین مین سے نمارده اور جبابرہ[1] ہوے ہین، انکا پہلا بادشاہ نمرود بن کوش بن حام، اس قصر کا بانی ہے، جس کا ذکر قرآن مجید مین اس طرح آیا ہے

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ[2]

وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے انھون نے حیلہ سازی کی تو اللہ نے ان کی عمارت کو جڑ سے اکھیڑ دیا، اور انکے اوپر سے چھت ٹوٹ کر گری اور اس طرح عذاب اُن پر نازل ہوا کہ ان کو خبر تک نہ تھی۔

قصرِ بابل | ابومحمد حسن بن احمد بن یعقوب ہمدانی معروف بہ "ذی الدُمینہ" (صاحب کتاب سرائر الحکمۃ و کتاب الاکلیل) کا بیان ہے کہ اس قصر نمرودی کی بلندی جو اہل علم نے بیان کی ہے، پانچہزار گز، اور اس کا عرض پندرہ سو گز ہے[3]،

نمرود | اہل بابل کا خیال ہے کہ یہی نمرود بابلی، جو بانیِ قصر ہے، طوفانِ نوح کے بعد تمام دنیا کے بادشاہون مین پہلا بادشاہ ہوا ہے،

نمرود ابراہیمؑ | انھین مین سے وہ نمرود بن کنعان بن سنحاریب بن نمرود اکبر (بانیِ قصر) ہے، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہمعصر تھا،

---

[1] نمارده نمرود کی جمع ہے۔ ملوک فارس کے اور کیان کو عرب مصنفین جبار اور جبابرہ کہتے ہین، (مفاتیح العلوم صفحہ ۱۲۰) [2] سورۂ النحل رکوع ۴ آیۃ ۱، [3] اس مینار کے طول و عرض کے متعلق زمانہ حال کی کسی تصنیف مین ہم کو کوئی تحقیق نہین ملی، امام رازی نے بھی اسکی بلندی پانچہزار گز لکھی ہے اور اسکو اس قدر بلند بنانے کا سبب یہ لکھا ہے کہ نمرود یہ چاہتا تھا کہ اس پر چڑھ کر آسمان تک پہنچ جائے اور وہان کے رہنے والون کو قتل کرے، اسی مکر کی طرف آیت مذکور مین اشارہ ہے (تفسیر کبیر ج ۵ صفحہ ۳۱۲)

بخت نصر | بخت نصر بن مرد زاذان بن سنحاریب بھی انھی مین ہوا ہے، جو نمرود (اصغر) بن کنعان کی اولاد مین سے تھا، اور جس نے بنی اسرائیل سے جنگ کر کے ان کے بکثرت آدمیون کو قتل کر دیا، اور بقیۃ السیف کو غلام بنا لیا تھا، مصر پر چڑھائی کر کے اس کو فتح کر لیا اور متعدد شہرون پر قابض ہو گیا تھا بخت نصر بابل اور کلدانیون کے تمام شہرون پر حکمران رہا، یہانتک کہ اہل فارس اُن پر حملہ آور ہوئے، ان کی سلطنت پر غالب آگئے، اور ان مین سے اکثر کو ہلاک کر دیا، اس لیے ان کے حالات و آثار مفقود و ناپید ہو گئے،

علوم | کلدانی علما علم و فضل کے لحاظ سے بہت بلند رتبہ، اور علوم و فنون، ریاضیات و الٰہیات مین سر برآوردہ تھے، رصد کواکب کی طرف بھی انھون نے توجہ کی تھی، تاثیرات و احکام نجوم موالید کی قوتون اور ان کے خواص کے علم مین ان کو درجۂ تحقیق حاصل تھا،

ستارون کی قوتون کو جلب کرنے، مناسب قربانیون اور مخصوص تدابیر کے ذریعے ان کی شعاعین جذب کرنے، اور ان کی تاثیرات ظاہر ہونے کے لیے ہیکل[1] بنانے کا طریقہ دنیا کی بقیہ اقوام کو انھی نے سکھایا ہے، اسی لیے فن سحر مین، طلسمات[2] وغیرہ کی قسم سے عجیب و غریب افعال و نتائج ان سے سرزد ہوئے،

علما | کلدانیون کے جید اور مشہور عالمون مین سے ہرمس بابلی ہمارے ہان مشہور ہے جو یونانی فلسفی **سقراط** کا ہمعصر تھا، ابو معشر جعفر بن محمد بن عمر بلخی نے کتاب الالوف مین ہرمس کی بابت لکھا ہے کہ اسی نے علم نجوم مین قدما کی تصنیفات، اور کتب فلسفہ وغیرہ کی تصحیح کی، جو خراب ہو چکی

---

[1] ہیکل کو مندر سمجھنا چاہیے جسمین انبیا اور سلاطین کی تصاویر رکھی جاتی تھین اور کواکب سبعہ کی شبیہین بنا کر انکی پرستش کیجاتی تھی،

[2] طلسم اس کپڑے کو کہتے تھے جسپر جادو کی عبارت لکھی ہوتی تھی، یا گلے مین پہننے کے جواہرات اور تختیاں ہوتی تھین جنپر کسی معبود باطل کی تصویر یا جادو کی کچھ عبارت لکھ دیتے تھے، یہ لفظ یونانی زبان کا ہے،

بعض ہرامسہ نے خود بھی مختلف علوم مین کئی کتابین تصنیف کین،

ابومعشر کا بیان ہے کہ ہرمس نام کے چند اور لوگ بھی ہین، ان مین سے ایک ہرمس وہ ہے جو قبل طوفان نوح گذرا ہے، اسی کو اسرائیلیون نے اخنوخ یعنی ادریس علیہ السلام خیال کیا ہے[1]، طوفان نوح کے بعد ان ہرامسہ مین کئی لوگ صاحب علم و فہم ہوئے ہین، ان مین دو بہت سربرآوردہ ہین، ایک وہ جس کا ذکر اوپر گذرا، اور دوسرا ہرمس حکیم فیثاغورث مصری کا شاگرد تھا[2] ہرمس بابلی کے طریقۂ علم نجوم سے جو کچھ کہ ہم کو پہنچا ہے، اور جو اس کے تقدم اور فضیلت علمی پر دلالت کرتا ہے، کواکب کی شعاعون کے مطارح (مواضع سقوط اشعہ) اور بروج فلک کی ہمواری مین اسکا ایک خاص نظریہ ہے، علاوہ ازین احکام نجوم مین اسکی تصنیف سے کتاب الطول، کتاب العرض[3]، اور کتاب قضیب الذہب ہین،

---

[1] ہرمس دراصل ایک فرضی شخصیت ہے، کوئی اسکو اخنوخ (Enoch) بتاتا ہے جسکا ذکر توریت مین آیا ہے، کوئی حضرت ادریس علیہ السلام مراد لیتا ہے، بعض تین ہرامسہ کے وجود کے قائل ہین، اور تیسرے ہرمس کی طرف نجوم، کیمیا اور سحر مین کئی کتابین منسوب کرتے ہین، چنانچہ ابن الندیم، قفطی، ابن ابی اصیبعہ وغیرہ کی کتابون مین ان ہرامسہ کا ذکر آتا ہے، اصل مین ہرمس ایک یونانی لفظ، اور یونانیون کے ایک معبود (دیوتا) کا نام ہے، جسکو اسکندر اعظم کے زمانہ سے مصریون نے تحوت (Thot) دیوتا قرار دیا ہے، چنانچہ یہ مصر مین خدا مانا جاتا تھا، اور اسی کی طرف قدمائے مصر تمام علوم کا اختراع منسوب کیا کرتے تھے، (ملاحظہ ہو علم الفلک ص ۱۴۲، ص ۱۴۳)، [2] پروفیسر نلینو کی رائے مین (فن کیمیا کی کتابون سے قطع نظر کرکے) یہ پہلی کتاب تھی جو یونانی سے عربی مین ترجمہ کیگئی اس کتاب کا نام عرض مفتاح النجوم ہے، اسکا ایک قلمی نسخہ ۱۲۵۵ھ کا لکھا ہوا اسپان (اٹلی) کے کتبخانۂ امبروسانیہ مین موجود ہے، ذی القعدہ ۱۲۵ھ مین اس کتاب کا عربی ترجمہ ہونا بیان کیا گیا ہے، اس حساب سے گویا دولت امویہ کے انقراض سے صرف سات سال پیشتر یہ ترجمہ ہوا تھا، اس سے یہ اہم نتیجہ نکلتا ہے کہ یونانی کتابون کے تراجم کی ابتدا دولت امویہ مین ہوچکی تھی، (دیکھو علم الفلک ص ۱۴۲، ص ۱۴۳)،

برجس علمای کلدان مین ہرمس کے بعد برجس ہی اسکی تصنیف سے کتاب اسرار النجوم ہیئت، سلطنتون اور لڑائیون کے علم مین ہے،

والیس[1] یہ بادشاہ تھا، اسکی تصانیف سے کتاب الصُّور اور کتاب البزیذج[2] ہین جو موالید اور ان کے استحالات پر بطور مبادیات کے ہین،

اصطفن بابلی احکام نجوم مین اس کی ایک معرکۃ الآرا کتاب ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ بعثت مین تھا،[3]

---

[1] والیس یا فالیس، رومی احکام نجوم کے مشہور علماء مین سے تھا، وہ ادریانوس اور انطونینوس ملوک روم کے زمانہ مین دوسری صدی عیسوی کے نصف مین گذرا ہی، لاطینی مین اس کا نام Vettius Valens ہے اور یونانی مین والیس، اور اسی یونانی تلفظ کے مطابق اہل عرب اس کو والیس کہتے ہین، (علم الفلک ص ۱۹۵) یہ سمجھ مین نہین آتا کہ صاعد نے والیس کو جو ایک رومی مصنف ہی کلدانیون اور بابلیون مین کیون شمار کر لیا؟ [2] عربی کتابون مین مختلف صورتون مین نظر آتا ہی مثلاً الریدج، الزبرج، الدیدج، الابرمح اور البزیذج، والیس نے یونانی زبان مین ایک کتاب احکام نجوم پر لکھی تھی کسی ایرانی منجم نے اس کتاب کا پہلوی مین ترجمہ کیا اور شروح وحواشی کیساتھ حکیم بزرجمہر کے نام سے منسوب کر دیا، اسی اصلی یونانی کے پہلوی ترجمہ کا نام بزیدج، فرنیدک یا گزیدہ ہے جس کے معنی منتخب پہلوی ہین اصل کتاب پہلوی اور عربی ترجمہ کے سوا مفقود ہی، لیڈن کے کتب خانہ مین کتاب بزرجمہر فی مسائل النجوم کے نام سے جو کتاب ہے، وہ نلینو کی رائے مین اسی کتاب عربی ترجمہ کا ایک قلمی نسخہ ہی، نیز برلین (جرمنی) کے کتب خانہ مین "کتاب المسائل فی احکام النجوم لیعقوب بن علی القصرانی" کے نام سے جو کتاب محفوظ ہے وہ بھی بقول نلینو اسی کے ترجمہ کا ایک قلمی نسخہ ہے، سب سے عجیب بات یہ ہے کہ عرب منجمین کا جنھون نے اس کتاب کو استعمال کیا ہی یہی خیال تھا کہ یہ کتاب اہل فارس کے طریقۂ نجوم پر ہے، ان کو یہ معلوم ہو سکا کہ یہ اصل مین یونانی ہی، (علم الفلک ص ۱۹۵ - ص ۱۹۶) [3] طبقات کے متن مین وکان عند متعیب النبی علیہ السلام چھپا ہے جو بالکل غلط ہی، شیخو نے اس کی تصحیح نہین کی، قفطی نے (ص ۵۰) جو صاعد ہی سے ناقل ہے مبعث لکھا ہے، اور یہی صحیح ہے،

حرکاتِ نجوم اور علم ہیئت مین بابلیون کے مذہب سے ہم کو کم یا زیادہ کچھ بھی نہین پہنچا، نہ تو اس فن مین ان کے مذہب نجوم یا ارصادات سے کچھ ہمارے پاس موجود ہے[1] سوائے اس رصد کے جس کو بطلیموس القلوذی (Claudius) یونانی نے کتاب المجسطی مین ان سے نقل کیا ہے کہ حرکاتِ کواکبِ متحیرہ کی تصحیح کے لیے اس کو اسکی ضرورت پڑی تھی، کیونکہ اس بار دمین اپنے یونانی اصحاب سے اسکو کوئی رصد نہین ملی تھی جس پر وہ اعتماد کرتا،

علوم یونان،

اہل یونان تمام اقوامِ عالم مین جلیل القدر، شہرۂ آفاق اور عظیم الشان بادشاہون والے ہین،

سکندر اعظم اسکندر بن فیلبوس مقدونی معروف بہ ذی القرنین[2] انھی مین سے ہے جس نے دارا بن دارا بادشاہ ایران سے اس کے دار السلطنت مین معرکہ آرائی کرکے اسکی عظمت وشان کو خاک مین ملادیا، اور اس کے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجادی، پھر وہ ہندوستان، ترکستان، اور چین کے مشرقی سلاطین پر حملہ آور ہوا، اور بعض پر غالب آیا، ان سب نے اس کی اطاعت پر تسلیم

---

[1] فی زمانناماہرینِ آثارِ قدیمہ نے بابلیون کے متعدد آثارِ فلکیہ کا پتہ چلایا ہے، جو اینٹون کی تختیون پر لکھے ہوئے برآمد ہوئے ہین، جرمن مستشرقین سٹراسمایر الفنگ اور کوبگلر نے ان کو چھپوا دیا ہے،

[2] یہ وہ ذوالقرنین نہین ہے جس کا ذکر قرآن مجید مین وارد ہے، ذوالقرنین کے متعلق بکثرت اختلاف پایا جاتا ہے، بعض اسکو اسکندر اعظم مقدونی سمجھتے ہین، اور بعض محققین اسکو حمیری بادشاہ قرار دیتے ہین، اس کے حمیری بادشا ہونے کے متعلق محققین کا اتفاق ہے، ملاحظہ ہو حمزہ اصفہانی ص۱۲۳ آثار الباقیہ للبیرونی ص۳۶ تا ص۴۲ تفسیر کبیر ج ۵ ص۵۱۴ – ص۵۲۵ شمس العلوم للحمیری ص۱۲ – ۱۳،

ختم کر دیا، اس نے بیش بہا تحفے اور ہدایا نظر گذرانے اور خراج کے طور پر بڑی بڑی رقمین پیش کین، پھر وہ ہندوستان کے انتہائی ممالک، حدودِ چین، اور تمام ممالک مشرقی پر تاخت و تاراج کرتا رہا حتیٰ کہ تمام روے زمین کے فرمانرواؤن نے اس کو اپنا بادشاہ تسلیم کرکے اس کے "شہنشاہِ ہفت اقلیم" ہونے کا اعتراف کیا،

بطالسہ | اسکندر کے بعد یونان کا ایک خاندان جو بطالسہ کے نام سے مشہور ہے برسرِ حکومت ہوگیا، بطالسہ[1] جمع ہے بطلیموس کی (کہ ان مین سے ہر ایک کا نام بطلیموس تھا) انھون نے کئی ممالک اپنے قبضۂ اقتدار مین کر لیے، اور لوگون کو اپنا محکوم بنا لیا، بالآخر رومیون نے ان پر غالب آکر انکی سلطنت کا استیصال کر دیا، اور ان کی مملکت کو اپنی حدودِ سلطنت کیساتھ شامل کرکے ایک زبردست رومی سلطنت قائم کی، جس طرح اہل فارس نے بابلیون کی سلطنت کو جبکہ وہ ان پر غالب آگئے تھے، اپنی سلطنت کیساتھ ضم کرکے ایک ایرانی سلطنت قائم کی تھی،

حدود | بلادِ یونان معمورۂ ارض کے شمالی مغربی ربع مین واقع ہین، ان کے جنوب مین بحرِ روم بلادِ شام، اور بلادِ خزر ہین شمالی جانب لان اور اس سے متصل تمام ممالکِ شمال، اس کے مغرب مین وہ بلادِ روم ہین جنکا پایۂ تخت شہر رومہ تھا، اور مشرقی سمت مین شہر ازمیر (؟) الابواب، (دربند) اور وہ خلیج[2] ہے، جو بحرِ روم (میڈی ٹیرنین) اور بحرِ اسود (بلیک سی) کو ملاتی اور جو بلادِ یونان کے بیچ مین سے ہوکر نکلی ہے، اس طرح کہ بلادِ یونان کا ایک بڑا حصہ خلیج مذکور کے مشرق مین، اور چھوٹا حصہ اس کے جنوب مغرب مین واقع ہے،

زبان | اہل یونان کی زبان کو اغریقیہ (گریک) کہتے ہین جو بہت وسیع زبان ہے،

---

[1] ... ... یعنی بطالسہ کو کہتے ہین اسکی جمع بطالمہ بھی آتی ہو[2] عرب جغرافیہ نویس ... دانیال ... ... دریا ... کو ایک ہی خلیج سمجھتے ہین،

مذہب | عوام اہل یونان کا مذہب صابئیت (ستارہ پرستی) تعظیم کواکب اور بت پرستی تھا،

علماء | ان کے علماء کو فلاسفہ کہتے ہین جس کا واحد فیلسوف[1] ہے، یونانی زبان مین اس کے معنی "محب حکمۃ" ہین، فلاسفۂ یونان بلحاظ طبقات رفیع المرتبت اور قدر و منزلت کے اعتبار سے اہل علم مین بہت بلند درجہ رکھتے ہین، کہ انھون نے علوم فلسفہ کی تمام اصناف، ریاضیات منطق، طبیعیات، الٰہیات، سیاست منزل، اور سیاست مدن سے بخوبی اعتنا کیا تھا، ان فلاسفہ مین یونانیون کے ہان ان پانچ شخصون کا درجہ بہت بلند ہے:-

۱- انبذقلیس (Empedocles)

۲- فیثاغورس (Pythagoras)

۳- سقراط (Socrates)

۴- افلاطون (Plato)

۵- ارسطاطالیس (Aristotales)

انبذقلیس | حضرت داؤد علیہ السلام کا ہمعصر تھا جیسا کہ مورخین کا بیان ہے اس نے لقمان[2] سے

---

[1] یہ دو لفظون فیلا اور سوفا سے مرکب ہے، فیلا کے معنی محب اور سوفا کے معنی حکمۃ و فلسفہ ہین (شہرستانی ج ا صفحہ ۱۵۱ طبع بمبئی مفاتیح العلوم صفحہ ۹۵ مصر) مگر ابن ابی اصیبعہ نے بحوالہ الفارابی لکھا ہے کہ فیلا کے معنی ایثار اور سوفیا کے معنی حکمت ہین، اس لیے اس شخص کو جس نے تحصیل حکمت کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی ہو فیلوسوفوس کہتے ہین جو فیلاسوفا سے مشتق ہے (ج ۲ صفحہ ۱۳۴) [2] لقمان کی شخصیت اور زمانہ مین بہت کچھ اختلاف ہے، بعض مورخین عرب نے لکھا ہے کہ لقمان نبی نہ تھا بلکہ ایک نامور حکیم تھا، اور بنی اسرائیل مین سے کسی کا غلام تھا جسکو اس کے مالک نے بہت سا مال دیکر آزاد کر دیا تھا، وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ مین ایلہ اور مدین کے اطراف مین رہتا تھا، بیضاوی نے اس کو حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے باعورا کا بیٹا بتایا ہے مستشرق دیرنبورگ "حکایات لقمان" مین باعورا کو

شام مین حکمت سیکھی، پھر جب یونان پلٹ کر آیا تو اس نے تخلیقِ عالم سے متعلق بعض ایسی باتین بیان کین جو بظاہر معاد کے خلاف تھین[۱]، اس لیے بعض لوگون نے اسے چھوڑ دیا، فرقہ باطنیہ[۲] ایک جماعت اپنے فلسفہ کا اصل ماخذ ابندقلیس کے فلسفہ کو بتاتی ہے، ان کا خیال ہے کہ فلسفۂ ابندقلیس کے رموز و اسرار ایسے ہین جنسے بہت کم لوگ واقف ہو سکتے ہین[۳]، فرقہ باطنیہ کا پیرو محمد بن عبداللہ بن مسرۃ الجبلی[۴] ساکنِ قرطبہ اس کے فلسفہ[۵] سے بہت شغف رکھتا تھا، اور اسکی کتابون کا بکثرت مطالعہ کیا کرتا تھا،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲) بعور، اور لقمان کو ملعام کا ترجمہ سمجھتا ہے، بعض محققین کا قول ہے کہ لقمان قوم عاد کا ایک بادشاہ تھا جس کی کنیت بڑا طویل العمری ابوالنسور (گدھون کا باپ) تھی، نشوان بن سعید الحمیری لکھتا ہے کہ جمہور کے قول کے مطابق وہ نبی نہین تھا، بلکہ قین بن جسر قضاعی کا غلام تھا، اور لقمان حمیری ایک حکیم اور عالم تھا جس نے موسم مقرر کئے اور ان موسمون کے نام پر مہینون کے نام رکھے امام سہیلی نے لقمان کو حبشی اور ایلہ کا باشندہ بتایا ہے اس کا نام لقمان بن عنقا بن سرور تھا جسکا ذکر قرآن مجید نے کیا ہے اور اسکے بیٹے کا نام ثاران ہے، یہ لقمان حکیم لقمان بن عاد حمیری ایک اور شخص تھا، (روض الانف ج ۱ ص ۲۶۶) لقمان کی قبر یمن مین بتائی جاتی ہے، سجستانی نے لقمان کا ذکر معمرین مین کیا ہے، اور خضر کے بعد اس کو سب سے زیادہ طویل العمر بتایا ہے کہ اس نے ساڑھے تین ہزار برس کی عمر پائی تھی (معارف ابن قتیبہ ص ۱۹، مسعودی برحاشیہ مقری ج ۱ ص ۶۴، شمس العلوم للحمیری ص ۹۶ و ۹۵، کتاب المعمرین للسجستانی ص ۳، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۱ ص ۲۷ طبع یازدہم) [۱] اس موضوع پر اسکی ایک تصنیف مورخ قفطی نے بیت المقدس کے کتب خانہ مین دیکھی تھی، بقول قفطی ارسطو نے معاد کے متعلق ابندقلیس کی رایون کی تردید کی ہے، (قفطی ص ۱۳) [۲] فرقہ اسماعیلیہ کو عام طور پر باطنیہ کہتے ہین، کیونکہ ان کی رائے ہے کہ ہر ظاہر کا ایک باطن ضرور ہوتا ہے، دراصل یہ شیعون کا ایک فرقہ ہے، جو امام اسماعیل بن جعفر الصادق کی امامت کا قائل ہے، اس فرقہ کی مختلف شاخین قرامطہ، ملاحدہ، دروزہ، ناموسیہ وغیرہ ہین، عراق مین وہ باطنیہ اور قرامطہ کے نام سے مشہور تھے، (تفصیل کے لیے دیکھو شہرستانی برحاشیہ ابن حزم ج ۲ ص ۲۹ تا ص ۳۶) [۳] قفطی لکھتا ہے کہ مین نے جو کتاب اسکی دیکھی تھی، اسمین اس قسم کی کوئی بات از قسم رموز و اسرار نہین پائی جاتی (ص ۱۳) [۴] اندلس کا باشندہ فقیہ زاہد او

بندقلیس پہلا شخص ہے جو مذہب "توحید فی الصفات" کا قائل ہوا، یعنی یہ کہ تمام صفات باری تعالیٰ ایک ہی شے کو مستلزم ہین، مثلاً یہ اگر کہا جائے کہ خدائے تعالیٰ علم جود اور قدرت سے متصف ہے، تو اس کا یہ مطلب نہین ہے کہ وہ الگ الگ اُن صفات سے متصف ہے، جو ان اسمائے مختلفہ کے ساتھ مخصوص ہین، بلکہ درحقیقت وہ ایک ہی ہے جس مین کسی حیثیت سے تکثر نہین پیدا ہوتا، بخلاف تمام موجودات کے کہ تمام وحدانیاتِ عالم مین تکثیر پائی جاتی ہے، خواہ وہ اُن کے اجزا مین ہو یا معانی مین، یا نظائر مین، لیکن ذات باری تعالیٰ ان باتون سے ارفع و اعلیٰ ہے، توحید فی الصفات مین ابوالہذیل بن العلاف مصری کا بھی یہی مذہب[۶] تھا،

۲۔ فیثاغورس | بندقلیس سے کچھ مدت کے بعد گذرا ہے، اس نے مصر مین حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے تلامذہ سے، جبکہ وہ بلادِ شام مین داخل ہوئے تھے، حکمت سیکھی تھی، اور ان سے قبل مصریون سے علم ہندسہ حاصل کیا تھا، اس کے بعد جب وہ یونان پہنچا تو علم ہندسہ، طبیعیات اور علم دین سے اس نے یونانیون کو روشناس کرایا، اس نے اپنی ذہانت اور طباعی سے علم الالحان اور ترکیب نغمات (موسیقی) ایجاد کر کے کسراتِ اعداد پر اس کی بنیاد رکھی، اور دعویٰ کیا کہ یہ بات اس کو نور نبوت سے حاصل ہوئی ہے، اعداد کے خواص و درجات کے مطابق جمع و ترکیبِ عالم سے متعلق اس کے عجیب رموز و اسرار اور بعید از قیاس آرا ہین[۷]،

بقیہ حاشیہ ص۳۳) عابد تھا، شعر و ادب مین بھی دخل رکھتا تھا، فرقۂ باطنیہ کا معتقد ہونے کی وجہ سے بدنام تھا، فتح بن خاقان نے اسکا مختصر ترجمہ لکھا، دیکھو مطمح الانفس ص۶۶، ۶۷) [۵] ابندقلیس کی فلسفیانہ آرا و اقوال کیلئے دیکھو شہرستانی ج ۲ ص۱۲۳، ۱۵۹ طبع بمبئی، ابندقلیس پہلا شخص ہے جو اربعۂ عناصر کا قائل ہوا، اور یہی خیال آج تک مسلمانون مین چلا آتا ہے، [۶] محمد بن الہذیل بن عبداللہ بن مکحول معروف العلاف مشہور عالم متکلم اسلام اور معتزلی ۱۳۱ھ مین پیدا ہوا، اور آخر عمر مین نابینا ہو کر ۲۳۵ھ مین بمقام بصرہ فوت ہوا، ابن خلکان ج ۱ ص۴۸۰ نکت الہمیان ص۲۷۷، [۷] معتزلہ کا ایک فرقہ "ہذیلیہ" اسی کی طرف منسوب ہے، ابوہذیل کی آرا کیلئے دیکھو شہرستانی ج ۱ ص۲۲، ۲۳ طبع بمبئی [۸] حکیم فیثاغورس کی آرا کیلئے دیکھو شہرستانی ج ۲ ص۶۲، ۶۸، طبع بمبئی،

امر معاد مین اس کی رائے بندقلیس کے قریب قریب ہے یعنی یہ کہ عالم طبیعی کے اوپر ایک اور عالم روحانی ہے جس کی خوشی سوادی اور خوش منظری کا ادراک کرنے سے عقل انسانی قاصر ہے اور صرف نفس پاک ہی اس کی خواہش کر سکتا ہے، ہر نیک سرشت انسان جس کا نفس کبر و نخوت عجب و ریا اور حقد و حسد سے پاک ہے وہی اس عالم روحانی تک پہنچنے کے قابل ہو سکتا ہے اور جواہر روحانی یعنی حکمت الٰہی سے واقف ہو سکتا ہے. تب لذائذ نفس اس کو بلا طلب حاصل ہوتے ہین، جیسے راگ اور گانے کہ متواتر بلا تکلیف طلب حاسۂ سمع کو محفوظ کرتے ہین، ارثماطیقی (ارتھمیٹک) فن موسیقی وغیرہ مین فیثاغورث کی عمدہ تصانیف ہین،

۳۔ سقراط | یہ حکیم فیثاغورس کا شاگرد تھا اس نے علوم فلسفہ مین سے صرف الٰہیات کی تحصیل پر اکتفا کی، وہ لذائذ دنیوی سے کنارہ کش ہو کر تارک الدنیا ہو گیا، اس نے یونانیون کی بت پرستی کی علانیہ مخالفت کی، اور ان سے سربرآوردہ افراد سے مناظرہ و مباحثہ کیا، اس لیے انھون نے عوام کو اس کا سخت مخالف بنا دیا، اور بادشاہ وقت کو اس کے قتل پر مجبور کیا، اس نے رعایا کی دلجوئی اور تسکین کے لیے سقراط کو قید کر دیا، پھر اہل یونان کے اس فتنۂ عظیم سے بچنے کے لیے بادشاہ نے اس کے ساتھ متعدد مناظرے کئے جو تحریری صورت مین محفوظ ہین، پھر اس کو زہر کا پیالہ پلا دیا، سقراط کی وصایا نہایت عمدہ اور اس کے آداب و حکم بہت مشہور ہین[1] مسئلہ صفات مین اسکا مذہب فیثاغورس اور بندقلیس کے قریب قریب ہے، مگر معاد کے متعلق اس کی رائین کمزور خالص فلسفہ سے بعید اور مذاہب محققہ کے خلاف ہین،

۴۔ افلاطون | یہ بھی فیثاغورث سے تعلیم حاصل کرنے مین سقراط کا شریک تھا، مگر فلسفہ مین سقراط کے بعد مشہور ہوا، شریف النسب اور اہل علم کے خاندان سے تھا، تمام علوم فلسفہ پر اس نے عبور

[1] سقراط کی آراء و اقوال کے لیے دیکھو شہرستانی ج ۲ ص ۲۔۵ طبع بمبئی،

حاصل کیا تھا، اسکی تصنیف سے بہت سی کتابین ہین، اس کے شاگردون مین سے ایک جماعت مشہور ہوئی، وہ ٹہلتے ہوئے فلسفہ کا درس دیتا تھا اس لیے وہ اور اس کے تلامذہ مشائین کے لقب سے مشہور ہوئے، وہ آخر عمر مین تعلیم و تدریس کا کام اپنے لائق اور فاضل تلامذہ کو سپرد کر کے خدا کی عبادت کے لیے خلوت نشین ہو گیا تھا، اسکی تصنیف سے حسب ذیل کتابین ہین،

۱۔ کتاب فادن (Phaedon) علم النفس ہین،

۲۔ کتاب السیاستہ المدنیہ

۳۔ طیماؤس الروحانی، عوالم عقلیہ ثلاثہ یعنی عالم ربوبیہ، عالم عقل اور عالم نفس کی عقلی ترتیب،

۴۔ طیماؤس الطبیعی، عالم طبعی کی ترکیب پر،

یہ دونون (سوم و چہارم) کتابین اوس نے اپنے شاگرد طیماؤس (Timaeus) کو لکھ کر بھیجی تھین،

۵ ارسطاطالیس | یہ نیقوماخوس (Nicomachus) فیثاغوری کا بیٹا تھا، نیقوماخوس کے معنی قاہر الاعداء، اور ارسطاطالیس کے معنی "جامع الفضیلت" کے ہین، جیسا کہ ابوالحسن علی بن حسین بن علی مسعودی نے بیان کیا ہے[1]، نیقوماخوس فیثاغورس کا پیرو تھا، ارثماطیقی مین اسکی مشہور تصنیفات ہین[2]، اس کا بیٹا ارسطاطالیس افلاطون کا شاگرد تھا، اور کہتے ہین کہ وہ افلاطون کی خدمت مین بیس سال تک رہا تھا، افلاطون اس کو اپنے تمام تلامذہ پر ترجیح دیتا تھا، اور اس کو عاقل کہا کرتا تھا،

---

[1] التنبیہ والاشراف للمسعودی ص ۱۱۶ طبع لیڈن، ابن الندیم نے ارسطاطالیس کے معنی محب الحکمۃ لکھے ہین (قفطی ص ۲۷)

[2] حاجی خلیفہ نے عجیب تماشا کیا ہے کہ نیقوماخوس و شرح قاہر الخصوم کو دو کتابین سمجھ کر کشف الظنون مین درج کر دیا ہے، یہ وہی نیقوماخوس ہے جو ہمارے کاتبون کی عنایت سے اب تک لقوماجس پڑھا جاتا ہے! اس کی کتاب ارثماطیقی دو مقالون مین ہے، دراصل یونانی مین ۱۵۳۸ء مین بمقام پیرس طبع ہو چکی ہے، عربی مین بھی اس کا ترجمہ ہوا تھا،

ارسطاطالیس پر فلسفۂ یونان کا خاتمہ ہوگیا کہ وہ خاتم فلاسفہ اور علماے یونان کا سردار تھا، ارسطو پہلا شخص ہے جس نے فن استدلال کو تمام منطقی صنائع سے علیحدہ کرکے، اس کو اشکال ثلاثہ[1] پر قائم کردیا، اور ان کو علوم نظری کا آلہ بنا دیا، اسی وجہ سے "صاحب المنطق"[2] اس کا لقب ہوگیا،

تصانیف[3] | تمام علوم فلسفہ مین اس کی عمدہ تصانیف ہین جنکی دو قسمین ہین،

(۱) عمومی (۲) خصوصی،

(۱) خصوصی

(۲) عمومی اسکی دو قسمین ہین:-

۱- تذکرے، جنکو پڑھکر ارسطو کے کل علم پر مذاکرہ کیا جا سکتا ہے، یہ ستر کتابین ہین جو اس نے اوفارس کے لیے لکھی تھین،

۲- تعلیمی جن سے حسب ذیل علوم کی تحصیل کیجاتی ہے،

(ا) علوم فلسفہ (طبعیات والٰہیات، ریاضیات)

(ب) اعمال فلسفہ (اخلاقیات)

(ج) آلات فلسفہ (منطقیات)

(الف) علوم فلسفہ مین اسکی بعض تصانیف علوم ریاضیہ، بعض علوم طبعیہ، اور بعض علوم الٰہیہ

---

[1] اشکال ثلاثہ یعنی شکل اول، شکل ثانی، شکل ثالث،

[2] اسی کو معلم اول بھی کہتے ہین کہ فن منطق کا پہلا مدون یہی ہے،

[3] ارسطو کی تصانیف کی یہ ترتیب جو صاعد نے قائم کی ہی کسی کتاب مین ہماری نظر سے نہین گذری، ارسطو کی تصانیف کی مفصل فہرست کے لیے دیکھو تاریخ الحکماء للقفطی ص۳۴ تا ص۴۶ طبع مصر، قفطی نے جو فہرست کتب نقل کی ہے، وہ بطلیموس کی یونانی فہرست سے ماخوذ ہے جس کی اصل یونانی ضائع ہوگئی ہے، چنانچہ ارسطو کی تصانیف کے نام اس عربی فہرست کے ذریعہ محفوظ رہ گئے،

مین ہین:-

۱- علوم ریاضیہ مین اسکی تصنیف سے کتاب المناظر، کتاب الخطوط اور کتاب الحیل ہین،

۲- علوم طبیعی مین اسکی بعض کتابین ان امور پر ہین جو تمام طبائع مین عام ہوتے ہین، اور بعض کتابین ان امور پر ہین جو ہر طبعیہ کے ساتھ مخصوص ہین،

(الف) قسم اوّل مین اسکی کتاب سمع الکیان ہے، اس کتاب مین اشیار طبعیہ کے مبادی امثال مبادی اور ملحقات مبادی اور مشابہات ملحقات مبادی کی تعداد کا بیان ہے، (مبادی مین عنصر اور صورت، امثال مبادی مین (یعنی جو درحقیقت مبادی نہین بلکہ ایک خاص نسبت سے ہین عدم، ملحقات مبادی مین زمان و مکان، اور مشابہ ملحقات توالی مین خلار اور لاتناہی ہین)

(ب) قسم ثانی کی بعض کتابین اشیار غیر موجودۃ فی الخارج کے بیان مین اور بعض موجودہ فی الخارج کے بیان مین ہین، اوّل الذکر کا بیان اس کی کتاب السمار و العالم کے دو مقالون مین ہے، اور آخر الذکر مین سے بعض کا علم خاص ہے اور بعض کا عام، علم عام مین سے بعض استحالات مین ہین اور بعض حرکات مین، استحالات کا بیان اسکی کتاب الکون والفساد مین، اور حرکات کا بیان، کتاب السمار و العالم کے دو آخری مقالون مین ہے،

علم خاص مین سے بعض مفردات مین اور بعض مرکبات مین، مفردات مین اسکی کتاب آثار العلویہ مین ہین، اور مرکبات مین سے بعض اشیاے مرکبہ کے کلیات مین ہین اور بعض اشیاے مرکبہ کے اجزار کے بیان مین کلیات مرکبات کا بیان اسکی کتاب الحیوان اور کتاب النبات اور اجزاے مرکبات کا، کتاب النفس، کتاب الحس و المحسوس، کتاب اجزار الصحۃ و السقم اور کتاب اسباب الہرم مین

۳- الٰہیات مین اس کی جو کتابین ہین اس کے تیرہ مقالے ہین جو اس کی کتاب ما بعد الطبیعۃ[۱]

---

[۱] اس کتاب کا ترجمہ Aristotelian Metaphysics کے نام سے انگریزی مین ہوچکا ہے

میں شامل ہیں،

(ب) اعمالِ فلسفہ (اخلاقیات) میں اسکی کتابیں اصلاحِ اخلاق نفس میں ہیں اور بعض سیاست میں، اصلاحِ اخلاق نفس میں اس کی دو کتابیں کتاب کبیر اور کتاب صغیر (جو اس نے اپنے بیٹے (نیقوماخوس) کے لیے لکھی تھیں[1]) اور اودیمیا ہیں، سیاسیات میں بعض کتابیں سیاست مدن (پولیٹکل اکانمی) اور بعض سیاست منزل (ڈومیسٹک اکانمی) پر ہیں،

(ج) آلاتِ فلسفہ میں اسکی آٹھ منطقی کتابیں ہیں[3] اور ہمیں نہیں معلوم کہ اس سے قبل کوئی

---

[1] محققین کا خیال ہے کہ ارسطو اس کتاب کو وسیع پیمانہ پر لکھنا چاہتا تھا، مگر یہ کتاب ناتمام رہی، البتہ اس کا اول اور آخری حصہ مکمل ہے اور وہ ارسطو ہی کا لکھا ہوا ہے، ارسطو کے بیٹے نیقوماخوس نے اس کتاب کی ترتیب و تدوین کی تھی اس لیے اس کو "اخلاق نیقوماخوس" NICOMACHIAN ETHICS کہتے ہیں، غالباً یہاں مصنف کی مراد کتاب کبیر سے یہی ہوگی، اگر واقعی اس سے مراد اخلاق کبیر ہے تو وہ براہ راست ارسطو کی تصنیف نہیں ہے بلکہ وہ مشائی اسکول کے کسی بعد کے مصنف کی تصنیف ہے، اور اخلاق اودیمس (Eudemian Ethics) سے ماخوذ ہے، ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ص۱۳ ج۲ طبع نہم، [2] دراصل یہ ارسطو کی کتاب کا خلاصہ ہے جو اس کے شاگرد اودیمس (Eudemus) کا لکھا ہوا ہے اور اسی کو "اخلاق اودیمس" کہتے ہیں، یہ کتاب ارسطو کے اصول اخلاق سے بعض باتوں میں مختلف ہے، اسکے بعض ابواب "اخلاق نیقوماخوس" سے لیکر بعد میں اضافہ کر دیئے گئے ہیں چنانچہ یہ ابواب اب ان دونوں کتابوں میں مشترک ہیں، (انسائیکلوپیڈیا بشرح صدر) [3] یہ آٹھ کتابیں حسب ذیل ہیں:-

(۱) قاطیغوریاس یا Catagories (المقولات) (۲) باری ارمینیاس یا Hermeneutica (التفسیر) (۳) انولوطیقا (الاولیٰ) Analytica Priora (تحلیل القیاس) (۴) انولوطیقا (الثانی) Analytica Posteria (البرہان) (۵) طوبیقا یا Yopica (الجدل) (۶) سوفسطیقا یا Sophistica (المغالطات) (۷) ریطوریقا یا Rhetorics (الخطابۃ) (۸) بوطیقا یا PoTica (الشعر) تفصیل کے لیے دیکھو قفطی ص۲۶ ص۲۷) یہی آٹھ کتابیں متقدمین کے ہاں منطق کی مانی گئی ہیں، لیکن جب منطق کی تہذیب و ترتیب ہوچکی

شخص ان کتابون کی جمع و تالیف مین اس پر سبقت لے گیا ہو، خود ارسطو نے ان کتابون مین سے چھٹی کتاب سوفسطیقا کے آخر مین اس کا ذکر کیا ہے، چنانچہ لکھتا ہے:۔

"رہی صنعتِ منطق اور بنائے قضایا (یعنی استنتاج قضیہ اور بنائے اشکال اربعہ) تو ہم نے قبل ازین اسکی کوئی بنیادی اصل متقدمین مین سے کسی کے ہان نہین پائی، بلکہ سعی بلیغ اور جہد طویل کے بعد ہم نے اس کو دریافت کیا، اور ہر چند کہ ہم اس کے موجد اوّل ہین، تاہم ہم نے اسکی حدود مقرر اور اس کے اصول مرتب کر دیئے ہین، اور کوئی ضروری بات جس کا ہونا اس مین لازمی اور ضروری تھا، فروگذاشت نہین کی جیسی کہ علوم و فنون کے مبادیات کی عموماً حالت ہوا کرتی ہے، بلکہ ہم نے تو اس فن کو مکمل اس کی بنیاد کو مستحکم اس کے قواعد کو پختہ اس کی جڑ کو مضبوط اور اس کے مقاصد و اعلام کی تشریح و توضیح کر دی ہے، کوئی شخص جسکو ہمارے بعد اس فن پر کامل عبور حاصل ہو تو اُسے چاہیئے کہ اگر وہ اس مین کوئی نقص پائے تو اسکو معاف کر دے، اور ہماری محنت و تکلیف کا خیال کرتے ہوئے اس کو ایک عظیم الشان احسان خیال کرے (ظاہر ہے) کہ جب کوئی شخص اپنی پوری کوشش صرف کر دے تو وہ گویا معذوری کی حد تک پہنچ جاتا ہے[۱]"

ارسطو اور اسکندر اعظم ارسطو، اسکندر بن فیلقوس بن اسکندر المقدونی کا اتالیق تھا، اور اسی کی تعلیم و تربیت کے زیر اثر اسکندر سیاست ملکی اور آئین حکمرانی مین عمل پیرا تھا، اسی کی بدولت

(بقیہ حاشیہ ص۳۹) تو حکمائے یونان نے "کلیاتِ خمسہ" کے متعلق ایک رسالہ اور بڑھا کر نو کتابین کر دین، یہ سب کتابین مسلمانون نے ترجمہ کین اور فلاسفۂ اسلام مثل فارابی، ابن سینا، ابن رشد وغیرہ نے انکی شرحین اور تلخیصین لکھین (مقدمۂ ابن خلدون ص۴۶۵)،

[۱] مسٹر پوسٹ (Poste) نے اپنی کتاب مغالطات ارسطو Aristotle on fallacies کے صفحہ ۹۵ مین اس عبارت کو اصل یونانی سے ترجمہ کیا ہے، صاعد کا متن عین اسی کے مطابق ہے،

یونان مین شرک موقوف اور عدل و نیکی کا ظہور ہوا، اسکندر کے نام ارسطو کے کئی فاضلانہ خطوط[1] ہین جنین اس نے اسکندر کو دارا ابن دارا شاہِ ایران پر فوج کشی کی ترغیب دلائی ہے، ان مین سے ایک خط سکندر کے ہندوستان سے لکھے ہوئے اس خط کا جواب ہے جس مین ہندوستان کے بالائی حصہ مین سکندر نے بیت الذہب مین جو کچھ دیکھا تھا، اس کا تذکرہ کیا ہے، یہ بیت الذہب[2] ایک تبخانہ تھا جس مین بودھ کا بت رکھا ہوا ہے جو اجرام علویہ کا مجسمہ تھا[3] ارسطو نے اس خط سے اس کو جواب[4] دیا ہے، جس مین اس کو پند و نصیحت کی ہے اور ترک دنیا

---

[1] اسکندر کے نام ارسطو کے خطوط مورخ مسعودی نے اپنی کتاب فنون المعارف وما جری فی الدہور السوالف مین نقل کیے ہین، نیز التنبیہ والاشراف مین بعض خطوط کے اقتباسات درج کیے ہین (التنبیہ ص۱۱۰ و ص۱۲۰ لیڈن) ارسطو کے بعض خطوط کے اقتباسات البیرونی نے بھی اپنی کتاب مین نقل کیے ہین (دیکھو تحقیق ما للہند ص۶ و ص۸ طبع یورپ) [2] بیت الذہب کے متعلق ارسطو نے جو خطوط سکندر کو جواب مین لکھے تھے انکا جو مجموعہ رسائل بیت الذہب کے نام سے مشہور ہے مسعودی کے زمانہ مین عام طور پر متداول تھا، ارسطو کے اس جواب کو مسعودی نے اپنی کتاب فنون المعارف مین پورا نقل کیا ہے، اور التنبیہ والاشراف (ص۱۱۰ ص۱۲۰) مین بھی اسکا جواب دیا ہے۔ [3] یہان قطعی طور پر یہ نہین معلوم ہوتا کہ ہندوستان مین کونسی جگہ یہ تبخانہ واقع تھا، یہان صاعد کا ماخذ مسعودی کی کتاب التنبیہ والاشراف (ص۱۱۰ و ص۱۲۲) ہے لیکن اس نے بھی اعالی ارض ہند کے سوا کوئی مزید تصریح نہین کی، مقدسی اور یاقوت وغیرہ نے ملتان کے تحت مین بیت الذہب کے نام سے بودھ کے ایک مندر کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس بیت الذہب کی مناسبت سے عرب فاتحین جو پہلی صدی ہجری کے آخر مین یہان آچکے تھے ملتان کو بھی فرج بیت الذہب کہتے تھے اس مندر اور اس مین رکھے ہوئے بت کے انھون نے مفصل حالات لکھے ہین جو قیمتی جواہرات سے بنا ہوا تھا معجم البلدان ج ۸ ص۱۶۹ و ص۱۷۰) البیرونی نے بھی کتاب الہند (ص۵۶) مین ملتان کے ایک مشہور بت کا ذکر کرتے ہوئے اسکی جو ہیئت بتائی ہے وہ عین مقدسی اور یاقوت کے بیانات کے مطابق ہے محقق رینا ود نے بھی رسالہ جرنل ایشیاٹک (بابت ۱۸۴۴ء و ۱۸۴۵ء) مین ملتان کے اسی بت کا ذکر کیا ہے، ان تمام بیانات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ صاعد نے جس مندر (بیت الذہب) اور اس کے بت کا ذکر کیا ہے وہ یہی ملتان کا بت ہے۔ اسکندر ۳۲۶ ق۔م مین ہندوستان پر حملہ آور ہوا ہے اور اس کا ملتان کی طرف جانا بھی تاریخ سے ثابت ہے۔

اور نعمت دائمی کے حصول کی ترغیب دلائی ہی۔

غرضکہ یونانیون کے ہان یہ پانچ بڑے فلسفی تسلیم کئے گیے ہین، اور انھون نے فنون فلسفہ کے ساتھ اعتنا کی ہے، ان کے علاوہ ان مین اور بھی مشاہیر فلاسفہ گذرے ہین، مثلاً تالیس ملطی[ا]، تلمیذ فیثاغورس، ذیمقراطیس[۲]، جو "جزو لایتجزی[۳]" کا قائل تھا، اور اس کے متعلق اوسکی ایک کتاب بھی ہی، اور انکساغورس[۴] وغیرہ جو ارسطو سے پہلے گذرے ہین، یا اس کے ہمعصر تھے، ارسطو کے بعد بھی کئی لوگون نے اس کا اتباع کیا، اور اسکی کتابون کی شرحین لکھین، ان مین ثامسطیوس[۵]، اسکندر[۶] افرودسی، فرفوریوس[۷]، بزرگترین ہین، یہ تینون ارسطو کی کتابون کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۱) مگر یاقوت نے جس زمانہ کا ذکر کیا ہی اس سے تقریباً ایک ہزار سال پیشتر کا یہ واقعہ ہے ممکن ہی کہ اس وقت بھی یہی مندر اور اس کا بت موجود ہو، اور ہزار سال تک برقرار رہے ہون البیرونی نے ہندون کے حساب سے اس بت کی تاریخ اپنے زمانہ تک ۲۱۶۴۳۲ سال بتائی ہی، اور چونکہ یہ بت لکڑی کا بنا ہوا تھا جس پر چمڑا منڈھا ہوا تھا اسلیے اس نے تعجب ظاہر کیا ہی کہ اس قدر عرصہ دراز تک یہ لکڑی کا بت کیونکر قائم رہ سکا، گویا اس حساب سے خود اسکندر کے زمانہ مین اس بت کی عمر دو لاکھ برس سے زائد تھی! [ا] Thales مشہور فیلسوف فیثاغورث کا شاگرد اس نے فلسفہ اور طبیعیات کی تحصیل مصر کے حکما سے کی تھی (قفطی صفحہ ۴۹) [۲] Democritus ردی النسب یونانی فیلسوف سقراط کا ہمعصر تھا (قفطی صفحہ ۱۲۵) [۳] جسم مرکب کے اجزا تقسیم ہوتے ہوتے ایسے اجزا ترکیبی باقی رہتے ہین جنکی تقسیم و تجزی ناممکن ہوتی ہی، انہی کو اجزاے لایتجزی کہتے ہین، [۴] Anaxagoras ارسطو سے قبل اس کا معاصر تھا (قفطی صفحہ ۲۶۰ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ا صفحہ) [۵] Themistius جالینوس کے بعد گذرا ہی ارسطو کی کتابون کا شارح تھا (قفطی صفحہ ۸۷) [۶] Alexander Aphrodisias کتب ارسطو کا مشہور شارح جو ایتھنز مین تقریباً دوسری صدی عیسوی مین گذرا ہی (الفہرست صفحہ ۲۵۲) افرودسی منسوب بہ شہر افرودسیاس، اہل عرب اسکی شروح کو بہت اہمیت دیتے تھے، چنانچہ انھون نے اسکی اکثر شروح کا عربی مین ترجمہ کیا، اسکی اکثر تصانیف اصل یونانی مین اب تک محفوظ ہین بعض تصانیف اصل یونانی مین چھپ چکی ہین (دیکھو انسائیکلوپیڈیا ج ا صفحہ ۲۸۶) [۷] Porphyry صور (شام) کا باشندہ تھا چنانچہ اہل عرب کے ہان فرفوریوس صوری کے نام سے پکارا جاتا ہی، ارسطو کی کتابون کا شارح تھا، اسکی کتابون کا عربی مین ترجمہ ہوا تھا (قفطی صفحہ ۱۶۹)

بہترین عالم اور کتبِ فلسفہ کی تفہیم مین فرد تھے،

قسطا بن لوقا[1] بعلبک (شام) کا باشندہ، اور یعقوب بن اسحاق کندی کا ہمعصر تھا، یہ ان متاخرین حکماے یونان مین سے تھا جو دولتِ عباسیہ کے عہد مین گذرے ہین وہ علم حساب، ہندسہ، نجوم منطق، اور طبیعیات کا محقق عالم، اور فن طب کا ماہر تھا، اس کی تصانیف مختصر اور عمدہ ہین، ان مین سے ایک کتاب ہندسہ کے مبادی پر ہے جو سوال وجواب کی صورت مین لکھی گئی ہے اور بے نظیر ہے، ایک کتاب ہیئت وحرکاتِ نجوم کے مبادی مین، ایک کتاب حیوان ناطق و حیوانِ صامت کے فرق پر، ایک کتاب نفس اور روح[2] کے فرق پر، ایک کتاب نسبتِ اخلاط پر، اور ایک جوششِ خون پر ہے،

ان کے علاوہ ایسے علمار کی ایک تعداد کثیر گذری ہے جنھون نے بعض اصنافِ فلسفہ کی تحصیل کی تھی،

بقراط[3] علماے طبیعیات ومنطقیات کا امام تھا، اور علوم طبیعیہ اور طب کا خاص ذوق رکھتا تھا، جالینوس نے بقراط کی تصانیف کی جو فہرست لکھی ہے[4] وہ متعدد اوراق پر مشتمل ہے جس مین اس نے ان کتابون کے پڑھنے اور سمجھنے کا درجہ اور طریقہ بتایا ہے، ان کتابون کی تعداد سو سے زاید ہے،

---

[1] یونانی کتابون کا مشہور عیسائی مترجم، المعتدر باللہ (۲۹۵ھ ۔ ۳۲۰ھ) کے عہد مین تھا، اسکی تصانیف اور مفصل حالات کے لیے دیکھو قفطی ص۲۶۲ طبقات الاطباء ج ۱ ص۲۴۴، [2] اس کتاب کو لوئی شیخو اڈیٹر المشرق نے اپنے رسالہ مین شائع کیا ہے المشرق ۱۳۰۹ء

[3] Hippocrates مشہور یونانی طبیب، فن طب مین اسکی کئی کتابین مسلمانون نے ترجمہ کی تھین، افلاطون اور ارسطو اپنی کتابون مین ایک ماہر طبیب کی حیثیت سے اس کا حوالہ دیتے ہین مفصل حالات کیلئے دیکھو قفطی ص۹۴ تا ص۹۷ طبقات الاطباء ج ۱ ص۲۴ تا ص۳۶ یعقوبی ج ۱ ص۱۰۷ تا ص۱۲۹ شہرستانی ج ۲ ص۱۰۰ ص۱۰۱ التنبیہ والاشراف ص۱۳۱ ص۱۳۲ [4] ابن ابی اصیبعہ نے اس کتاب کا نام فینکس Phinex بتایا ہے جو اصل متن یا ترجمہ کی صورت مین اس کے زمانہ تک موجود تھی (دیکھو طبقات ج ۱ ص۱۰۳)

جالینوس[1] مسیح سے تقریبًا دو سو سال کے بعد بقراط سے چھ سو سال کے بعد اور اسکندر سے کچھ اوپر پانچ سو سال کے بعد گذرا ہے، ہمین نہین معلوم کہ ارسطو کے بعد ان دونون فاضلون یعنی بقراط اور جالینوس سے بڑھ کر علم طبیعیات کا کوئی زبردست عالم گذرا ہو،

علماے طبیعیات ان دونون کے سوا اسقلیبیادیس[2]، اراسیسطراطیس[3]، لوقس[4] اور بولس[5] وغیرہ علماء طبیعیہ مین مشہور ہوئے ہین، مگر ان مین سے اکثر ضعیف الرائے اور بعید از صواب تھے جن کی غلطیون کو ارسطو اور جالینوس نے اپنی کتابون[6] مین دکھایا ہے اور صحیح و واضح دلائل و براہین سے ان کی غلط رایون کی تردید کی ہے،

---

[1] جالینوس کے مفصل حالات اسکی تصانیف اور اسکی آرا و اقوال کیلئے دیکھو قفطی ص۸۵ تا ص۹۲ یعقوبی ج ا ص۱۲۸ تا ص۱۳۳، جالینوس نے خود اپنے حالات تفصیل سے لکھے ہین، چنانچہ ابن ابی اصیبعہ نے اس کے حوالہ سے اسکا مبسوط تذکرہ لکھا ہے، دیکھو طبقات ج ا ص۷۱ تا ص۱۰۳ جالینوس کی تصانیف کے عربی تراجم کے لیے دیکھو الفہرست ص۲۸۹۔ ڈاکٹر میکڈانلڈ کیمبل نے اپنی کتاب "طب عربی" (مطبوعہ ۱۹۲۶ء ٹرنبر کمپنی لندن ۲ جلد) کی دوسری جلد تمام تر جالینوس کے ان لاطینی تراجم کی فہرست کے لیے وقف کردی ہے جو عربی یا عبرانی تراجم سے قرون وسطی مین ترجمہ کیے گئے تھے، [2] Asclepiades روم کے یونانی علماے طبیعیات مین سے تھا، ۱۲۴ سنہ قبل مسیح پیدا ہوا تھا، (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲ ص۶۷۹) [3] Erasistratus یونان کا قدیم عالم طبیعیات اور بقراط کا شاگرد طب اور علم تشریح ابدان سے متعلق اسکی آرا کو جالینوس نے اپنی کتابون مین بیان کیا ہے، ابن ابی اصیبعہ نے اگرچہ اسکا کوئی خاص تذکرہ نہین لکھا لیکن متفرق مقامات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کے دو شخص تھے، جو اول و ثانی کے نام سے پکارے جاتے ہین، یہان اراسیسطراطیس ثانی مراد ہے، دیکھو تذکرۃ الاطبا حالات بقراط و جالینوس [4] یونانی طبیب اور بقراط کا شاگرد ابن ابی اصیبعہ نے بقراط کے ترجمہ مین اس کا ذکر کیا ہے، [5] قدیم یونانی طبیب، اطباے یونان نے اپنی کتابون مین اس کے اقوال نقل کیے ہین (قفطی ص۶۰) [6] جالینوس کے تذکرہ مین صاحب طبقات الاطبا نے ان کتابون کے نام لکھے ہین اور انکا موضوع بحث بتایا ہے،

علمائے ریاضیات | مین ابلونیوس[1] نجار ہے جسکی کتاب المخروطات اُن خطوط منحنیہ[2] کے علم مین ہے جو سیدھی ہین نہ گول ۔

اقلیدس[3] | باشندہ صور (شام) مصنف مبادی علم ہندسہ معروف بہ کتاب الارکان[4]، کتاب اغروضات کتاب المناظر و کتاب تالیف اللحون وغیرہ،

ابویوسف یعقوب بن اسحاق کندی نے اپنے ایک رسالہ مین[5] لکھا ہے کہ یونان کے کسی بادشاہ کے کتب خانہ مین سے دو کتابین نکلین جو ابلونیوس نجار کی طرف منسوب تھین اور ان مین ان مجسمات خمسہ[6] کا بیان تھا جن سے زیادہ کسی کرہ مین نہین آسکتے، اب اس کو ایسے آدمی کی جستجو ہوئی جو اس کے لیے ان کتابون کی شرح لکھدے، تو اقلیدس کے سوا جو اپنے زمانہ مین ہندسہ کا جید عالم تھا، اور کوئی شخص نہ ملا، اس نے ان دونون کتابون کی شرح لکھی، اور ان کتابون کے لکھنے سے ابلونیوس کا جو مقصد تھا اس کو بیان کیا، پھر اقلیدس نے ان مجسمات سے واقف ہونے کے لیے ایک مقدمہ کا بھی اضافہ کر دیا، اس سے وہ تیرہ[13] مقالے تیار ہو گئے جو اقلیدس

---

۱ Apollonius اسکندریہ کا مشہور عالم ریاضی، اسکی کتاب المخروطات کا ترجمہ بنوموسی نے عربی مین کیا تھا اقلیدس سے بہت پہلے گذرا ہے (قفطی ص۴۴ و ۴۳)، ۲ Curved lines ۳ Euclid ۲۷۰ برس ق م گذرا ہے، اصل مین وہ شام کا باشندہ تھا، مگر چونکہ اسکی تصانیف تمامتر یونانی زبان مین ہین، اسلیے یونانی حکما مین شمار ہوتا ہے، تفصیل کے لیے دیکھو قفطی ص۴۵، ص۴۸ ۔ ۴ یونانی مین اسکا نام Elementa ہے یعنی الارکان ہے، اس کے بعد رومیون نے اس کا نام اسطقسات رکھا، مسلمانون کے ہان اسکو "اصول اقلیدس" کہتے ہین جسکو کثرت شہرت کے سبب صرف اقلیدس کہدیتے ہین، یورپ کو یہ کتاب عربی زبان مین ملی اور اڈیلر ڈ آف باتھ نے عربی ہی سے اس کا لاطینی مین ترجمہ کیا، یہ کتاب مدارس مین عام طور پر متداول ہے، ۵ اس کا نام "رسالۃ فی اغراض اقلیدس" ہے (قفطی ص۴۷) ۶ یعنی کسی کرہ کے اگر ٹکڑے کیے جاوین تو ان کی جو شکلین ہونگی وہ پانچ سے زائد نہ ہونگی، ان مین سے ہر شکل کا ٹکڑا گویا ایک مجسمہ ہے،

کی طرف منسوب ہوئے، پھر کسی[1] نے اقلیدس کے بعد اور دو مقالون کا اضافہ کیا اور ابلونیوس سے جو باتین رہگئی تھین یعنی ان مجسمات خمسہ کی باہمی نسبتین اور ایک کو دوسرے سے اخذ کرنے کا طریقہ، ان کو بھی لکھدیا،

| ارشمیدس[2] | ریاضیات کا عالم، اسکی تصنیف سے کتاب المسبع فی الدائرہ اور کتاب الکرہ والاسطوانہ وغیرہ کتابین ہین،

| قطون[3] | یونان کے آخری عہدِ سلطنت مین گذرا ہے، اور کتاب العدد والمساحۃ کا مصنف ہے، اس کی تصانیف مشہور ہین،

(ان کے علاوہ) سنبلقیوس[4]، جو اقلیدس کے بعد تھا، خرمیدس[5]، اور ابوسندرونیوس[6] بھی علمائے ریاضیات سے تھے،

| طیموخارس[7] | مشہور رصددان، اس کی بعض رصدون کا بطلیوس نے اپنی کتاب (المجسطی) مین تذکرہ کیا ہے، اور اس کا زمانہ اپنے سے ۴۲۰ سال پیشتر بتایا ہے،

---

[1] یہ دو مقالے اقلیدس کے شاگرد ابسقلاوس (Hypsicles) نے اضافہ کئے تھے (قفطی ص۴۴) [2] Archimedes یا ارخمیدس سسلی مین ۲۸۷ق م مین پیدا ہوا اور ۲۱۲ق م مین مرگیا، اسکی بعض تصانیف کے اصل متن اور ان کے لاطینی تراجم چھپ گئے ہین، دیکھو انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ج ۲ ص۳۰۰ قفطی ص۴۸ ص۴۲ [3] قفطی نے اس کے تذکرہ (ص۱۷۱) مین لکھا ہے کہ بعض اس کو قسطون بھی کہتے ہین بعض جگہ قطون اور قیطون بھی آیا ہے، بہرحال یہ پتہ نہین چلتا کہ اسکا اصل نام کیا ہے، یہ حکیم بطلیوس کا ہمعصر تھا، [4] Simplicius ہندسی ریاضی دان شرح اقلیدس کا مصنف اور رومی الاصل تھا، (قفطی ص۱۴۲) [5] Charmedes یونان کا ریاضی دان حکیم جو اقلیدس کے بعد گذرا ہے، حکیم افلاطون کا ماموں تھا (قفطی ص۵) اور سقراط کے تلامذہ میں سے تھا (تاریخ فلسفۂ قدیم از مین ص۶۲) [6] قفطی نے اسکو ابوسندرنیوس لکھا ہے، اصل تلفظ نہین معلوم ہوسکا، اقلیدس کے بعد گذرا ہے، زیادہ غالبًا یہ پسیدونیوس (Poseidonios) کی تصحیف ہے جو ۱۳۵ق م مین گذرا ہے، [7] متن مین طیمولاؤس لکھا

انھی (علماے ریاضیات) مین سے منلاؤس[۱]، تاؤذوسیوس[۲] مصنف کتاب الاکرہی[۳] تھے،

میطن[۴] اور قطیمن[۵]، یہ دونون شہر اسکندریہ (مصر) کے مشہور رصد دان تھے، اور بطلیموس سے ۵۰۱

برس پیشتر گذرے ہین۔

| ابرخس[۶] | میطن اور قطیمن سے تقریبًا تین سو برس بعد گذرا ہے صحیح رصدون کا واضع تھا اور

اس کے معرکۃ الآرا مباحث و مسائل ہین،

| بطلیموس القلوذی[۷] | مصنف کتاب المجسطی، کتاب الجغرافیا، کتاب المناظر، کتاب المقالات الاربع

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ غلط ہے قفطی نے طیموخارس لکھا ہے اور یہی صحیح ہے (قفطی ص ۲۱۳) [illegible] Timocharis [illegible] مدرسہ اسکندریہ

مین نجوم کا زبردست عالم تھا، ۳۰۰ برس قبل مسیح گذرا ہے (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲۶ ص ۹۶۶) [۱] اسکندریہ کا عالم ریاضیات

و فلکیات، پہلی صدی عیسوی مین گذرا ہے، اس کی کتابون کا عربی مین ترجمہ کیا گیا تھا (قفطی ص ۲۱۱) انسائیکلوپیڈیا

مین لکھا ہے کہ اس مصنف کی جو تصنیفات یورپ کو ملین، وہ عربی مین ملین ورنہ ان کی اصل مفقود ہے، [۲] اس کے حالات کے

متعلق پتہ نہین چلتا کہ وہ کس زمانہ مین تھا، مگر بعض قیاسات اس کے مؤید ہین کہ وہ ایک صدی قبل مسیح گذرا ہے، [illegible]

[illegible] اس کے نام کا اصل تلفظ ہے، اسکی کتاب الاکر عربی زبان مین دسوین صدی عیسوی مین ترجمہ کیگئی تھی،

اور عربی سے اس کا لاطینی ترجمہ بارہوین صدی مین ہوا تھا، جو ۱۵۱۸ء مین بمقام وِنیس شائع ہوا، مگر چونکہ یہ ترجمہ لاطینی غلط تھا اس لئے دوبارہ

اصل متن یونانی کیساتھ ۱۵۵۸ء مین ویانا سے شایع کیا گیا، [۳] قیادوسیس کی کتاب الاکر مترجمہ قسطا بن لوقا (۱۲۰۶ھ) کا ایک قلمی نسخہ بنگال کی

ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ مین موجود ہے (مخطوطات سوسائٹی مذکور کی فہرست کتب عربی نمبر ۷۶) [۴] Meton

اسکندریہ کا مشہور ریاضی دان اور ماہر ہیئت و نجوم (قفطی ص ۲۱۱) [۵] میطن کا ہمعصر ریاضیات و فلکیات کا عالم، (قفطی ص ۲۱۱)

[۶] [illegible] Hipparchus ریاضیات کا فاضل کلدانی حکیم میطن اور قطیمن سے تین سو برس بعد ہوا ہے بطلیموس نے مجسطی مین اسے

بہت کچھ اخذ کیا ہے اور اسکی آرا کو نقل کیا ہے (قفطی ص ۶۹) [۷] Ptolemias Claudius

بطلیموس کے مفصل حالات کے لیے دیکھو تاریخ یعقوبی ج ۱ ص ۱۵۱ - ص ۱۶۱، قفطی ص ۹۵، ص ۹۸، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲۰ ص ۸۶ طبع نہم

فی احکام النجوم، کتاب الموسیقی، کتاب الانوار، کتاب القانون (ماخوذ از مجلی) وہ ادریانوس[۱] اور انطونینوس[۲] ملوک روم کے عہد حکومت مین تھا، اور افرخس سے دو سو اسی برس کے بعد گذرا ہے،

مورخانِ علمِ تاریخ الامم مین سے اکثر لوگ بطلیموس کو ان بطالمۂ یونان مین شمار کرتے ہین، جو اسکندر کے بعد بادشاہ ہوئے[۳] حالانکہ یہ ایک فاش غلطی ہے، اس لیے کہ بطلیموس نے اپنی کتاب المجسطی کے مقالۂ سوم کی نوع ثالث (جو تمام حرکات شمس اور ان کی رصد سے متعلق تمام احوال کی جامع ہے) بیان کیا ہے کہ اس نے عہد ادریانوس کے انیسوین برس مین اعتدال خریفی کا بذریعہ رصد مشاہدہ کیا تھا جس کو سنہ بخت نصر کے سال اول سے لیکر اس وقت کے اعتدال خریفی تک ۸۷۹ برس، ۳۰ دن، اور ۲ گھنٹے گذرے ہین، پھر ان سنین کو اس نے اس طرح تقسیم کیا ہے کہ سنہ بخت نصر سے لیکر سے اسکندر ماقدونی (اسکندر ذی القرنین کے دادا) کی وفات تک ۴۲۴ سال مصری (قبطی) اور اسکندر کی وفات سے اغسطس (اگسٹس) روم کے پہلے بادشاہ تک ۲۹۴ سال ہوتے ہین، اور اغسطس کے سال اول سے اعتدال خریفی مذکور کی رصد تک ۱۶۱ برس ۶۷ دن اور چند گھنٹے، اس تفصیل اور عمدگی سے بطلیموس نے اپنے زمانہ کی تصریح کر دی ہے، لہذا اس کا زمانہ عہد اغسطس سے ۱۶۱ برس بعد ہے، اقوام گذشتہ کی تاریخ کے ماہرین اس بات پر متفق ہین کہ یہ اغسطس وہ رومی بادشاہ ہے جو خاندان بطالمہ،

---

[۱] Hadrianus سنہ ۱۱۷ء سے ۱۳۸ء مین روم کا بادشاہ تھا، اڈریانوپل اسی کا آباد کیا ہوا ہے، المتوفی

[۲] Antoninus ادریانوس کے بعد ۱۳۸ء مین روم کا بادشاہ ہوا، ۸۶ء مین پیدا ہوا تھا، سنہ ۸۶ء
سنہ ۱۶۱ء مین مرگیا (انسائیکلوپیڈیا ج ۲ ص ۱۳۹)

[۳] حمزہ اصفہانی نے بطلیموس صاحب مجسطی کو یکے از بطالمہ خیال کیا ہے، (ص ۵۵ سنی الملوک الارض طبع کاویانی)

یونان کی آخری ملکہ قلوپطرا (کلیوپیٹرا) پر غالب آیا تھا، صرف اسی بات سے اس شخص کی تردید ہوجاتی ہے جو بطلیموس کو بطالمۂ یونانیین سے خیال کرتا ہو اور یہی دلیل ان شاء اللہ اسکے ثبوت کیلئے کافی ہوگی۔[1]

علم حرکات النجوم اور اسرار فلکیات کا بطلیموس پر خاتمہ ہے کہ اسی نے اس فن کی تدوین و ترتیب کی ہے، جو یونانیون، رومیون وغیرہ اہل مغرب کے ہان متفرق اور غیر منضبط تھا بطلیموس کی بدولت یہ فن مرتب اور منظم ہوا اور اسی نے اس کے غوامض حل کئے،

المجسطی[2] مجھے نہین معلوم کہ بطلیموس کے بعد کوئی شخص مجسطی کی سی کتاب لکھنے پر قادر ہوا ہو، یا اس کے معارضہ کی جرأت کرسکا ہو، بلکہ اسکی بجائے بعض نے اسکی شرح لکھی ہے، جیسے فضل بن حاتم تبریزی نے، اور بعض نے اسکی تلخیص اور اختصار کیا ہے، جیسے محمد بن جابر البتانی نے، بطلیموس کے بعد اس فن کے علماء کی یہی غایت تھی جہانتک پہنچنے کی وہ آرزو کرتے تھے اور ان کی تمام سعی و توجہ کا منتہیٰ یہ تھا کہ وہ کتاب المجسطی کو باقاعدہ سمجھنے اور اس کے تمام اجزاء کی ترتیب پر حاوی ہونے مین ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش کرتے تھے، جہانتک ہمین معلوم ہے، علوم قدیمہ و جدیدہ مین سے کسی علم پر کوئی کتاب آج تک ایسی نہین لکھی گئی جو اس کی تمام جزئیات پر حاوی اور محیط ہو، بجز ان تین کتابون کے، ایک تو یہی المجسطی علم ہیئت اور

---

[1] یہ استدلال تمامتر مسعودی سے منقول ہے التنبیہ والاشراف ص ۱۲۵-۱۳۰، اگر اس نے ایک جاہلانہ طریقہ برتا گیا ہے نقلی کا بیان تمامتر صاعد سے منقول ہے

[2] اصل یونانی مین اس کا نام میجالی سنطاکس (Megale Syntaxis) ہے جس کے معنی ترتیب یا نظام کبیر کے ہین عربون نے اسمین سے مجسطی اور الف لام ملاکر المجسطی بنادیا، عربی مین اسکے کئی تراجم ہوئے متعدد شروح اور حاشیے لکھے گئے، یہ کتاب مسلمانون ہی کے طفیل مین یورپ پہنچی اور عربی سے لاطینی مین اسکا ترجمہ کیا گیا جو ۱۵۱۵ء مین پیرس مین چھپ چکا ہے پھر اصل یونانی نسخہ طلا اور فرنچ مین اسکا ترجمہ ہوا، عربی علم ہیئت کی کتابون مین اس کے متعدد اقتباسات پائے جاتے ہین تفصیل کیلئے دیکھو کشف الظنون ج ۲ صفحہ ۳۸۰

دائرۃ المعارف مقالہ بطلیموس، محاضرات تاریخ الامم الاسلامیۃ۔ علم الفلک ۔۔۔ برٹانیکا ج ۲ ۔۔۔ طبع نہم)

حرکاتِ نجوم مین، دوسری کتاب ارسطو کی فنِ منطق[1] مین، اور تیسری کتاب[2] سیبویہ بصری[3] کی نحو عربی مین، کہ ان تینون مین سے ہر ایک کتاب اپنے اصول و فروع علمی کے لحاظ سے بجز غیر اہم چیزون کے جامع اور مکمل ہے، اور تمام چیزون پر احاطہ کر لینے کا شرف اور تکمیل کی فضیلت تو خدا ہی کے لیے ہے جس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہین،

الغرض یہ نامور علماء و مشاہیر فلکِ یونان کے درخشان آفتاب تھے جن کے پرتو انوار سے اہل دنیا ہدایت یاب ہوئے، اور ان کے آثار علمیہ سے لوگون نے استفادہ کیا، ان کے بعد بھی کئی حکماء و فلاسفہ یونان مین گذرے ہین جنکے حِکَم و نوادر کو مولفین نے اپنی کتابون مین جمع کیا ہے،

فلاسفۂ یونان کے فرقے حنین بن اسحاق مترجم اور ابو نصر محمد بن نصر فارابی منطقی وغیرہ علمائے فلسفہ نے بیان کیا ہے کہ فلاسفۂ یونان کے سات فرقے (اسکول) ہین جن کے نام سات چیزون کے نام سے مشتق ہین،

۱- اس شخص کے نام سے جو اس فلسفہ کا معلم تھا،

۲- اس شہر سے جہان سے اس فلسفہ کی ابتدا ہوئی تھی،

۳- اس مکان یا جگہ سے جہان اسکا درس دیا جاتا تھا،

---

[1] کتب ثمانیۂ منطقیہ سے مراد ہے، یہ آٹھون کتابین دراصل ایک ہی کتاب کے ابواب ہین، [2] کتاب سیبویہ علم نحو عربی کی معرکۃ الآرا کتاب ہے، سب سے پہلے جرمنی رسالہ مجلۃ الآداب المشرقیہ (Z.D.M.G) مین اور پھر ویانا، پیٹرسبرگ، پیرس، آکسفورڈ اور اسکوریال کے قلمی نسخون پر سے ڈورنبرگ مستشرق نے ۱۸۸۱ء مین پیرس سے شائع کی، مصر مین بھی اب چھپ گئی ہے، [3] ابو بشر عمرو بن عثمان بن قنبر ملقب بہ سیبویہ متقدمین و متاخرین مین اس کے برابر کوئی نحو کا عالم نہین گذرا، علم نحو پر سب سے پہلے اسی نے نحو کے اصول وضع کئے بعمر ۴۰ سال ۱۸۰ھ مین وفات پائی (ابن خلکان ج ۱ ص ۳۸۵، ۳۶۶ بغیہ للسیوطی ص ۳۶۶)،

۴ اس طرزِ معاشرت سے جسکا یہ فرقہ التزام کرتا تھا،

۵ اس فرقہ کی فلسفیانہ رایون سے،

۶ ان رایون سے جو تعلیم فلسفہ مین ان کی غرض مطلوب سے متعلق ہوتی تھین،

۷ ان افعال سے جو اثناے تعلیم فلسفہ مین ان فلاسفہ سے سرزد ہوتے تھے،

(مذکورۂ بالا اشتقاقات کے مطابق علی الترتیب) ان فرقون کے نام حسب ذیل ہین:

۱۔ فیثاغورثیہ (PYTHAGORIANS) حکیم فیثاغورث[۱] معلم فلسفہ کی طرف منسوب ہے،

۲۔ قورینیہ، (CYRENAIC) منسوب بہ شہر قوریۂ[۱] (CRYENS) جو (اس کے بانی) حکیم ارسطیفوس[۲] (ARISTIPPUS) کی جاے ولادت تھا،

۳ رواقیہ (STOICS) یعنی اصحاب المظلہ (چھت والے) شہر اثنیہ (ایتھنیز) کے ہیکل کی چھت سے منسوب ہے جس کے نیچے بیٹھکر حکیم کرسفس[۳] (CHRYSIPPUS) اپنے شاگردون کو درس دیا کرتا تھا،

۴۔ کلابیہ (DOGMATICS) حکیم دیوجانس[۴] (DIOGENES) کلبی سے منسوب ہے، یہ فرقہ فرائض انسانی (جنکی بجاآوری ہر متمدن انسان پر فرض ہے) کی بجاآوری کا

---

[۱] یہ وہی شہر رقیہ ہے جو شام مین حمص کے قریب واقع ہے (قفطی ص۱۵)

[۲] سقراط کا شاگرد اور فلسفہ سقراط کا پیرو۔ چوتھی صدی عیسوی مین گذرا ہے۔ ریاضیات مین اسکی تصانیف کا عربی مین ترجمہ ہوا تھا۔ (دیکھو قفطی ص۵۱ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲ ص۵۰۶ طبع نہم)

[۳] یونان کا غیر مشہور فلسفی تین سو برس قبل مسیح گذرا ہے، اسکی تعلیمات یا تصانیف سے کچھ بھی نہین معلوم ہوا، (دیکھو انسائیکلوپیڈیا ج ۵ ص۵۳۲ قفطی ص۱۲۶) [۴] قدیم یونانی فیلسوف چار سو برس قبل مسیح گذرا ہے، اسکی فلسفیانہ آرا کیلئے دیکھو شہرستانی ج ۲ ص۱۳۳ قفطی ص۱۲۵ انسائیکلوپیڈیا ج ۷

سخت مخالف اور اپنے اعزہ و اقارب کے سوا تمام ابنائے جنس سے بغض و عداوت رکھنے کا قائل تھا اسی وجہ سے وہ کلابیہ کہلاتے ہیں کہ یہ صفت اکثر کتون میں پائی جاتی ہے ۔

(۵) مانعیہ حکیم فوردن[1] (PHYRRON) کا فرقہ ہے جو کہ فلسفیانہ رایون کی طرف منسوب ہے

(۶) ابیقوریہ[2] (EPICURIANS) ان کو اصحاب اللذۃ بھی کہتے ہیں کہ ان کے فلسفہ کی غایت حصول لذت ہی جو اس فلسفہ سے واقف ہونے کے بعد حاصل ہوتی ہے ۔

(۷) مشائین (PERIPETATICS) افلاطون[3] اور ارسطو کے فرقے مشائین کہلاتے ہین کہ وہ ٹہلتے ہوئے فلسفہ کا درس دیتے تھے تاکہ ریاضت نفس کیساتھ ریاضت جسمانی بھی حاصل ہو ۔

ان مین فیثاغورثیہ اور افلاطونیہ دو بڑے فرقے ہین اور فلسفہ کے رکن خیال کیے جاتے ہین ان مین قدماے فلاسفہ صرف اس فلسفہ طبیعیہ کو اختیار کرتے تھے جسکو پیروان فیثاغورث و تالیس ملطی اور یونان و مصر کے عوام صابیہ نے اختیار کیا تھا، بعد ازان متاخرین فلاسفہ مثل سقراط و افلاطون، ارسطو اور ان کے مقلدین فلسفہ مدنیہ کی طرف مائل ہوئے چنانچہ ارسطو نے اپنی کتاب الحیوان مین بیان کیا ہے کہ:-

"زمانہ سقراط کے ایک صدی بعد لوگ فلسفہ طبیعیہ کو چھوڑ کر فلسفہ مدنیہ کی طرف متوجہ ہو گئے"[4]

---

[1] یونان کا قدیم ماہر علم طبیعیات اس کا فرقہ فلسفہ کی باقاعدہ تعلیم و تدریس کی ممانعت کرتا تھا اس لئے مانعیہ کہلایا تعجب ہے کہ قفطی (ص ۱۷) نے فوردن کے متبعین کو اصحاب اللذہ بتایا ہے جو غلط ہے

[2] اس کا بانی ابیکوریس المتولد ۳۴۲ ق م تھا، اس کا فلسفہ یہ تھا کہ آیندہ حشر نشر کچھ نہین اس لیے جس قدر ہو سکے یہان عیش کرنا چاہیئے، اس کی آرا کے لیے دیکھو شہرستانی ج ۲ ص ۱۴۳ طبع مصر. [3] پیروان افلاطون کو مشائین بھی کہتے ہین، [4] التنبیہ والاشراف للمسعودی ص ۱۱۶ لیڈن ،

متاخرین میں سے ایک جماعت فیثاغورس اور اس کے متبعین کے مسلک پر کتابیں تصنیف کی ہیں اور ان میں قدیم فلسفہ طبیعی کی حمایت کی ہے،

ابوبکر رازی

اس بحث پر کتابیں لکھنے والوں میں ایک ابوبکر محمد بن زکریا رازی بھی ہیں، یہ ارسطو کے سخت مخالف تھے، وہ اس پر سخت برہم تھے کہ ارسطو نے اپنے استاد افلاطون وغیرہ فلاسفہ متقدمین کی اکثر رایوں کو ترک کر دیا، ان کی رائے تھی کہ ارسطو نے فلسفہ کو خراب کر ڈالا، اور اس کے اکثر اصولوں کو متغیر کر دیا، لیکن میرے خیال میں رازی کے ارسطو پر اس قدر برہم ہونے اور اس کی تنقیص کرنے کا بجز اس کے اور کوئی سبب نہیں ہے کہ ارسطو نے علم الالٰہی، اور طب روحانی وغیرہ کی تالیفات میں فرقہ ثنویہ[1] کے مذہب شرک اور براہمہ کے عقائد ابطال نبوت اور عام صابیہ کے عقیدۂ تناسخ کے ساتھ پسندیدگی کا اظہار کیا ہے، اور اس بنا پر رازی نے اس کی مخالفت کی ہے، اگر خدا رازی کو ہدایت کی توفیق عطا کرتا اور وہ امداد حق کے خواہاں ہوتے تو ارسطو کی بابت یوں کہتے کہ اس نے تو اگلے فلسفہ کو پاک و صاف کر دیا، مذاہب حکماء کو چھان کر ان کا میل کچیل نکال کر پھینک دیا، ان کے لب لباب اور ماصفا کو لے لیا، جو باتیں عقل سلیم، صاحبان نقد و بصیرت اور پاک نفس لوگوں کے نزدیک ثابت تھیں ان پر اپنا اعتقاد رکھا، چنانچہ وہ حکماء کا پیشوا اور علماء کے محاسن کا جامع نکلا،

لیس علی اللہ بمستنکر — ان یجمع العالم فی واحد[2]

خدا کے لیے یہ بات کچھ ناممکن نہیں ہے، — کہ وہ تمام دنیا کو ایک شخص کی ذات میں جمع کر دے

---

[1] فرقہ ثنویہ دو اصلیین قدیمین یعنی نور و ظلمت کو قدیم اور ازلی مانتا ہے بخلاف مجوس کے کہ وہ ظلمت کو حادث اور نور کو ازلی مانتے ہیں [illegible] (نور و ظلمت) کے اختلاف کے قائل ہیں (شہرستانی [illegible] جزء ثانی [illegible])

[2] یہ شعر مشہور شاعر ابو نواس کا ہے [illegible] ہارون الرشید کو مخاطب کیا ہے اور فضل بن یحییٰ برمکی کی خبر [illegible] کی طرف [illegible] (ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۱۳۱ [illegible])

علومِ رُوم

رومیون کی مملکت وسیع اور ان کے بادشاہ عظیم الشان تھے، ان کے شہر بلادِ یونان سے متصل اور ان کی زبان یونانیون کی زبان سے مختلف ہے، کہ یونانیون کی زبان اغریقیہ (گریک) اور رومیون کی زبان لاطینی ہے،

حدود | بلادِ روم کے جنوب مین بحرِ روم بلادِ روم کی حد ہے، جو طنجہ[1] اور شام کے درمیان مغرب سے لے کر مشرق تک پھیلا ہوا ہے، اس کے شمال مین اقوام شمالی مثل روس، بُلغر وغیرہ کے شہر اور بحرِ اوقیانوس کے (اطلانتک) بعض حصے اس کی حد ہین، مشرق مین بلادِ یونان کے حدود ہین، اور اقصاے اندلس مین مغربی جانب سے بحرِ اوقیانوس اسکی حد ہے، یہ ممالک تین حصون مین منقسم اور ایک دوسرے سے علحدہ طور پر ممتاز تھے، ان کے مشرقی جانب بلادِ المانیہ (جرمنی) اور بلادِ یونان کی حدود ہین، وسط مین بلادِ فرانس اور اقصاے مغرب مین بلادِ اندلس ہین، بلادِ المانیہ کا شہر روما اس تمام مملکت کا پایۂ تخت تھا،

بناے رومہ و سلطنت روم | ولادت مسیح سے قبل رومہ کی بنا ڈالی گئی تھی اس کا بانی رولس لاطینی تھا جس کے نام سے یہ شہر منسوب ہے، یہ سلاطینِ روم مین پہلا مشہور فرمانروا تھا، لاطینی (بزنطینی) بناے رومہ کے بعد سے اس مملکت پر سات سو پچیس برس یعنی ملوک قیاصرہ کے پہلے بادشاہ اغسطس (اگسٹس) کے عہدِ حکومت تک قابض رہے، اس کے بعد اگسٹس مذکور نے ملوکِ یونان پر غالب آکر ان کی سلطنت کو اپنی مملکت کیساتھ ملا کر ایک عظیم الشان سلطنت قائم کرلی

[1] مراکش کا بندرگاہ،

جس کا طول مشرق سے مغرب تک یعنی بلادِ آرمینیہ سے مغرب مین اقصائے اندلس تک ایک سو مرحلہ[1] (۲۴۰۰ میل) اور ان دونون ممالک کا پایۂ تخت شہر رومہ تھا،

۳۲۵ سال تک یہی حالت قائم رہی اس کے بعد قسطنطین (Constantine) ہیلانی[2] نے جو صابیہ کا مذہب ترک کرکے عیسائی بنگیا تھا خلیج (باسفورس) کے کنارہ پر بلاد یونان کے وسط مین ایک شہر کی بنیاد ڈالی جو اس کے نام پر قسطنطنیہ (Constantinople) کے نام سے موسوم ہے اور وہین وہ اقامت پذیر ہوا، اس وقت سے لیکر ہمارے زمانہ تک یہ شہر سلطنتِ روم کا پایۂ تخت رہا ہے، اسوقت سے سلاطینِ روم معزز و معتبر لاطینیون کو شہر رومہ مین اپنا جانشین اور نائب السلطنۃ مقرر کرتے تھے، جو بحیثیت گورنر یا عامل ان کے حکم سے قابض و متصرف ہوتے تھے، لیکن نہ تو وہ تاج پہن سکتے تھے اور نہ بادشاہ کہلاتے تھے،

اسی طریقہ سے سلاطینِ روم تمام بلادِ روم پر حکومت کرتے رہے، آخرکار ایک مدت مدید کے بعد وہ تمام قومین مثل صقالبہ، برجان، وغیرہم کے جو ان کی مطیع و منقاد تھین طاقتور ہوکر ان کے حلقۂ اطاعت سے باہر ہوگئین، اور ہر قوم نے اپنی جداگانہ حکومت قائم کرلی، یہانتک کہ سنہ ۳۰۰ھ مین والیِ رومہ بھی ان کی اطاعت سے منحرف ہوگیا، اور جب کہ اس کی حکومت مستحکم ہوگئی اور جمعیت بڑھ گئی تو اس نے تاج شاہی زیبِ سر کیا اور بادشاہ بن بیٹھا، قسطنطین بن لیون[3] (Leon) نے اس پر چڑھائی کرنے کے لیے فوجین روانہ کین مگر وہ شکست خوردہ واپس آئین، ناچار صلح کرنی پڑی اور اس وقت سے یونان کے مغربی شہرون

---

[1] چوبیس میل یعنی ایک دن کے سفر کو مرحلہ کہتے ہین، [2] اس کی ماں کا نام ہیلانہ (Helena) ملکہ تھا اسلیے اسکو ہیلانی کہا جاتا ہے، [3] آٹھوان از ملوک المان، یعنی قسطنطین (Constantine) ہفتم معروف بہ Porphyrogenitus سنہ ۹۵۹

سے لیکر بلاد قسطنطنیہ کے اطراف تک لاطینیون کی سلطنت علحدہ ہوگئی، اور اس کے صوبجات یونان کے صوبجات سے دور پڑ گئے، کیونکہ ان دونون ممالک کے بیچ مین ترکون کے دو قبائل ڈیرہ ڈالے پڑے ہوئے تھے، جو وہان کی اکثر آبادیون کو تباہ و برباد کرتے پھرتے تھے، اور آج بھی قسطنطنیہ سے روم جانا ہو تو بحری راستہ کے بغیر کوئی شخص وہان تک نہین پہنچ سکتا۔[1]

مذہب زمانہ قدیم سے اہل روم مذہبًا صابیہ تھے، پھر جب قسطنطین بن ہیلانی بانی قسطنطنیہ نے عیسائی مذہب اختیار کیا اور اہل روم کو بھی اسکی دعوت دی تو انھون نے اسکو قبول کیا اور اپنے دین صابی یعنی ہیکلون اور بتون کی تعظیم و پرستش وغیرہ سے دست بردار ہوکر سب کے سب عیسائی بنگئے، ایک عرصہ تک وہان مذہب عیسوی کی اشاعت روزافزون اور ترقی پذیر رہی، یہان تک کہ روم کی اکثر ہمسایہ قومین جلالقہ، صقالبہ، برجان، روس، مصر کے تمام قبطی وغیرہ، نیز تمام اقوام سیاہ فام مثل اہل حبش و نوبہ بھی اس مذہب مین داخل ہوگئین۔

علماء و فلاسفہ شہر رومیہ وغیرہ مین اہل روم کے جید حکماء و علماء گذرے ہین، جو مختلف اصناف فلسفہ کے ماہر تھے، اکثر لوگون کی رائے مین وہ مشہور فلاسفہ جنکو ہم اوپر یونانیون مین شمار کر چکے ہین، سب کے سب رومی تھے، مگر صحیح یہ ہے کہ وہ یونانی تھے[2] جیساکہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

---

[1] التنبیہ ص ۱۸۰ مسعودی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۳۰۲ھ مین ترکون کے وحشی قبائل یعنی بجناک، بجنی، بجغرد اور نوکرد جو مشرق مین روم کے انتہائی شہرون مین سے شہر ولندر سے منسوب ہوکر ولندریہ کہلاتے ہین، ان پانچ مقامات: طابلا، تراقیہ، مقدونیہ، دلبونیہ اور سالونیکہ پر قابض ہوگئے تھے، وہان وہ تاخت و تاراج کرتے پھرتے تھے، اور قسطنطنیہ سے روم تک جو تقریبًا چالیس روز کی مسافت ہے خشکی کا راستہ روکے ہوئے تھے۔

[2] التنبیہ و الاشراف ص ۱۱۵ لیڈن۔

اصل بات یہ ہے کہ ان دونوں قوموں کی ہمسائگی، اختلاط و انتقال سلطنت اور اتحادِ وطن و ملکیت کی وجہ سے اکثر لوگوں کو ان کے علماء کے مخلوط حالات پہنچے ہیں۔ پہلے ان حکماء و فلاسفہ کی شناخت میں ان کو دھوکا ہوا ہے۔ محققین مورخین کے نزدیک یہ دونوں قومیں علوم فلسفہ کی تحصیل و اعتماد میں مشہور اور اہل علم میں بلند رتبہ ہیں۔ مگر اس میں اہل یونان کا پایہ بلند ہے جس سے خود اہل روم یا کسی اور کو مجالِ انکار نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

خلفاء عباسیہ کے عہد میں نصاریٰ اور صابئی علماء کی ایک جماعت تھی، مجھے نہیں معلوم کہ وہ یونانی تھے یا رومی یا کہ وہ انکی ہمسایہ قوموں میں سے تھے، چنانچہ عیسائیوں میں

بختیشوع[1] اور اس کا بیٹا جبرائیل بن بختیشوع دونوں اعلیٰ درجہ کے طبیب گذرے ہیں۔ بختیشوع پہلے ابو العباس السفاح کا ندیم اور معالج تھا، اس کے بعد ابو جعفر منصور کا ملازم رہا۔ اسکی وفات کے بعد اس کا بیٹا خلفائے عباسیہ کے دربار میں اسی عہدہ پر مامور ہوا۔ بختیشوع کی تصانیف فن طب میں مشہور ہیں۔

یوحنا بن ماسویہ[2] پہلے ہارون رشید اور پھر مامون کا طبیب خاص تھا، خلیفہ المتوکل کے زمانہ تک[3] زندہ رہا، اسی کو ہارون نے قدیم یونانی کتابوں کے ترجمہ کا کام سپرد کیا تھا، جو انقرہ[4] و انگورہ وغیرہ بلاد روم کی فتح کے زمانہ میں ہاتھ لگی تھیں۔ ان میں سے اکثر کا ترجمہ یوحنا نے کیا، فن طب میں اس کی تصنیفات حسب ذیل ہیں:-

---

[1] بختیشوع اور اس کے بیٹے جبرائیل کے مفصل حالات کے لیے دیکھو قفطی ص ۱۰۲، طبقات الاطباء ج ۱ ص ۱۲۵ تا ۱۳۸

[2] ابو زکریا یحییٰ (یا) یوحنا ابن ماسویہ عیسائی طبیب المتوفی ۲۴۳ھ / ۸۵۷ء اس کے مفصل حالات کے لیے دیکھو الفہرست ص ۲۹۵، طبقات الاطباء ج ۱ ص ۱۷۵، قفطی ص ۲۴۸، ص ۲۵۶

[3] سنہ ۲۳۲ھ

[4] انگورہ ایشیائے کوچک کا ایک شہر جو آجکل ترکی جمہوریت کا پایہ تخت ہے۔

(۱) کتاب البرهان
(۲) کتاب البصیرۃ
(۳) کتاب الکمال
(۴) کتاب الحمیات
(۵) کتاب الفصد والحجامۃ
(۶) کتاب الجذام
(۷) کتاب الحمام
(۸) کتاب اصلاح الاغذیۃ
(۹) کتاب المعدۃ
(۱۰) کتاب الادویۃ المسہلۃ
(۱۱) قرابادین معروف بالمشجر[۱]

حنین بن اسحاق ابوزید[۲] حنین بن اسحاق، یوحنا بن ماسویہ مذکور کا شاگرد اور عہدِ اسلام کے ائمۂ مترجمین میں سے تھا، وہ یونانی اور عربی زبان کا عالم تھا، عربی کی تحصیل اس نے بصرہ میں خلیل بن احمد[۳] سے کی تھی، اور سب سے پہلے یہی کتاب العین[۴] کو بغداد میں لایا تھا خلیل بن احمد سرزمین فارس میں

[۱] کتاب المشجر کا ایک قلمی نسخہ بانکی پور (پٹنہ) کے کتبخانہ میں ہے (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ص۴۰۳) [۲] حنین کے مفصل حالات کیلئے دیکھو ابن خلکان ج ۱ ص۱۶۷ طبقات الاطباء ج ۱ ص۱۸۴، ص۲۰۰ قفطی ص۱۷۱ ص۱۲۲، [۳] ابوعبدالرحمن خلیل بن احمد بن عمرو بن تمیم الفراہیدی الازدی علم نحو ولغۃ کا امام، اسلام میں یہ پہلا شخص ہے جو نبی صلعم کے بعد احمد کے نام سے موسوم ہوا، ۱۷۰ھ میں اس نے وفات پائی تفصیل کیلئے دیکھو ابن خلکان ج ۱ ص۱۷۲ بغیۃ الوعاۃ للسیوطی ص۲۴۳ و ص۲۴۵ مفتاح السعادۃ ج ۱ ص۹۹ ص۱۰۶ [۴] خلیل بن احمد نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا تھا کہ اسی اثنا میں اس کا انتقال ہوگیا چنانچہ اسکے تلامذہ نے اسکو پورا کردیا، کہتے ہیں کہ خلیل نے جس قدر لکھا تھا وہ سب انھوں نے اس میں سے خارج کردیا، اسی لیے تمام علمائے لغت کا اتفاق ہے کہ یہ کتاب خلیل کی تصنیف نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ چودھویں صدی عیسوی تک یہ کتاب موجود تھی فی زماننا بالکل مفقود ہے اس کتاب کی ترتیب علم الاعضاء کے اصول پر رکھی گئی ہے، جو عین سے شروع ہوکر یا تک ختم ہوتی ہے اور اسی لیے اس کا نام کتاب العین رکھا گیا (ابن خلکان ج ۱ ص۱۷۳ بغیۃ الوعاۃ ص۲۴۳ و ص۲۴۵ کشف الظنون ج ۲ ص۲۶۹، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۱۵ ص۶۰۴ طبع یازدہم) ابوبکر محمد بن الحسن الزبیدی الاشبیلی المتوفی ۳۷۹ھ نے المستنصر کے حکم سے کتاب العین کا مختصر لکھا ہے جس میں وہ خود کہتے ہیں کہ کتاب العین خلیل کی اپنی تصنیف نہیں ہے مختصر العین کا ایک قلمی نسخہ فاس کے کتب خانہ جامع القرویین میں محفوظ ہے بعض حامیانِ ادب عربی نے جنگ یورپ سے قبل اس کتاب کو چھپوانا

نہین بلکہ بصرہ مین گذرا ہے۔ اور وہین اس نے ۲۶۰ھ مین وفات پائی ہے خلیل اور حنین کی وفات مین ۹۰ سال کا تفاوت ہے۔ فانظر! ابن الندیم نے کتاب الفہرست[1] مین حنین کی تاریخ وفات بروز دوشنبہ ۲۳ ماہ صفر ۲۶۰ھ لکھی ہے اور یہی صحیح ہے (اس کے بیٹے) اسحاق بن حنین نے ۲۹۸ھ مین وفات پائی۔

ابو معشر نے کتاب المذاکرات مین لکھا ہے کہ اسلام مین ماہر مترجمین صرف چار گذرے ہین حنین بن اسحاق، یعقوب بن اسحاق کندی، ثابت بن قرہ حرانی اور عمر بن فرخان الطبری حنین نے بقراط اور جالینوس کی کتابون کے تراجم کی توضیح و تلخیص کی، اس کی تصانیف[2] بلند پایہ اور اعلیٰ موضوعات پر مشتمل ہین (جو حسب ذیل ہین)

(۱) کتاب المنطق (۲) کتاب الاغذیہ

(۳) مبادی منطق (۴) کتاب تدبیر الناقہین

(۵) کتاب ادویۃ المسہلۃ

حنین خلیفہ المتوکل کے عہد مین فوت ہوا، اور اپنے بعد دو بیٹے چھوڑے، ایک کا نام اسحاق اور دوسرے کا نام داؤد تھا۔ اسحاق[3] فن ترجمہ مین اپنے باپ کا جانشین ہوا اور ریاضیات مین ید طولیٰ حاصل کیا، اور داؤد[4] ایک اچھا طبیب بنا۔

مسیح بن حکیم | طب مین اس کی ایک مشہور قرابادین ہے۔

بقیہ حاشیہ (صفحہ ۵۸) شروع کیا تھا، مگر پھر یہ کام کسی وجہ سے رک گیا۔ (الزہرا ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ صفحہ ۱۵۳) [1] صفحہ ۲۹۴۔

[2] حنین کی تصانیف کے لیے دیکھو طبقات الاطباء ج ۱ صفحہ ۱۹۹ تا ۲۰۰، قفطی صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۰۔ [3] دیکھو اسحاق کا تذکرہ قفطی مین صفحہ ۵۵ اس کے ... حالات کے لیے دیکھو طبقات الاطباء ج ۱ صفحہ ۲۰۰ تا ۲۰۱۔ ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۲۶-۲۷۔ [4] ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ ... زیادہ مشہور نہین ہوا، اس کی کوئی تصنیف ملتی ہے، صرف اس کی ایک قرابادین پائی جاتی ہے، طبقات الاطباء ج ۱ صفحہ ۱۹۹

نسطاس ابن جریج مصری[1] | اخشید بن طغج[2] کے عہد سلطنت میں فن طب کا زبردست ماہر تھا،

ثابت بن قرہ[3] | مذہبًا صابی اور حران (شام) کا باشندہ تھا، بڑا فیلسوف تمام علوم اور اصناف فلسفہ کا ماہر اور اصول کلیات فلسفہ کا پیرو تھا، منطق، حساب، ہندسہ اور نجوم میں اس کی عمدہ تصانیف ہیں، یعقوب بن اسحاق کندی اور قسطا بن لوقا کا معاصر تھا، اور یہ تینوں اسلامی سلطنت میں فلسفہ کے امام سمجھے جاتے تھے،

ثابت نے آفتاب کی متعدد رصد بغداد میں بعہد مامون کی تھی، اس کو اس نے ایک کتاب میں درج کیا تھا جس میں اس نے سنہ شمسی، آفتاب کے مقام اوج، سنہ شمسی کی مقدار، گردش آفتاب کی مقدار اور اس کی صورۃ تعدیل کو بذریعہ رصد معلوم کرکے بیان کیا ہے،

سنان بن ثابت | ثابت بن قرہ کا بیٹا، فن طب کے محققین میں سے تھا، وہ المطیع[4] کی خلافت اور احمد بن بویہ[5] دیلمی الاقطع معروف بہ معز الدولہ کے زمانۂ حکومت میں تھا، ابن الندیم نے کتاب الفہرست میں لکھا ہے کہ ثابت بن قرہ کا سنہ ولادت ۲۲۱ھ اور سنہ وفات ۲۸۸ھ ہے، ثابت نے خلیفہ مامون کا زمانہ نہیں پایا بلکہ وہ المعتصم[6] کے آغاز خلافت میں پیدا ہوا تھا، اور سنان ۳۳۱ھ میں اور اس کا بیٹا ثابت بن سنان ۳۶۵ھ میں فوت ہوا،

---

(1) [illegible] قفطی نے اس کو مصری لکھا ہے اور اسکی تصانیف کا ذکر بھی کیا ہے، (تاریخ الحکماء ص ۲۲۱) GEORGE

(2) اس کا اصل نام ابوبکر محمد بن طغج ہے اور اخشید لقب ہے جس کے معنی ملک الملوک یا شہنشاہ ہیں، خاندان اخشید کا فرمانروا المتوفی ۳۳۴ھ ذی الحجہ (ابن خلکان ج ۲ ص [illegible]) (3) ثابت کے مفصل حالات کیلئے ملاحظہ ہو ابن خلکان ج ۱ ص ۱۰۰، کتاب الفہرست ص ۲۷۲، طبقات الاطباء ج ۱ ص [illegible]، تاریخ الحکماء ص [illegible] وہ ۲۲۱ھ میں پیدا ہوا اور ۲۸۸ھ میں فوت ہوا، اسکی کئی تصانیف کے قلمی نسخے اس وقت [illegible] موجود ہیں (اکتفاء القنوع ص ۲۲۶) (4) فضل بن المقتدر باللہ عباسی بغداد کے نام [illegible] خلیفہ ۳۳۴ھ میں ہوئے اور تیس سال بعد معزول کئے گئے، (5) ابو الحسن احمد بن احمد بن ابی شجاع بویہ عضد الدولہ [illegible] ۲۱ سال تک حکمران تھا، ۲۰ سال ۱۱ مہینے حکومت کرنے کے بعد بغداد میں ۳۵۶ھ میں وفات پائی (ابن خلکان ج ۱ ص ۵۶) (6) [illegible] مامون کے بعد خلیفہ ہوا ۲۱۸ھ تا ۲۲۷ھ،

علوم مصر

اہل مصر ازمنہ گذشتہ مین صاحب عز و جاہ اور عظیم الشان مملکت والے تھے، جنکے آثار قدیمہ یعنی عمارتین، ہیکل اور دار العلوم جو اس ملک مین ہمارے زمانہ تک موجود ہین، ان کی نسبت دنیا بھر کا اتفاق ہے کہ ہفت اقلیم مین کہین ان کی نظیر نہین ہے، مصر کے جو آثار قبل طوفان نوح موجود تھے ان کے حالات غیر معلوم ہین، البتہ ان مین سے اہرام[1] برابی[2] اور وہان کے پہاڑون مین کھدے ہوئے تہ خانے اب تک باقی ہین۔

طوفان نوح کے بعد سے اس ملک کی آبادی قبطی، یونانی، رومی، اور عرب وغیرہ اقوام سے مخلوط ہوگئی جنمین قبطیون کی تعداد زیادہ تھی، اسکا سبب یہ تھا کہ [illegible]

---

[1] اہرام دراصل سلاطین مصر کے مقبرے ہین، متقدمین کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ حضرت ادریس نے طوفان نوح سے بچنے کے لیے ان کو تعمیر کرایا تھا، اہرام کے متعلق اس قسم کی بے سر و پا روایتین بہت مشہور ہین [illegible] سے زیادہ وقعت نہین رکھتین (معجم ج ۸ ص ۵۵۹) ان کی ساخت [illegible] انیٹون سے بنے ہوئے ہین، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ طوفان نوح سے بچنے کی روایت بے اصل ہے [illegible] یہ صابیہ کے ہیکل اور صنم خانے ہین یا ان کے بزرگون کے مقبرے ہین، ابن فضل اللہ العمری کے نزدیک [illegible] کہ صابی [illegible] کے لوگ ان اہرام کی حج و زیارت کیلئے آیا کرتے تھے (مسالک الابصار ج ۱ ص [illegible]) سلاطین مصر کی قبرین ہونا زیادہ عام طور پر مشہور ہے اور تسلیم کیجاتی ہے (دیکھو ابن خلکان ج ۱ ص [illegible] شمس العلوم للحمیری [illegible] مفاتیح العلوم ص [illegible])

[2] مصر کے قدیم معبدون اور ہیکلون کو کہتے ہین، برابی جمع قبطی زبان مین ہیکلون کو کہتے ہین ان مین مختلف قسم کے حیوانات تصویرین کھدے ہوئے ہین (تقویم البلدان ج ۲ ص ۹۵-۹۶) عام طور پر یہ ہیکل اور برابی عمارت کیلئے بھی یہ لفظ مستعمل ہے [illegible]

مثل عمالقہ[1]، اہل یونان، اور رومیون کی مصر مین کثرت آمد و رفت کی وجہ سے یہ قومین آپس مین مخلوط ہوگئین، لہذا ان کی صحتِ نسب مشتبہ ہوگئی، اور ان کی نسل کا خالص ہونا لوگون سے پوشیدہ رہا، اس لیے ہم یہان ان کی جاے سکونت کے لحاظ سے ان کا ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہین،

حدود | بلادِ مصر کی حد طول مین بحرِ روم کے جنوب یعنی برقہ[2] سے لیکر خلیج ایلہ (قلزم) تک ہے جو بحرِ ہند (بحرِ حبش و زنج اور بحرِ ہند و چین) سے نکلی ہے، اور عدن کا ساحل ہے اس کی مسافت تقریبًا چالیس دن کی ہے، عرض مین اسکی حد اسوان سے لیکر جو بالائی مصر (صعید) کا ایک شہر ہے، (اور جسکی پیمایش صعیدِ مصر سے سرزمینِ نوبیا تک ہے) شہر رشید[3] اور اس کے بالمقابل ان مقامات تک ہے جہان سے رودِ نیل بحرِ روم مین گرتی ہے، اس کی مسافت تقریبًا تیس دن کی ہے،

مذہب | اہل مصر زمانۂ قدیم مین صابئی المذہب تھے، بتون کی پرستش اور ہیکلون سے امداد طلب کرتے تھے، پھر دین عیسوی ظاہر ہوا تو عیسائی بنگئے، اور مسلمانون کی فتحِ مصر کے زمانہ تک وہ اس مذہب پر قائم تھے، پھر مسلمانون کی فتح کے بعد بعض ان مین سے اسلام لائے اور بقیہ لوگ اپنے مذہب پر بدستور قائم رہے (جنکی نسلین) آج تک (اسلامی حکومت مین) ذمیون کی حیثیت سے رہتی ہین،

---

[1] اصل مین یہ دو مختلف قومون کا نام ہے جنمین سے ایک کو عمالق و عمالقہ اور دوسری کو عمالیق کہتے ہین، اول الذکر سے مراد وہ ملوک حمیر ہین جو شام مین تھے، موخر الذکر جنھین عمالیق اولی بھی کہتے ہین وادی کنعان اور فلسطین کے باشندے اور فراعنہ مصر تھے یہان آخر الذکر مراد ہین شمس العلوم للحمیری ص۷۸) [2] ایک ساحلی صوبہ کا نام (جو اسکندریہ اور افریقیہ کے بیچ مین واقع ہے) اس مین کئی شہر اور قریے ہین، (معجم البلدان ج ۲ ص۱۳۲) [3] اسکندریہ کے قریب ساحلِ نیل پر ایک شہر ہے (معجم ج ۴ ص۲۵۲)

علوم | قبل طوفانِ نوح جو قدماً مصر تھے انھون نے علوم کی طرف توجہ اور حکمت و فلسفہ کے باریک نکتون سے بحث کی تھی، وہ یہ رائے رکھتے تھے کہ عالمِ کون و فساد مین، نوعِ انسان سے پہلے مختلف قسم کے حیوانات موجود تھے جنکی عجیب و غریب صورتین تھین، جب نوعِ انسانی وجود مین آئی اور ان پر غالب ہوگئی تو اس نے اکثر کو فنا کر دیا اور بقیہ حیوانات کو مار کر جنگل مین بھگا دیا، انھی حیوانات مین سے غُول[1] اور سُعالیٰ ہین جنکا ذکر الوصفی[2] نے ان کے بیان کے مطابق اپنی تاریخِ مصر مین کیا ہی، اگر یہ صحیح ہے کہ ان کی یہ رائے تھی تو وہ لوگ اپنی اس رائے مین نظامِ فلسفہ اور قانونِ حکمت سے کس قدر دور جا پڑے تھے![3]

ہرمس مصری | علماء کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ تمام علوم قبل الطوفان کا واضع ہرمس اوّل تھا، جو صعید مصر مین سکونت پذیر تھا، اسی کو عبرانی (بنی اسرائیل یا یہود) اِخنوخ بن یارد بن

---

[1] غول کی جمع غیلان، اہل عرب اسکو ایک قسم کا حیوان یا شیطان سمجھتے تھے، جو ان کے زعم مین انسان کو کھا جاتا ہی (قاموس) بعض فلاسفہ کے نزدیک غول ایک انوکھی قسم کا حیوان ہی جو انسان اور حیوان دونون سے مشابہت رکھتا ہے، (مروج الذہب برحاشیہ نفح الطیب ج ۲ صفحہ ۲۰۴) سعالی جمع ہے سِعلاۃ کی، از قسم جنیات، کہتے ہین کہ یہ جنون کی ساحرہ ہوتی ہی (روض الانف ج ۱ صفحہ ۳۹) زمخشری کی رائے مین غول مردم خوار حیوانات یا آدمیون کی قسم سے ہے، (کشاف ۱۳۰۵ھ طبع کلکتہ) سعلاۃ اور غول در اصل ایک ہی قسم کے خیال کئے جاتے ہین، [2] اس نام کے کسی مصنف کا پتہ نہین چلتا، امام سیوطی نے حسن المحاضرہ کے دیباچہ مین ان تمام کتابون کے نام گنائے ہین جو تاریخ مصر پر لکھی گئی ہین مگر ان مین بھی الوصفی کی کسی تاریخ کا ذکر نہین ہے، طبقات الامم کے ایک نسخہ مین اسکو الوصیفی لکھا ہے، شاید یہ الصدفی کی تصحیف ہو کہ مصر کے نامور مورخ عبدالرحمٰن بن احمد بن یونس الصدفی المتوفی ۳۴۷ھ کی تصنیف سے دو کتابین تاریخ مصر پر ہین، (ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۲) ایک کتاب کا نام المعقد فی اخبار الصعید اور دوسری کا نام طبقات العلماء المصر مین ہے (اکتفاء صفحہ ۲۴۵) بہت ممکن ہو کہ یہ کتاب المومل فی اخبار مصر ہو جس کا ذکر امام ابن حزم نے اپنے رسالہ مین کیا ہے، (دیکھو نفح الطیب ج ۲ صفحہ ۱۲۱) [3] دیکھو تذکرہ مصنف شروع کتاب مین،

مہلائیل بن انوش بن شیث بن آدم (علیہم السلام) کہتے ہین، اخنوخ سے مراد ادریس علیہ السلام ہین، کہتے ہین کہ یہی سب سے پہلے شخص تھے جنھون نے جواہر علویہ (اجرام سماوی) اور حرکات نجوم کو بیان کیا ہے، انھین نے سب سے اول ہیکل تعمیر کرکے ان مین خداے تعالیٰ کی بزرگی اور بڑائی بیان کی، اور پہلے پہل انھین نے علم طب کو دریافت کیا، اور اپنے زمانہ کے لوگون کے لیے اشیاے ارضی وسماوی کے بیان مین قصائد موزون کیے، کہتے ہین کہ سب سے پہلے انھین نے لوگون کو طوفان سے ڈرایا اور خبر دی کہ ایک بلاے آسمانی آگ و پانی کی شکل مین زمین پر نازل ہونیوالی ہے، چنانچہ اس خوف سے کہ کہین علوم وفنون تلف اور برباد نہ ہوجائین انھون نے صعید مصر مین اہرام اور برابی تعمیر کرائے، اور تمام علوم وفنون، صنائع وآلات کو ان مین منقوش اور کندہ کرادیا، تاکہ ان کے بعد آنے والون کے لیے علم کا فیضان جاری رہے، اور اون کا نقش دنیا سے مٹنے نہ پاے؛

علوم اور علما، طوفان نوح کے بعد مصر مین ریاضیات، طبعیات، الٰہیات وغیرہ علوم فلسفہ، خصوصاً طلسمات ونیرنجات[۱]، مرایاے محرقہ[۲] اور فن کیمیا وغیرہ کے علما موجود تھے، قدیم زمانہ مین مصر کا دارالعلم اور پایۂ تخت شہر مَنف تھا، جو فسطاط سے بارہ میل کی مسافت پر واقع ہے، لیکن جب اسکندر نے شہر اسکندریہ آباد کیا تو لوگ وہان کی خوشگوار آب وہوا کی وجہ سے مَنف کو چھوڑ کر اسکندریہ چلے گئے، اسی زمانہ سے یہ مصر مین علم وحکمت کا مرکز بنگیا، پھر جب مسلمانون نے

---

[۱] نیرنگ کا معرب ہے جس کے معنی "افسون" کے ہین،

[۲] علم المناظر کی ایک شاخ ہے، اس فن مین مسلمانون کی تصانیف کے نام ابن الندیم نے لکھے ہین، معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اس علم کے ذریعہ سے جنگی امور مین مدد لیتے تھے، فوج کشی اور قلعون کے محاصرہ مین اس فن سے کام لیا جاتا ہے (دیکھو کشف الظنون ج ۲ صفحہ ۱۷۶، مفتاح السعادۃ ج ۱ صفحہ ۳۱۲)

مصر کو فتح کرلیا اور حضرت عمرو بن عاص رضؓ نے دریاے نیل کے کنارے مصر کا مشہور شہر فسطاط آباد کیا تو اہل مصر کے علاوہ عرب و عجمی سب وہان جا بسے اس وقت سے لیکر آج تک وہ مصر کا پایۂ تخت ہے،

ہرمس ثانی مصر کے قدیم علما رمین ہرمس ثانی ایک جید فلسفی، زبردست سیاح، علم جغرافیہ، شہرون کی بنا، اوران کے باشندون کی طبائع کا بہت بڑا ماہر تھا، فن کیمیا مین اس کی ایک معرکۃ الآرا تصنیف ہے، نیز زہریلے حیوانات کے بیان مین اس کی ایک کتاب ہے،

برقلس اسکندرانی[۱] علم حساب کا عالم تھا، اسکی تصنیف سے ایک کتاب مقالات الاربع عدد کی حقیقت اور اس کے خواص مین ہے،

ثاؤن اسکندرانی[۲] ہندسہ، ہیئت و نجوم کے علمار مین سے تھا، اس کی ایک تصنیف کتاب الافلاک ہے، جسمین اس نے ہیئت افلاک، ان کی تعداد حرکات نجوم کی مقدار کو نیر مدلل طور پر اسی طرح لکھا ہے جس طرح بطلیموس نے اپنی کتاب المجسطی مین لکھا ہے، اس کی ایک اور تصنیف کتاب القانون ہے جسمین اس نے بطلیموس کی رائے کے مطابق کواکب کی تعدیل اوران کی تقویم کی شکلون کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے، اور ماہرین طلسمات کی رائے کے مطابق ان کی حرکات اقبال و ادبار فلک کا اضافہ کیا ہے،

سلہ (PYOCLUS) مشہور ریاضی عالم، پانچوین صدی عیسوی مین گذرا ہے، قفطی نے اس کا نام برقطوس لکھا ہے (منٹ) جو برقلس کی تصحیف ہے، اسطرلاب ذات الحلق پر اس کی ایک کتاب ہے،

سلہ (THEON) چوتھی صدی عیسوی کے وسط مین گذرا ہے، اس کی زیچ کا عربی ترجمہ ہوا تھا، قفطی نے (منٹ) اسکا مختصر تذکرہ لکھا ہے، پھر صفحہ ۳۰ ، ابرفنون کے نام سے اس کا ذکر کیا ہے حالانکہ یہ دونون ایک ہی ہین، ابرفنون ثاؤن کی تصحیف ہے،

اسطافونس[1] مصر کے علماء واعیان مین سے تھا، فن کیمیا مین اسکی معرکۃ الآرا تصانیف ہین،

علماے اسکندریہ انھی مین سے وہ علماے اسکندریہ بھی تھے جنھون نے حکیم جالینوس کی کتابون کا اختصار کرکے مکالمات کے طور پر ان کو مرتب کیا، ان کتابون کا حسنِ اختصار اصول کلام سے ان کی واقفیت فن طب مین ان کی دسترس پر شاہد ہے،

انقیلاؤس[2] ان سب کا سرگروہ انقیلاؤس تھا جس نے جالینوس کے متفرق کلام سے تیرہ مقالے "اسرار حرکت" پر جمع کئے جو اس موضوع پر ہین کہ اگر کوئی شخص کسی مرض مزمن مین مبتلا ہونے کی حالت مین جماع کرے تو اس کو کیا ضرر پہنچیگا، اور یہ کہ کس چیز سے اسکی یہ مضرت دفع ہوسکتی ہے،

علماے احکام نجوم ان کے علما منجمین مین سے ایک والیس[3] ہے، اسکی مشہور تصنیف کتاب البزیذج رومی ہے، جسمین اس نے موالید ثلاثہ اور ان سے پہلے جو چیزین پیدا ہوئین ان کو احکام نجوم کے مقدمہ کے طور پر بیان کیا ہے، اور ایذغر[4] (اندرزگر) نے اپنی کتاب الموالید مین والیس سے نقل کیا ہے کہ موالید پر اسکی دس کتابین ہین، جو اس موضوع پر لکھی ہوئی تمام کتابون کے برابر ہین، اور اسکا قول ہے کہ جس علم کی نسبت لوگون کا خیال ہو کہ وہ ان کتابون مین نہین ہے میں اسکی تصدیق نہین کرسکتا کہ وہ موجود تھا یا ہوگا،

مذکورۂ بالا علماے اسکندریہ کا زمانہ خاص اور مکمل حالات مجھے نہین معلوم ہوئے، اور مصریون کے حکمت وفلسفہ سے ان شہادتون کے لحاظ سے جو صعید مصر کے آثار اور اس کے اطراف کے وہ عظیم الشان کارنامے جو عجائب برابی کی صورت مین انکی وسعت علم اور نفاست طبع پر دلالت کرتے ہین، دے رہے ہین ہم تک بہت کم پہنچا ہے،

[1] غالباً یہ اصطفانوس الاسکندرانی (STEPHEN) ہے [2] دیکھو قفطی ص۵۰ طبقات الاطباء ج ا ص۱۰۴ [3] تعجب ہے کہ ایک جگہ صاعد نے والیس کو کلدانی علماء مین شمار کیا اور دوسری جگہ پھر اسی کو مصری علماء مین بیان کرتے ہین، [4] یہ فارسی لفظ اندرزگر کی بدترین تصحیف ہے فارسی مین اس کے معنی مشیر یا معلم کے ہین، مستشرق نلینو کی رائے مین اندرزگر بن زاذان فروخ نامی ایک ایرانی منجم تھا جو دولت ساسانیہ کے آخر مین یا پہلی صدی ہجری مین گذرا ہے، یہ اسی کی کتاب ہے جو پہلوی سے عربی مین ترجمہ کی گئی تھی (علم الفلک ص۲۱۲)

علوم عرب[1]

اہل عرب کے دو فرقے ہین :-

۱- عرب بائدہ ،   ۲- عرب باقیہ

عرب بائدہ[1] ان کی تعداد کثیر تھی، مثل عاد، ثمود، طسم، جدیس، عمالقہ، جرہم جنکا نام ونشان انقلاب زمانہ نے صفحۂ دہر سے مٹا دیا، حالانکہ ان کے بادشاہ جلیل القدر اور ان کے حالات عام طور پر مشہور تھے، جن کے وجود سے عالمان تاریخ قدیم کو انکار کی گنجائش نہین ہے، صدیون پیشتر ان کے انقراض مملکت کی وجہ سے ان کے حالات مفقود اور ہمارے لیے ان کے آثار سے واقفیت حاصل کرنے کے اسباب منقطع ہو گئے ہین،

عرب باقیہ اسکی دو اصلین قحطان اور عدنان ہین، اور ان کی دو حالتین ہین :-

۱- جاہلیت   ۲- اور اسلام

عرب جاہلیت اپنی عظمت شان کے لحاظ سے مشہور ہین، پہلے ان کا بادشاہ قبیلۂ قحطان مین سے ہوتا تھا، پھر قبائل حمیر، ہمدان، کندہ، لخم، دوش اور جفنہ مین سے ہونے لگا، ان مین شاہی خاندان بنی صوار کا تھا جو عبد شمس (ابن وائل بن یغوث بن حیران بن قیطان بن عریب بن زہیر بن ایمن بن ابی الہمیسع بن حمیر[2]) کے قبیلہ سے تھا، اور باقی تمام ملوک (قبائل) ان کے ماتحت تھے، ملوک سادہ، جبابرہ اور تبابعہ اسی خاندان بنی صوار مین سے تھے جو قدیم جاہ وعظمت کے

---

[1] یعنی برباد ہو جانے والے قبائل، ان کو عرب مورخین بائدہ اسلیے کہتے ہین کہ وہ اپنے ملک (عرب) سے نکل کر برباد ہو گئے، یا انقلابات وحوادث سے مٹ گئے، [2] دیکھو تاریخ ابن خلدون (ج ۲ صہ ۱۵ طبع مصر)

مالک تھے اور مضبوط سلطنت رکھتے تھے، انھون نے کئی ممالک پر تاخت وتاراج کرکے ان کو متزلزل کر دیا، اور تمام دنیا مین سب سے زیادہ عظیم الشان یادگارین اور اپنے مشہور حالات چھوڑ گئے مثل یعرب بن قحطان، سبا بن یشجب، حارث الرائش، ابرہتہ ذو المنار، عمرو ذی الاذعار، افریقس (بانیِ افریقہ) شمر یرعش (بانیِ سمرقند) تبع اکبر، تبع اوسط، جس کا نام اسعد اور کنیت ابو کرب[1] تھی، اسی کی نسبت ابو تمام[2] (شاعر) شہر عموریہ[3] کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے

وبرزة الوجه قد أعيت رياضتها	اس (عموریہ) کے بے نقاب چہرہ پر قابو پانے
كسرى وصدت صدودًا عن ابی كرب[4]	تک عاجز آگیا اور اس نے ابو کرب سے بھی بے رخی کی

تبعِ اصغر کا نام عمرو بن حسان بن ابو کرب ہے، آثارِ احکام نجوم مین ان ملوکِ عرب کا ایک خاص سلک تھا، اور طبائعِ نجوم کے علم کی طرف وہ خاص طور پر مائل تھے، ہمدانی (ابو محمد حسن بن احمد بن یعقوب) نے کتاب الاکلیل مین (جو حمیر کی تاریخ اور ان کے انساب پر اس نے لکھی ہے) لکھا ہے کہ ملوکِ حمیر اپنے عمال اور سرداران لشکر کو تا وقتیکہ ان کا زائچۂ ولادت نہ معلوم کر لیتے اور اس کے بروجِ فلک وکواکب کے دلائل کو اپنے دلائل کے مطابق و موافق نہ پا لیتے مقرر نہین کرتے تھے، جب وہ کسی قوم کے ساتھ معرکہ آرا ہوتے تو اس کے نیک ساعتین اختیار کرتے اور قیام وبقاے سلطنت کے لیے زمانۂ دراز تک طالع نیک دریافت کیا کرتے، جب کہ وہ ان کے حسب منشا ہو جاتے تو وہ فتح ونصرت اور عزت وشہرت سے

---

[1] قبیلۂ جرہم کا تاجدار ہے اسکو تبع بھی کہتے ہین (دیکھو سیرۃ ابن ہشام بر حاشیۂ روض الانف ج ۱ ص ۲۲ ومن سہیلی ایضاً شمس العلوم ص ۱۲) [2] عرب کا نامور شاعر صاحب حماسہ (۱۹۲ھ، ۲۳۱ھ) مفصل حالات کے لیے دیکھو ابن خلکان ج ۱ ص ۱۲۱ نزہۃ الالبا ص ۲۱۳، [3] رومیون کے ایک شہر کا نام، اسکو AMMORUIM بھی کہتے ہین، [4] ابو تمام

[5] پچھلے زمانہ مین ایرانیون کی حکومت ایشیاے کوچک تک پھیلی ہوئی تھی، اور وہان رومن امپائر سے انکی کئی مرتبہ لڑائیان ہوئی تھین

علمی مراتب حاصل کر لیتے تھے، لیکن انھون نے کواکب کو بذریعۂ رصد معائنہ کرنے اور ان کی حرکات کو معلوم کرنے کی طرف توجہ نہین کی تھی اور نہ علومِ فلسفہ سے کچھ حاصل کیا تھا، اسی طرح ہمین نہین معلوم ہوا کہ عہدِ جاہلیت کے بادشاہون نے ان علوم سے کچھ بھی بحث کی ہو،

طبقاتِ عرب جاہلیت ملوکِ عرب کے علاوہ، عہدِ جاہلیت کے عام عرب ان دو طبقون مین منقسم تھے۔

۱- اہل مدر، یعنی شہر کے باشندے، جو کھجورون اور انگورون کی کاشت اور مویشیون پر اوقات بسر کرتے تھے، تجارت کے لیے مختلف ممالک مین جاتے اور اسی قسم کے اور پیشے کیا کرتے تھے، مگر ان مین کوئی مشہور فلسفی یا عالم نہین پیدا ہوا،

(۲) اہل وبر[1] بادیہ نشین اور صحرانورد تھے، اونٹون کے دودھ اور گوشت پر بسر کرتے تھے، جب چارہ اور پانی کے تلاش کرنے اور صحرانوردی کا زمانہ آتا تو جدھر بجلی کے چمکنے ابر کے اوٹھنے اور رعد کے کڑکنے کے آثار معلوم ہوتے وہ اس طرف جانورون کو چرانے لیجاتے اور بارانی مقامات کی جستجو کرتے پھرتے اور جب تک گھاس چارہ مساعدت کرتا اور اونٹون کا چرانا ممکن ہوتا اس وقت تک وہ وہان خیمہ زن ہوتے، پھر سبز گھاس اور پانی کی تلاش مین چل کھڑے ہوتے، اسی طرح ہر وقت سفر و حضر مین ان کی زندگی بسر ہوتی تھی، جیسا کہ المثقب العبدی[2] (شاعر) اپنی اونٹنی کی نسبت کہتا ہے :-

تقول اذا درأت لها وضینی	جب مین اس (اونٹنی) کے پالان پر تنگ کسکر باندھتا
أھذا دینه ابداً و دینی	ہون تو کہتی ہے کیا یہی دائمی سفر و اقامت اسکی اور میری
اکل الدھر حلٌّ وارتحال	عادت رہیگی، کیا سدا یہی سفر و قیام لگا رہیگا؟ ترس یہ مجھپر
أما یبقی علیّ ولا یقینی[3]	کیون نہین کھاتا اور مجھے کیون نہین بچاتا،،

[1] وبر یعنی اون، چونکہ یہ لوگ اون کے بنائے ہوئے خیمون مین رہا کرتے تھے اسلئے ان کو اہل وبر کہتے ہین۔ [2] محصن بن ثعلبہ قدیم جاہلی شاعر، اس نے اپنا نام المثقب رکھ لیا تھا، (تفصیل کے لیے دیکھو الشعر و الشعراء لابن قتیبہ ص۲۹۵، طبع مصر)

[3] المثقب کا یہ قصیدہ تمام بہا المفضلیات ج ۲ ص۱۲ اور تمام طبقات الشعراء لابن سلام مطبوعہ لیڈن ص۶۹ مین موجود ہے اور تہذیب الالفاظ ص۴۱۶ مین تبریزی نے تقول اذا الخ کی شرح بھی لکھی ہے۔

سخت گرمیون اور موسم بہار مین ان کا یہی طریقہ تھا، مگر جب جاڑون کے دن آتے اور زمین سرد ہو جاتی تو وہ عراق کے سبزہ زارون اور نواحِ شام مین چلے جاتے، اور شہرون اور گانون کے قریب جا بستے، جہان وہ صعوباتِ زندگی اور مصائبِ زمانہ کی مشقتین جھیلتے اور جب تک وہان رہتے متفق ہو کر ضروریاتِ زندگی مین ایک دوسرے کے شریکِ حال، اور دشمنون کے دفاع، ہمسایونکی امداد، اور عورتون کی حفاظت کے لیے ہر وقت مستعد رہتے تھے،

مذاہب عرب قبل از اسلام[1]

بااین ہمہ ان کے مذاہب مختلف تھے، قبیلۂ حمیر آفتاب پرست تھا، بنی کنانہ چاند کو پوجتے تھے، اور قبیلۂ بنی تمیم دبران[2] کی عبادت کرتا تھا، اسی طرح قیس شعریٰ عبور[3] کی، قبیلۂ اسد عطارد کی، اور لخم وجذام مشتری کی پرستش کرتے تھے، قبیلۂ طے سہیل کا پرستار تھا، ثقیف وایاد لات نامی بت کو (جو بالائے نخلہ[4] مین تھا) پوجتے تھے، پھر ایاد اور بکر بن وائل کعبۂ سنداد[5] کی پرستش کرنے لگے، بنی حنیفہ[6] نے اپنا ایک بت حیس (کھجورون اور

[1] مذاہب عرب کی تفصیل کے لیے دیکھو الملل والنحل للشہرستانی ج ۳ ص ۲۱۹، ۲۳۶ برحاشیۂ ابن حزم اصنام عرب کے لیے ابن ہشام برحاشیۂ روض الانف للسہیلی ص ۶۱ [2] چھوٹے ستارون مین سے ہے، [3] شعریٰ نام کے دو ستارے ہین ایک کو شعریٰ العبور اور دوسرے کو شعریٰ الغمیصاء کہتے ہین، اول الذکر برج جوزا کے ستارون مین سے ہے، اور کلب الجبار کہلاتا ہے، ثانی الذکر روشنی مین کم ہے اور یہی ایک ستارہ ہے جو آسمان کو عرضاً طے کرتا ہے، اسی کی نسبت یہ ارشاد الٰہی ہے کہ "انہ ھو رب الشعریٰ" (بلوغ الارب ج ۳ ص ۲۲۲) [4] ما بین مکہ وطائف ایک مقام کا نام ہے، [5] کوفہ کے اسفل مین نجران کے اس پار واقع ہے، یہ نام دراصل ایک نہر کا ہے جو اس مقام پر تھی اور جہان قبیلۂ ایاد اترا کرتا تھا، وہان "ذو الشرفات" نام کا ایک قصر بنا ہوا تھا جس کے حج کو قبیلۂ ایاد کے لوگ جایا کرتے تھے (معجم البلدان ج ۵ ص ۱۴۹ - ص ۱۵۰) [6] عرب کا ایک مشہور قبیلہ جو بکر بن وائل کی ایک شاخ تھا، سنہ ۹ھ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا تھا، مسیلمہ کذاب اسی قبیلہ سے

گھی سے ملا کر بنایا ہوا) سے بنا رکھا تھا جس کی وہ پرستش کرتے تھے، ایک سال جب قحط پڑا تو وہ اس کو نوش کر گئے، چنانچہ ایک شاعر[1] ان کی نسبت کہتا ہے،

اکلت حنیفۃ ربھا	بنی حنیفہ نے قحط سالی کے ایام مین
عام التقحم والمجاعہ	اپنے رب کو کھالیا، اور اپنے خدا کا مطلق
لم یحذروا من ربھم	اندیشہ نہ کیا کہ انجام کار انھین کیا
سوء العواقب والتباعہ	سزا ملے گی،

ابن قتیبہ[2] نے لکھا ہے کہ قبائل ربیعہ وغسان اور بنو قضاعہ مین سے بعض نصاریٰ تھے، حمیر، بنو کنانہ، بنو حرث بن کعب، اور کندہ کے قبائل یہودی تھے، بنو تمیم مجوسی تھے اور زرارہ بن عدس، اس کا بیٹا حاجب، اقرع بن حابس، اور وکیع بن حسان کا دادا ابو اسود انھین مین سے تھے، الحاد و زندقہ قریش مین حیرہ کے باشندون سے آیا تھا، اور بت پرستی کا عرب مین عام رواج تھا، اس کے بعد مذہب اسلام کا ظہور ہوا،

عرب کے بت پرست عرب کے تمام بت پرست توحید کے قائل تھے،[3] اُن کی بت پرستی دین صابئہ (یعنی کواکب اور ہیکلون مین ان کے نام پر بنائے ہوئے بتون کی تعظیم) کی قسم سے تھی، وہ ایسی بت پرستی نہ تھی جیسا کہ مذاہب امم سے ناواقف لوگون کا خیال ہے، یعنی کہ وہ ان بتون کو دنیا کا خالق مانتے تھے، حالانکہ کوئی صائب الرائے اور عقلمند آدمی اس رائے کو ہرگز تسلیم نہ کریگا، خود ارشادِ خداوندی اس کی بیّن دلیل ہے:-

ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ	ہم ان بتون کو صرف اس لیے پوجتے ہین کہ وہ ہم کو

[1] اس شاعر کا نام نہین معلوم ہو سکا، مسیلمہ کذاب سے پہلے زمانہ جاہلیت مین انھون نے یہ بت بنایا تھا، البیرونی نے آثار الباقیہ صفحہ ۲۰۸ مین یہ اشعار نقل کئے ہین، نیز دیکھو محیط المحیط لفظ تمع، [2] کتاب المعارف طبع مصر صفحہ ۲۰۵

[3] مسعودی برحاشیہ مقری ج ۱ صفحہ ۲، و ج ۲ صفحہ ۶، ایمان العرب فی الجاہلیہ للتجیرمی صفحہ ۱۲، صفحہ ۱۳،

سُنُ لُفی لے — خدا سے قریب کر دین ،

البتہ بعث ونشر اور نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے انکار[۲] پر نص قرآنی وارد ہوئی، کہ ان مین سے عام طور پر لوگ ان کے منکر تھے، اور معاد، اور جزا و سزا کے قائل نہ تھے عالم کو اگرچہ مخلوق وحادث مانتے تھے، لیکن اس کو ابدی سمجھتے تھے بعض ان مین سے ایسے بھی تھے جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے معتقد تھے، چنانچہ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ اگر کسی کی قبر پر اونٹنی[۳] ذبح کیجائے تو وہ حشر کے دن اس پر سوار ہو کر اُٹھے گا، اور جس کسی نے ایسا نہین کیا تو اس کا حشر پیدل ہوگا، اس کے متعلق جریبۃ بن اشیم فقعسی[۴] (جاہلی شاعر) اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہتا ہے

یاسعد إمّا اهلکن فانني	ای سعد! اگر مین مرجاؤن (تو یاد رکھ)
اوصیك أن اخا الوصاة الاقرب	مین تجھے وصیت کرتا ہون کہ وصیت قریبترین انسان ہی کو کیجاتی ہے
لا تترکن اباك یمشی خلفھم	کہین اپنے باپ کو اس حال مین چھوڑ نا کہ سب اٹھنے والون کے پیچھے
تعبا یخر علی الیدین وینکب	ہاتھون کے بل گرتا اور لڑکھڑاتا ہوا چلے،
إحمل اباك علی بعیر صالح	ایک بہترین اونٹ پر اپنے باپ کو سوار کیجیو اور
وتق الخطیئة انه هو أصوب	گناہ سے بچیو کہ یہی عمدہ بات ہے ،

[۱] سورۃ الزمر ع ۴ ، [۲] انکار بعث ونشر پر یہ نص قرآنی وارد ہوئی ہے وقالوا ان ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیی ومایھلکنا الا الدھر وما لھم بذالك من علم ان ھم الا یظنون (دیکھو مسعودی برحاشیۂ مقری ج ۲ ص ۹۶) [۳] اس اونٹنی کو وہ بلیّہ کہتے تھے (روض الانف) [۴] جریبۃ بن الاشیم بن عمرو بن وہب بن دثار بن فقعس بن طریف، مطیر بن الاشیم کا بھائی یکے از شیاطین بنی اسد شرح حماسہ تبریزی ج ۲ ص ۱۲۹ طبع مصر، [۵] یہ اشعار ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغہ ج ۴ ص ۳۶۲ اور شہرستانی برابن حزم ج ۳ ص ۱۳۰ مین (باختلاف بعض الفاظ) موجود ہین، ان کے علاوہ یہ اشعار ہم کو کہین نہین ملے ،

ولعل لی مما ترکت مطیۃ   شاید میرے ترکہ میں سے میرے بچون کے ایک اونٹنی بھی ہے اور جب دست کو سوار

فی البھم اذ کبھا اذا قیل ارکبوا[1]   ہونے کی اجازت ملے گی تو میں اس پر سوار ہو سکون گا،

علوم عرب لغت شاعری، اور خطابت اہل عرب کے علوم و فنون تھے، جن پر وہ بہت مفتخر اور نازان تھے اور یہی ان کی تاریخ و سیر اور جغرافیہ کی کان ہیں، ابو محمد ہمدانی لکھتے ہیں کہ عجمیون اور عربون کی تاریخ صرف اہل عرب ہی سے حاصل ہوئی ہے، کیونکہ عمالقہ جرہم آل سمیدع بن ہوتہ اور بنی خزاعہ جو مکہ میں سکونت پذیر ہوئے، ان کو عرب عاربہ، فراعنۂ مصر اور اہل کتاب کے حالات کا پورا علم تھا، اور وہ تجارت کے لیے مختلف ملکون اور شہرون میں جاتے تھے اس لیے ان کو ان مقامات کے باشندون کے تاریخی حالات سے واقفیت حاصل ہوئی، اسی طرح اسعد ابوکرب اور بخت نصر کے عہد سے عرب کے جو لوگ حیرہ میں عجمیون کی ہمسائگی میں مقیم ہوئے ان کو اہل عجم کے حالات و اخبار حمیر کی لڑائیون، اور ممالک پر ان کی فوج کشیون کا علم ہوا، عبید بن شریۃ[2] محمد بن السائب الکلبی، اور ہیثم بن عدی نے تمام حالات انھی سے روایت کیے ہیں

---

[1] امام سہیلی نے صرف یہ شعر روض الانف صہ ۹۲ میں بلا نام شاعر، خطابی کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور "لمشی خلفہ" کی جگہ "یخشر مرۃ" اور "متعبا" کی جگہ "عددا" لکھا ہے۔ [2] عبید بن شریۃ الجرہمی اس نے اسلام کا زمانہ پایا تھا اور مشرف باسلام ہوا تھا، امیر معاویہؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس کو صنعاء (یمن) سے دمشق بلوایا تھا، جب حاضر ہوا تو اس سے گذشتہ اخبار و حالات اور شاہان عرب و عجم کی تاریخ، زبانون کے باہمی اختلاف اور نوع انسان کے مختلف بلاد میں متفرق ہونے کے اسباب دریافت کیے، عبید نے اس کے جو جوابات دیئے وہ امیر معاویہ کے حسب الحکم مدون اور عبید کی طرف منسوب کیے گئے کتاب الملوک واخبار الماضیین، اور کتاب الامثال اسکی تصانیف ہیں، عبید عبدالملک کے زمانہ تک زندہ رہا (الفہرست صہ ۸۹ ابن خلکان ج ۲ صہ ۳) جاحظ لکھتا ہے کہ فلسفہ، فن تقریر اور فن سیاست میں عبید بن شریہ جرہمی نہایت قدیم شخص ہے (البیان والتبیین ج ۱ صہ ۱۳۶) سجستانی نے کتاب المعمرین (صہ ۳۹، صہ ۴۱) میں معاویہؓ کے ساتھ اس کے بعض سوال جواب

اسی طرح قبیلۂ غسان کے جو شاخ شام مین داخل ہوئے وہ رومیون، بنی اسرائیل، اور یونانیون کے حالات و اخبار سے باخبر تھے، قبیلۂ تنوخ و ایاد کے جو لوگ بحرین مین وارد ہوئے ان سے طسم و جدیس کے حالات اور نصر کی اولاد مین سے قبیلۂ ازد کے جو لوگ عمان مین پہنچے ان سے سندھ، ہندوستان، اور ایران کے بہت سے حالات معلوم ہوئے۔ طے کی دو دو پہاڑیون (آجا و سلمیٰ) مین جو لوگ رہے ان سے آل اذینہ اور جرامقہ کے حالات پہونچے، جو لوگ یمن مین اقامت گزین ہوئے ان کو تمام قومون کے حالات سے آگاہی حاصل ہوئی کیونکہ ان کو حمیر کے دارالسلطنت مین ان کے زیر سایہ رہنے کا موقع ملا جو مشرق و مغرب اور جنوب و شمال مین آتے جاتے رہتے تھے[۱] ان مین سے کوئی بادشاہ ان ممالک اور وہان کے

(بقیہ حاشیہ ص۷۳) نقل کیے ہین، اسکی کتاب اخبار الماضیین کے اقتباسات مسعودی کی کتاب مین پائے جاتے ہین مسعودی کے زمانہ تک یہ کتاب عام طور پر مشہور و متداول تھی (مروج الذہب ج ۲ برحاشیہ مقری (ص۱۶۷) اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ حیدرآباد کے کتب خانہ مین موجود ہے جیسا کہ ہمارے دوست پروفیسر میمن عبدالعزیز صاحب نے ہم سے ذکر کیا ہے،

[۳] ابوالنضر محمد بن السائب، ابن الندیم نے بحوالۂ ابن الکوفی محمد بن ملک لکھا ہے تفسیر و انساب کا ماہر، کوفہ کا باشندہ تھا، اور وہین ۱۴۶ھ مین وفات پائی، ابن خلکان ج ۱ ص۴۹۳ ص۴۹۴، ابن الندیم (الفہرست ص۹۵۔ ۹۸) نے اس کی بہم تصانیف کا ذکر کیا ہے، جن مین سے جمہرۃ النسب اسکوریال کے کتب خانہ مین اور اسکی دوسری جلد برٹش میوزیم مین موجود ہین، اسکی کتاب الاصنام باعتنا احمد زکی پاشا ۱۹۱۴ء مین چھپ گئی ہے، ابن الانباری نے اپنی شرح مفضلیات مین اس کی کتاب الکلاب کا اقتباس نقل کیا ہے [۴] ابوعبدالرحمن ہیثم بن عدی اخبار و اشعار عرب کا مشہور راوی خارجی تھا، خلفاء عباسیہ مین، سے منصور، مہدی، اور رشید کی مجالس مین باریاب ہوتا تھا، اسکی تصنیف سے کئی کتابین ہین ۱۱۴ھ مین پیدا ہوا اور ۲۰۶ھ مین وفات پائی، (ابن خلکان ج ۲ ص۲۰۳ تا ص۲۰۶) [۱] ابن خلدون کے نزدیک سلاطین حمیر کا یمن سے براہ مغرب افریقہ و بربر تک اور مشرق کی طرف سے ترک اور تبت کے شہرون پر حملہ آور ہونا از قبیل خرافات ہے، ملاحظہ ہو مقدمہ تاریخ؛

باشندون کے حالات معلوم کیے بغیر کسی ملک پر چڑھائی نہین کرتا تھا،

اہل عرب قوت گویائی اور لطافت زبان کے سبب سے روایات کو بکثرت یاد رکھتے تھے، کیونکہ وہ فلک بروج کے اوس درمیانی دائرہ کے نیچے رہتے تھے جو آفتاب کی رفتار سے پیدا ہوتا ہے، اور جس مین ہفت کواکب" (جو تمام چیزون کے حالات بتاتے ہین) گھومتے رہتے ہین،

ہیئت

ان علوم کے ساتھ اہل عرب کو ستارون کے اوقات طلوع وغروب اور انواد (نکھترون) وامطار کواکب کا علم تھا، اس علم کو انھون نے معرفت حقایق کے لیے علمی طور پر حاصل نہین کیا تھا، بلکہ اس کو انھون نے کثرت اعتنا، اور تجربہ طویل سے حاصل کیا تھا کہ اسباب معیشت کی فراہمی مین ان کو اس علم کے جاننے کی ضرورت پیش آتی تھی، انواء کواکب مین ابوحنیفہ احمد بن[1] داؤد اللغوی دینوری کی ایک عمدہ کتاب[2] ہے جو علم نجوم سے متعلق عربون کے علم ہیئت انواء کواکب[3] اور

[1] نحو، لغت، ہندسہ، حساب اور ہیئت کے نامور عالم، عابد وزاہد اور ثقہ تھے، مختلف اصناف علوم مین انکی تصنیفات ہین، بعض محققین کا خیال ہے کہ ابن قتیبہ نے ان کی بعض کتابین اپنے نام سے منسوب کرلی ہین، (مروج الذہب برحاشیہ مقری ج ۲ ص ۱۱۳) جمادی الاول ۲۸۲ھ یا ۲۸۱ھ مین اور بقول بعض ۲۹۰ھ مین وفات پائی، معجم الادبا ج ا ص ۱۲۳ - ص ۱۲۷، نزہۃ الالبا لابن الانباری ص ۳۰۶، خزانۃ الادب للبغدادی ج ا ص ۲۵، بغیۃ الوعاۃ للسیوطی ص ۱۳۲ [2] کتاب الانواء کا ذکر ابن الندیم نے الفہرست (ص ۷۸ و ص ۸۰) مین، البیرونی نے آثار الباقیہ (ص ۲۳۶ ص ۳۴۲) مین کیا ہے، ابن سیدہ اندلسی نے المخصص ج ۹ ص ۱ ، ص ۱۸ مین کتاب الانواء سے نقل کیا ہے نیز عبدالرحمن صوفی نے کتاب الصور مین (جسکا قلمی نسخہ میرے محترم علامہ محمد یوسف صاحب کھتکھٹے ایم اے، ایل ایل بی ساکن بمبئی کے پاس ہے اور میری نظر سے گذرا ہے) اس کتاب کا ذکر کیا ہے اور اسکی بڑی تعریف کی ہے، کتاب الازمنہ للمرزوقی مین اسی کتاب کے اقتباسات پائے جاتے ہین، (دیکھو کتاب مذکور طبع حیدرآباد دائرۃ المعارف) [3] یہ لفظ اصل عربی ہے، اور قبل از اسلام مستعمل تھا، جب یونانی تقادیم کا عربی مین ترجمہ ہوا تو یہ لفظ اس اصطلاح کے لیے استعمال کیا گیا، منجمین نے سال کے چار حصے کیے ہین، ان مین سے ہر حصہ کی سات انواء ہوتی ہین اور ہر نوء کے تیرہ دن ہوتے ہین، اس وقت معین مین آفتاب بارہ برجون کو طے کرتا ہے، ہندی مین اسکو نکھتر کہتے ہین،

ان کے اثر سے پانی برسنے ہواؤن کے چلنے اور تعیینِ اوقات وغیرہ پر مشتمل ہے،

فلسفہ علم فلسفہ سے خدائے تعالیٰ نے اہل عرب کو کچھ بھی بہرہ ور نہین فرمایا، اور نہ ان کی طبیعتین اس فن کی استعداد و مناسبت رکھتی تھین[1] مجھے نہین معلوم کہ خالص عربون مین سے یعقوب بن اسحاق کندی اور ابو محمد حسن بن ہمدانی کے سوا کوئی بھی فلسفہ مین مشہور ہوا ہو، ان دونون کا تذکرہ اپنے اپنے مقام پر آئے گا،

جزیرۃ العرب بلادِ عرب جزیرۃ العرب کے نام سے مشہور ہین، اس کو جزیرہ اسلئے کہا گیا ہے کہ یہ ملک مغرب، جنوب، اور مشرق مین تین طرف سے سمندر سے محیط ہے، اس کے مغرب مین جدہ، جار، ایلہ اور بحراحمر کی خلیج ہے جو زبردست بحرزنج اور بحرہند (انڈین اوشن) سے نکلی ہے، اس کے جنوب مین بحرعدن ایک بڑا سمندر ہے، اور مشرق مین عمان، بحرین، بصرہ اور فارس کی خلیج ہے جو بحرہند سے نکلی ہے، جزیرۃ العرب کے شمال مین نواحِ شام اور جنوب مین بلادِ عرب کی حدود، بلادِ ثمود یعنی بلادِ حجر[2] سے لے کر دومۃ الجندل[3] اور اس متصل ان شہرون تک ہین

---

[1] یا للعجب! ہمارا عدسا واقف حال اتنی موٹی غلطی کرے جس شخص نے متعدد عربی فلاسفہ کے حالات لکھے ہون جو خود بھی فلسفی اور عربی النسل ہو۔ ایسی بے بنیاد بات کہے؟ کچھ سمجھ مین نہین آتا جس شخص نے ابن خلکان اور قفطی کی تصانیف مطالعہ کی ہین وہ راے کی غلطی کو تسلیم کرلیگا سیکڑون مشاہیر اسلام کا سلسلہ نسب دیکھنے سے معلوم ہوگا، کہ وہ نسباً خالص عرب تھے، باایہمہ وہ فلسفہ و حکمت مین یکتائے زمانہ تھے، بدقسمتی سے ابن خلدون جیسا علامۂ دہر بھی اس غلطی مین مبتلا نظر آتا ہے، بھلا اس سے بڑھ کر اور کون فلسفی ہوگا جس نے مقدمہ جیسی لازوال کتاب لکھدی ہے، باایہمہ وہ عربی النسل ہے جسکا سلسلۂ نسب وائل بن حجر تک منتہی ہوتا ہے جو حضور صلعم کے صحابہ مین سے تھے معلوم ہوتا ہے کہ کسی جلے دل شعوبی نے یہ الفاظ کہے ہین اور دوست دشمن سبھی انکو نقل کرتے چلے آئے ہین۔

[2] بلاد ثمود سے مراد بلاد حجر ہین جو شام مین واقع ہین [3] دمشق سے سات دن کے راستہ پر ایک شہر ہے جسکو سنہ ۹ھ غزوۂ تبوک مین خالد بن ولید نے آنحضرت صلعم کے حکم سے فتح کیا تھا، معجم البلدان ج ۴ صہ ۱۰۶

جو بادیہ سماوہ[1] کے اوپر تک چلے گئے ہین،

جزیرۃ العرب چار بڑے حصون حجاز، نجد، تہامہ اور یمن مین منقسم ہے، اس کا طول عدن اور نواحِ شام کے مابین تقریباً ۱۲۰۰ میل ہے، اور اس کا عرض ساحلِ بحر، یلہ، جار، جدہ، عدن اور اس سے متصل ریفِ عراق[2] کے مابین تقریباً ۶۰۰ میل ہے،

سیل عرم اور تفرق قبائل | مآرب اور اس کے مضافات کے ویران ہونے تک ملکِ یمن شاہ حمیر شمر یرعش، اور حضرت داؤد علیہ السلام حاکم بنی اسرائیل اور کیخسرو سوم (از ملوک طبقہ ثالث شاہانِ ایران) کے عہد یعنی طوفانِ نوح سے ۲۰۶۰ برس بعد تک ملکِ یمن قبائلِ قحطان کا وطن رہا، مآرب کی تباہی کا باعث (جس کی تصدیق تاریخ سے ہوتی ہے) سیلِ عرم[3] کا وہ چھوٹا طوفان ہے جس نے مآرب کے بند کو توڑ کر مآرب کی بیشتر آبادیون اور اس کے کئی شہرون کو غارت کر ڈالا، مآرب کے باشندے قبیلۂ ازد اور ان کے ہمسایہ قبائل تھے، جب مآرب پر تباہی آئی تو ان کے قبائل منتشر ہو کر مندرجہ ذیل مقامات مین چلے گئے،:-

[1] کوفہ اور شام کے مابین جو سطح میدان ہے اسکو بادیۂ سماوہ کہتے ہین معجم ج ۵ ص ۱۲۱، [2] ریف عربی زبان مین اس زمین کو کہتے ہین جو پانی سے قریب ہونے کے باعث سرسبز ترو تازہ اور قابل زراعت ہو، دجلہ و فرات کے قریب ہے اسکو ریفِ عراق کہا جاتا ہے، [3] عرم خاص ایک بند کا نام ہے، صنعاء (یمن) کے جنوب مشرق مین شہر مآرب ہے جسے شہر سبا بھی کہتے ہین، یہ شہر عبد شمس ملقب بہ سبا بن یشجب کے نام سے مشہور ہے، مآرب مین بلق نامی دو پہاڑیان واقع ہین انھی پہاڑیون کے درمیانی حصہ مین اس نے ایک بہت بڑی شہر پناہ کی دیوار بنوائی تھی اور بہت دور سے وہان نہر لایا تھا، شہر کا بڑا حصہ اسی شہر پناہ پر واقع تھا، آخر ایک سال اس کثرت سے پانی برسا اور سیلاب آیا کہ یہ سد عرم جسمین بہت سا پانی جمع رہتا تھا ٹوٹ گئی اور سیلاب وہان کے باشندون، ان کے باغات، مال و متاع اور مویشیون کو بہا لے گیا، اس حادثہ سے عرب کے کئی قبائل متفرق ہو کر مختلف مقامات مین چلے گئے، قرآن مجید نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فارسلنا علیھم سیل العرم، ۲۲ (سورۂ سبا مفصل

(۱) اوس وخزرج	جو آگے چلکر انصار کہلائے، ملک حجاز میں یثرب یعنی مدینۃ الرسول صلعم مین،
(۲) بنی خزاعۃ	مکہ اور ارضِ تہامہ مین، جو مکہ کی نواحی مین ہے،
(۳) وادعۃ، یحمد، خزام، جدیل، مالک، حارث، عتیک	عمان مین، ان کو ازدِ عمان کہتے ہین
(۴) ماسخہ، میدعان، لھب، غامد، یشکر، بارق، علی بن عثمان، شمران بجربن ھنا دوس،	جبل السراۃ مین، یہ ایک عظیم الشان پہاڑ ہے جو طول مین سرزمین یمن سے لے کر نواحِ شام تک بلادِ عرب کو تقسیم کردیتا ہے،
(۵) مالک بن عثمان بن اَدس	عراق مین،

بقیہ حاشیہ ص۷۷) حالات کے لیے دیکھو مروج الذہب للمسعودی برحاشیہ مقری ج ۲ ص۶۲ تا ص۷۵ سنی ملوک الارض لحمزۃ الاصفہانی ص۸۶ برلین معجم البلدان ج ۶ ص۱۵۱۔ عرم کے معنی مین اہل لغت کا اختلاف ہے محققین مثل ابوعبیدہ، امام سہیلی، یاقوت وغیرہ کے نزدیک اس کے معنی بند کے ہین، (دیکھو روض الانف ص۱۵، معجم ج ۶ ص۱۵۱، تفسیر کبیر ج ۷ ص۱۲) نکلسن لکھتے ہین کہ ممکن ہے کہ "تفرق سبا" کا واقعہ تاریخی حقیقت پر مبنی ہو لیکن سد مآرب اس کے بعد بھی زمانہ دراز تک قائم تھی، اس کے موجودہ کتبات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ چھٹی صدی عیسوی کے وسط تک سد کا کام دیتی رہی ہے، یہ سیلاب ۴۵۰ء ۴۵۱ء مین آیا تھا۔ ۵۴۲ء ۵۴۳ء مین یمن کے حبشی حاکم ابرہہ نے اس کے بعض حصہ کی مرمت کرائی تھی، (تاریخ ادب العرب از نکلسن ص۱۵) اس وقت سے اب تک اس تعمیر کو تقریبًا دو ہزار آٹھ سو چوبیس سال گزر چکے ہین، اس قدر مدت گذر جانے پر بھی اس بند کا ایک ثلث حصہ اب تک بدستور باقی ہے،

۷۔ جفنة، آل محرّق بن عمرو بن عامر اور قضاعہ } شام میں،

جزیرۃ العرب سے نکلکر شام اور الجزیرہ (میسوپوٹامیہ) کے شہروں دیار ربیعہ کی طرف، ایاد ور بیعہ کے سوا، ہجرت کرنے والے قبائل عرب کے حالات بیان کرنیکا یہ موقع نہین ہے، اس کے متعلق جو کچھ ہم کو معلوم ہوا ہے اس کو ہم نے اپنی کتاب جوامع اخبار الامم عن العرب والعجم مین بیان کیا ہے،

یہ حالت تھی اہل عرب کے مذاہب، ان کی سکونت گاہون اور معاش کی،

اب ہم عرب اسلام کے حالات حتی الامکان اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہین،

عہدِ اسلام | رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت شریفہ کے وقت عرب کا ملک پراگندہ اور اسکا نظام درہم وبرہم تھا، خداوند تعالی نے اس پراگندگی اور بدنظمی کو تنظیم وتشکیل سے بدل دیا، اور عرب کے قبائل مین سے قحطان وعدنان کو جزیرۃ العرب پر مسلط کردیا، جو خداے واحد پر ایمان لائے، اور اس کی اطاعت پر کمربستہ ہوگئے، بت پرستی اور تعظیم کواکب کو ترک کرکے خداے واحد کی تعظیم وتحمید ربوبیت، اور توحید کے اقرار مین رطب اللسان ہوگئے، بعث ونشر، حدوث عالم اور جزا وسزا کے معتقد، اعمال وعبادات صوم وصلوٰۃ، حج وزکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ امور شریعت اسلامیہ کے پورے پابند ہوگئے،

ابھی زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ سرور کائنات (علیہ الوف التحیات) نے وفات پائی، آپ کی وفات شریف کے بعد حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان پھر انکے بعد حضرت علی (رضوان اللہ علیہم) آپ کے جانشین قرار پائے، ان خلفاء راشدین رضی

کئی ملکوں پر چڑھائی کی، بہت سے بادشاہوں کو مغلوب کیا اور متعدد ممالک پر قابض ہو گئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت تک سلطنتِ اسلام نے وسعت و عظمت میں اس مقام تک ترقی کر لی تھی، جسکی نسبت مخبر صادق (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیشین گوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:-

زویت الی اقاصی الارض فأریت مشارقھا وسیبلغ ملک امتی مازوی لی منہا [1]

زمین کے دور دراز حصے میرے لیے سمیٹ دیئے گئے اور مجھے دنیا کے تمام مشرقی ممالک دکھائے گئے، عنقریب جتنا حصہ کہ میرے لیے سمیٹا گیا ہے وہان تک میری امت کا دائرۂ حکومت وسیع ہو جائے گا،

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے ہاتھوں عراق و خراسان وغیرہ ممالک سے اہل فارس کی حکومت کو زائل کر دیا، اور ملک شام سے رومیون اور مصر و نواحی مصر سے قبطیون کی حکومت کو مٹا دیا،

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ سے خدا نے عدنان کو عرب کا بادشاہ بنا دیا، پھر یہ سلسلہ حکومت آپ کے چچا زاد بھائیون اور بنی قریش مین منتقل ہو گیا کہ امتون اور قرنون کے متعلق یہی سنت الٰہی جاری رہی ہے، جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ [2]

یعنی دنون کو ہم لوگون مین یکے بعد دیگرے لاتے رہتے ہین،

طب عربی ابتداءِ اسلام مین اہل عرب نے اپنے علم زباندانی اور احکام شرعیہ کی واقفیت کے سوا کسی اور علم کی طرف توجہ نہین کی تھی، البتہ فن طب سے عرب کے بعض افراد واقف تھے، اور عام طور پر لوگ اس سے ناآشنا تھے کیونکہ تمام لوگون کو اس کی ضرورت تھی

[1] صحیح مسلم باب الفتن ج ۲ صفحہ ۳۹۰ دہلی، [2] سورۂ آل عمران ۱۴۰،

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے ذریعہ سے اسکی ترغیب دی تھی،

یا عباد اللہ تداووا فان اللہ عز وجل لم یضع داء الا وضع له دواء الا داء واحدا وهو الهرم[1]	اے خدا کے بندو! علاج کراؤ کہ خدائے تعالیٰ نے کوئی مرض ایسا نہیں ہے جسکی دوا نہ پیدا کی ہو سوائے بڑھاپے کے کہ اسکا علاج نہیں،

حارث بن کلدہ[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد باسعادت میں عرب کے اطبا میں سے تھا، اس نے فارس اور یمن میں جاکر علم طب حاصل کیا تھا، وہ عود بجایا کرتا، اور معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ تک بقید حیات تھا،

ابن ابی رمثہ تمیمی[3] یہ وہ صحابی ہیں جنکا بیان[4] ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت[5] دیکھی تو میں نے آپ سے عرض کی کہ میں اسکا معالج ہوں اگر حکم ہو تو اس کا علاج کردوں (یعنی اس کو کاٹ ڈالوں) آپ نے فرمایا:

انت رفیق والطبیب اللہ[6]	تم (صرف) چارہ دست ہو اور طبیب تو خدا ہی ہے۔

---

[1] صحیح الترمذی ج ۲ ص۲۶ طبع میرٹھ ۱۲۱۲ھ، عرجا البخاری ایضاً (کتاب الطب ج ۲ ص۸۴۷ مرتبہ محدث سہارنپوری) وابن ماجہ (ابواب الطب ص۲۵۳ دہلی) وابوداؤد (کتاب الطب ج ۳ ص۱۰۴) [2] مفصل حالات کے لیے دیکھو طبقات الاطباء ج ا ص۱۰۹ تا صفحہ ۱۱۳ وقفطی ص۱۰۱-۱۱۲۔ [3] تذکرہ ابن ابی رمثہ کے لیے دیکھو طبقات ج ا ص۱۱۶۔ [4] ابن ابی اصیبعہ نے اس کی یہ اسناد نقل کی ہے وحدثنی نعیم عن ابن ابی عیینہ عن ابن الجبر عن زیاد عن لقیط عن ابن ابی رمثہ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ (ج ا ص۱۱۶) [5] عام طور پر مشہور ہے کہ یہ واقعی مہر نبوت تھی جس پر لا الٰہ الا اللہ قدرتی طور پر منقوش تھا، مگر محققین فن حدیث کے نزدیک یہ غیر مستند ہے، اصل میں حضور کے دونوں مبارک شانوں کے بیچ میں کچھ گوشت ابھرا ہوا تھا جس پر تل تھے اور کچھ بال اُگے ہوئے تھے (ملاحظہ ہو روض الانف للسہیلی ج ا ص۱۱۶) حافظ مغلطائی نے محققین کے تمام اقوال کو یکجا جمع کر دیا ہے (دیکھو سیرۃ مغلطائی ص۹) [6] نہایۃ ابن اثیر ج ۲ ص۹۹ طبع مصر و مسند ابن حنبل نے ایک یہ اعنی یہ میں یعنی "رفیق" سے مراد رفیق ہے (طبقات الاطباء ج ا ص۱۰۷)

ابن ابجر الکنانی[1] | یہ ایک طبیب ماہر تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے زمانہ خلافت مین تھا۔ وہ جب بیمار ہوتے تو اس کو اپنا قارورہ دکھاتے تھے،

خالد بن یزید[2] | فنِ طب اور کیمیا کا عالم تھا، اس فن مین اس کے کئی رسائل اور عمدہ اشعار ہین، جو اسکے علم و فضل اور مہارتِ فن پر دلالت کرتے ہین،

عہد عباسی | بنو امیہ کے عہدِ سلطنت مین اہل عرب کی علمی حالت یہ تھی جو مذکور ہوئی، جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکومت بنی ہاشم کو تفویض فرمائی تو لوگون کی ہمتین اور ان کی عقلین خوابِ غفلت سے بیدار ہوئین، چنانچہ سب سے پہلے خلیفہ ثانی ابو جعفر منصور[3] عباسی (عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم) کی توجہ علوم کی طرف منعطف ہوئی، وہ علم فقہ کا متبحر عالم اور علوم فلسفہ خصوصاً علم نجوم مین سر برآوردہ ہونے کے ساتھ ہی علم کا شیدائی اور اہل علم کا دلدادہ تھا، پھر جب خلیفہ ہفتم عبداللہ المامون[4] بن ہارون الرشید (بن مہدی بن ابو جعفر منصور) تخت خلافت کا

---

[1] اس کا نام عبدالملک بن ابجر ہے، اسکندریہ کی یونانی تعلیم کا افسر تھا، پھر جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے اسکندریہ فتح کر لیا تو یہ ان کے ہاتھ پر اسلام لایا (طبقات الاطباء ج ۱ ص ۱۱۶) [2] ابو ہاشم خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان (از خاندان بنی امیہ، کیمیا، طب وغیرہ علوم و فنون کا جید عالم تھا، المتوفی ۸۵ھ مزید حالات کے لیے دیکھو ابن خلکان ج ۱ ص ۱۶۸ و ص ۱۶۹ اس کو فن کیمیا کا باپ کہا جاتا ہے، کہ اسلام مین اسی نے سب سے پہلے فن کیمیا کی تحصیل کی تھی، اور اس فن مین کتابین تصنیف کی تھین، محقق البیرونی نے اسکو "اسلام کا سب سے پہلا حکیم" لکھا ہے (آثار الباقیہ ص ۳۰۲) لیکن علامہ ابن خلدون کے نزدیک چونکہ اہل عرب کی بدویت ان کے ماہر فنون و صنائع ہونے کے منافی ہے اس بنا پر وہ لکھتے ہین کہ یہ خالد ایک دوسرے شخص کا نام ہے جو عیسائی تھا (مقدمہ ص ۴۰۵ بولاق) یہ سوء ظن کی انتہا ہے، کیا اس کے بعد بھی حامیان ابن خلدون یہ کہہ سکتے ہین کہ اس نے جو کچھ کہا ہے وہ جاہلیت کے عربون کی نسبت ہے؟ کتاب الاغانی ج ۱۶ ص ۸۸ تا ۹۰ مین خالد کا مفصل تذکرہ ہے۔ [3] خلافت عباسیہ کا دوسرا تاجدار ۱۳۶ھ ۷۵۴ء مین اپنے بھائی السفاح کے انتقال کے بعد تخت نشین ہوا اور ۱۵۸ھ ۷۷۵ء مین وفات پائی [4] ۱۹۸ھ ۸۱۳ء ۲۱۸ھ ۸۳۳ء مامون کے مفصل حالات اور اسکے علمی کارنامون کیلئے دیکھو المامون مؤلفہ علامہ شبلی مرحوم

وارث ہوا تو اس نے اس کام کو جسکی ابتدا اس کے دادا منصور نے کی تھی تکمیل کو پہنچا دیا، یعنی اسکی ہمت بلند اور ذاتِ گرامی نے کتب علمیہ کی جستجو کرنے اور ان کو علمی خزانون سے ڈھونڈھ نکالنے پر اس کو آمادہ کیا، اس نے قیاصرۂ روم سے تعلقات پیدا کئے ان کو قیمتی تحفے اور ہدایا بھیجے، اور ان کے عوض مین ان سے فلاسفۂ یونان کی کتابین جو ان کے پاس تھین طلب کین[1]، انھون نے افلاطون، ارسطو، بقراط، جالینوس، اور بطلیموس وغیرہم فلاسفۂ یونان کی وہ تمام کتابین جو ان کے پاس موجود تھین مامون کی خدمت مین روانہ کین، مامون نے ان کا ترجمہ کرانے کے لیے فن ترجمہ کے مشاق ماہرین کو مقرر کیا، اور ان کو ترجمہ کرنے کی ترغیب دلائی، چنانچہ جس قدر اور جہان تک ممکن تھا اس کے لیے کتابون کا ترجمہ کیا گیا، پھر اس نے لوگون کو ان کتابون کے پڑھنے پڑھانے کی طرف رغبت اور شوق دلایا، اس وجہ سے اس کے عہد مین فلسفہ کی گرم بازاری اور ہر طرف اسی کی حکومت قائم ہو گئی، مامون کی اس دلچسپی اور شوق کو دیکھ کر اہل علم کو ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی خواہش پیدا ہو گئی، کیونکہ مامون ان کا مجلیس اور ان کے مناظرات و مذاکرات علمیہ سے لطف اندوز ہوتا تھا، اور ان کو مقرب بارگاہ بنا کر بلند مراتب

[1] تاریخ کا یہ ایک نہایت ہی افسوناک واقعہ ہے کہ جب علم پرست مامون نے قسطنطنیہ کے رومی بادشاہ تھیوفلس کو ایک خط مین یہ لکھا کہ لیون نامی عالم کو بغداد آنے کی اجازت دیجائے تاکہ وہ یہان آکر مجھے ریاضیات کی تعلیم دے، مین اپنی مصروفیتون کی وجہ سے مجبور نہ ہوتا تو خود حاضر ہوتا، اس فرمائش کے عوض مین مامون نے ایک سو قنطار سونا دینے اور دائمی صلح کا وعدہ کیا، لیکن اس جاہل بزنطینی بادشاہ نے جو اپنے تعصب نسلی و مذہبی اور اہل اسلام کے بغض و عناد سے دیوانہ ہو رہا تھا، مامون کی استدعا کو رد کر دیا اور جواب دیا کہ وہ علوم جنھون نے رومیون کے نام کو آسمانِ شہرت پر چمکایا ہے، ایک وحشی (عرب) کو نہین سکھائے جا سکتے؟ ترم بشرم۔ (یورپ کا ارتقاء ذہنی از ڈاکٹر ڈریپر جلد دوم) رینان کے ہم خیال و ہم مذہب ذرا اپنے گریبان مین منھ ڈالکر دیکھین!

اور عنایات شاہانہ سے سرفراز کیا کرتا تھا، غرض کہ تمام علمار، فقہا، محدثین، متکلمین، اہل لغت، مورخین، ماہرین انساب، اور شعرائے نامور سب کے ساتھ مامون کا یہی برتاؤ تھا، اسلیے اس کے زمانہ مین علما کے ایک گروہ نے علوم فلسفہ مین کمال حاصل کیا اور اپنے بعد والون کے لیے طب کی تحصیل کا راستہ صاف کر دیا، اور ادب کے اصول اور طریقے وضع کیے، تاآنکہ دولت عباسیہ زمانہ عروج و تنظیم مین سلطنت روما (رومن ایمپائر) کی ہمسری کرنے لگی، پھر (رفتہ رفتہ) اس کا تنزل و انحطاط شروع ہوا، تیسری صدی ہجری کے آخر مین ملک مین بدنظمی اور ابتری کے اسباب پیدا ہوگئے عنان حکومت ترک (حاجبون) اور حرم سراؤن کے ہاتھ مین آگئی، اس کے بعد سے لوگ علم سے کنارہ کش اور فتنہ و فساد کی مزاحمتون کے باعث اس سے دست بردار ہوگئے، اور اب وہ تقریبًا ہمارے زمانے مین بالکل مٹ جانا چاہتا ہے، لیکن ہر حال مین خدا کا شکر ہے،

علوم فلسفہ کی تحصیل اخبار عرب کے اس مقدمہ کے بیان کرنے کے بعد اب ہم اس بات کا ذکر کرینگے کہ عہد عباسیہ مین مسلمانون مین سے خواہ وہ عجمی ہون یا عرب، علوم فلسفہ کی کس نے تحصیل کی، علوم فلسفہ مین سے سب سے پہلے منطق اور علم نجوم کی طرف توجہ کیگئی،

عبداللہ بن المقفع[1] ابوجعفر منصور عباسی کا کاتب[2]، یہ پہلا شخص ہے جس نے عہد عباسیہ مین علم منطق

---

[1] ابن المقفع اصل مین مجوسی تھا، پھر مسلمان ہوگیا، پہلے اس کا نام روزبہ ابن داذیہ تھا اور بعد از اسلام عبداللہ رکھا گیا، اس کا باپ حجاج بن یوسف کے زمانہ مین عراق اور فارس کے ٹیکس وصول کرنے پر مامور تھا، کسی سے بجبر روپیہ وصول کرنے کی پاداش مین اسکو سخت سزا دیگئی جس کی وجہ سے اسکا ہاتھ ٹیڑھا ہوگیا تھا، لہذا اسکو المقفع کہنے لگے، ابن المقفع بصرہ مین ۱۴۵ھ مین قتل کیا گیا، دیکھو الفہرست ص۱۱۸، ابن خلکان نے حسین بن منصور حلاج کے ترجمہ مین اس کا مفصل تذکرہ لکھا ہے، دیکھو وفیات الاعیان ج ۱ ص۱۴۹ تا ص۱۵۱

[2] کاتب کا عہدہ مشرقی حکومتون مین قریب قریب وہی ہوتا تھا جو آجکل سکریٹری یا میر منشی کا ہوتا ہے،

مین شہرت حاصل کی، اس نے ارسطو کی تین منطقی کتابون قاطیغوریاس، باری ارمیناس اور انولوطیقا کا عربی مین ترجمہ کیا، جو منطقی اشکال مین ہین، وہ لکھتا ہے، کہ اس کے زمانہ تک اول لذکر کتاب (قاطیغوریاس) کے سوا ارسطو کی کسی کتاب کا ترجمہ نہین ہوا تھا، اس نے مبادی منطق پر فرفوریوس صوری کی کتاب ایساغوجی[1] کا عربی مین ترجمہ کیا[2] اور سہل و سلیس عبارت مین اسکی شرح لکھی، علاوہ ازین اس نے ہندی کتاب کلیلہ و دمنہ کا عربی مین ترجمہ کیا[3]، ابن المقفع پہلا مترجم ہے جس نے فارسی سے عربی مین کتابون کا ترجمہ کیا، اسکی عمدہ تصانیف مین جنہین ایک رسالہ اخلاق و سیاست مین ہے اور اس کا ایک رسالہ الیتیمۃ[4] بادشاہ کی اطاعت مین بہت مشہور ہے،

ہیئت و نجوم عہد عباسیہ مین فن نجوم کی طرف پہلے محمد بن ابراہیم الفزاری نے توجہ کی، اسکا سبب یہ ہوا جیسا کہ حسین بن محمد بن حمید المعروف بہ ابن الآدمی نے اپنی تاریخ کبیر مسمی بہ نظام العقدین بیان کیا ہے کہ سنہ ۱۵۶ھ مین حساب سدھانت کا ایک ہندو عالم خلیفہ منصور کے پاس[5] ہندوستان

---

[1] ISAGOGE یونانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی مدخل یا مقدمہ کے ہین (مفاتیح العلوم ص۸۵)

[2] یہ ترجمہ سنہ ۱۶۲۵ء مین روم مین طبع ہو چکا ہے (الاکتفا، ص۱۶۹) [3] یہ کتاب فرنچ مستشرق ڈی ساسی کے اعتبار سے سنہ ۱۸۲۶ء مین مقدمہ لبید کے ساتھ پیرس سے شائع ہو چکی ہے (الاکتفا، ص۲۵۵) [4] یہ کتاب قاہرہ (مصر) مین سنہ ۱۳۲۶ھ اور سنہ ۱۳۳۱ھ مین چھپ گئی ہے [5] البیرونی نے کتاب الہند (ص۲۰۸) مین فزاری اور یعقوب کی زیچ پر بحث کرتے ہوئے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے، اس نے صرف اس قدر تصریح کی ہے کہ یہ ہندو عالم اس وفد کے ارکان مین سے تھا، جو سندھ سے دربار خلافت مین (عراق) حاضر ہوا تھا، مگر بیرونی نے اسکا سنہ ۱۵۴ لکھا ہے، پھر ص۲۰۳ پر یعقوب کی کتاب ترکیب الافلاک کا ذکر کرتے ہوئے سنہ ۱۶۱ لکھتا ہے، ممکن ہے کہ بیرونی نے یہ سہواً لکھدیا ہو، مگر یعقوب کی تصانیف سے بیرونی واقف تھا اور کتاب الہند مین اسکا بار بار ذکر آتا ہے، اس بنا پر اغلب ہے کہ اس نے یہ سنہ یعقوب کی کتاب ترکیب الافلاک سے نقل کیا ہو (علم الفلک، ص۱۶۵، ص۱۶۷) اس وفد کے متعلق تمام عرب مورخین خاموش ہین، جہان تک ہمین معلوم ہے ابن الآدمی اور بیرونی کے سوا کسی نے اسکا ذکر نہین کیا،

سے ایک کتاب لایا جس مین حرکات کواکب، تعدیلات نجوم (جو آدھے آدھے درجہ تک گنے ہوئے کردجات پر تیار کی ہوئی تھین) اعمال فلکیہ کی بعض اقسام، کسوفین اور مطالع بروج کا بیان تھا، یہ کتاب بارہ بابون پر مشتمل تھی، اس ہندو عالم نے بیان کیا کہ اس نے اس کتاب مین ان کردجات کا اختصار کیا ہے جو ہندوستان کے راجہ فیغر (ویاگھر موکھا) سے منسوب ہین، اور جنکا حساب ایک ایک دقیقہ تک گنا ہوا ہے، منصور نے حکم دیا کہ اس کتاب کا عربی مین ترجمہ کیا جائے اور اس سے ایک ایسی کتاب تالیف کیجائے جو احکام نجوم مین عربون کے لیے اصل کا کام دے، چنانچہ محمد بن ابراہیم فزاری اس کام پر مقرر ہوا اور اس نے ایک کتاب تالیف کی جسکو منجمین السند ہند الکبیر[1] کہتے ہین، سنسکرت مین اس کے معنی زمانہ قدیم ہین[2]، یہ کتاب اس عہد سے لیکر خلیفہ مامون کے زمانہ تک لوگون کا معمول بہ تھی، اس کے بعد ابو جعفر بن موسی الخوارزمی نے مامون کے لیے اس کتاب کا اختصار کر کے ایک زیچ تیار کی جو بلاد اسلامیہ مین السند ہند الصغیر کے نام سے مشہور ہے[3]، اس کتاب مین اس نے سدھانت کے اوساط کواکب پر دار ومدار رکھا ہے، مگر مسئلہ تعادیل ومیل شمس مین سے تعادیل کو مذہب فارس کے مطابق اور میل شمس کو بطلیموس کے مذہب پر لکھا ہے، اور اس مین بطور مقدمہ چند عمدہ ابواب کا اضافہ کیا ہے جو ان غلطیون پر حاوی نہین ہین، جو علم ہندسہ مین اسکی کمزوری اور ہیئت مین اس کے بعید از تحقیق ہونے پر دلالت کرتی ہین، اس زمانہ کے طریقہ سدھانت کے پیروون نے اس کتاب کو بہت پسند کیا

---

[1] چونکہ الخوارزمی کی کتاب کا نام بھی السند ہند ہے، لہذا متاخرین نے امتیاز کرنے کے لیے اس کو کبیر اور اس کو صغیر سے نامزد کیا ہے (علم الفلک ص ۱۵۰) [2] مسعودی نے بھی (التنبیہ والاشراف ص ۲۲) مین اس کے یہی معنی لکھے ہین جو غلط ہین، سنسکرت مین سدھانت کے معنی اصول کے ہین، اور احکام نجوم کی اکثر کتابین جو سنسکرت مین لکھی گئی ہین، سدھانت کہلاتی ہین، (کلاسیکل ڈکشنری آف ہندو میتھالوجی ص ۲۹۲) [3] کتاب الفہرست لابن الندیم ص ۲۷۴،

اوراس کو ہرطرف مشہور کر دیا، حتی کہ ہمارے زمانہ تک مسئلہ تعدیل کی طرف متوجہ ہونے والے اس کتاب سے استفادہ کرتے رہے ہین،

رصد مامونی مامون الرشید کے سریرآراے سلطنت ہونے کے بعد جبکہ اسکی ذات ستودہ صفات نے تحصیل فلسفہ وحکمت کی طرف توجہ کی اور علماے وقت نے کتاب المجسطی سے واقفیت حاصل کرکے اس مین بیان کئے ہوئے آلات رصد کو معلوم کیا، تو مامون کو فضیلت عقل کے خیال نے اس بات پر آمادہ کیا، اوراس نے علماے عصر کو اپنے حدود سلطنت سے جمع کرکے حکم دیا کہ ایسے ہی آلات رصد تیار کرکے قیاس کواکب مین ان سے مدد لی جائے، اور ان کا احوال ٹھیک اسی طریقہ پر معلوم کیا جائے جیسا کہ بطلیموس اوراس کے پیشروؤن نے کیا تھا، چنانچہ ۲۱۴ھ مین سرزمین شام مین دمشق کے شہر شماسیہ مین ایک رصدگاہ قائم کی گئی جس کے ذریعہ سے انھون نے سنہ شمسی رصدی کی مدت، میل شمس کی مقدار، خروج مرکز اور وضع اوج کو معلوم کیا، اس کے علاوہ ثوابت وسیارات کے بعض حالات معلوم کئے، لیکن ۲۱۸ھ مین خلیفہ مامون کی وفات کے سبب وہ اپنے مقصد کی تکمیل سے قاصر رہے چنانچہ جہان تک کہ ان کی تحقیقات پہنچ چکی تھین، اسی کو انھون نے ایک کتاب مین جمع و مرتب کرکے اس کا نام "رصد مامونی" رکھدیا، اس رصد کو قائم کرنے والے یہ چار شخص ہین:-

۱- یحیی بن ابی منصور[1]، جو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا منجم تھا،

۲- خالد بن عبدالملک مروروزی،

۳- سند بن علی[2]

---

[1] دیکھو تاریخ الحکما للقفطی ص۲۳۴-ص۲۳۵ مین اس کا تذکرہ

[2] عہد مامون مین یہودی تھا، پھر مامون کے ہاتھ پر اسلام لایا (دیکھو القفطی ص۲۰۶) قفطی کے زمانہ تک اسکی زیچ پر لوگون کا عملدرآمد تھا،

۴۔ عباس بن سعید الجوہری[1]

ان مین سے ہر ایک نے اپنی زیچ تیار کر کے مامون کے نام پر نامزد کی جواب تک لوگون مین متداول ہے، یہ پہلی رصدگاہ تھی جو عہدِ اسلام مین قائم ہوئی تھی،

علماے اسلام | اس زمانہ سے لے کر ہمارے زمانہ تک علماے اسلام جو دولت عباسیہ کے علاوہ دیگر سلاطینِ اسلام کے متوسل تھے، فن نجوم، ہندسہ، طب وغیرہ علوم قدیمہ سے اعتنا کرتے اور ان علوم وفنون مین عظیم کتابین لکھتے رہے، ان مین سے ایک

یعقوب کندی[2] | مختلف علوم وفنون اور فلسفہ کا متبحر عالم "فیلسوف العرب" اور عرب کے شاہی خاندان سے تھا، (اس کا سلسلۂ نسب[3] یہ ہے):۔

ابو یوسف یعقوب بن اسحاق بن الصباح بن عمران بن اسمٰعیل بن محمد بن اشعث بن قیس بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ اکبر بن حارث اصغر بن معاوٓ بن حارث اکبر بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن کندہ بن عفیر بن عدی بن حارث بن مرہ بن اُدد بن زید بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان،

اس کا باپ اسحاق بن الصباح خلیفۂ مہدی عباسی اور ہارون الرشید کی طرف سے کوفہ کا گورنر اور حاکم تھا، اور اس کے دادا اشعث[ؓ] بن قیس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے، جو قبل اسلام تمام کندہ کے رئیس اعظم تھے اور ان کے باپ قیس بن معدی کرب بھی تمام قبیلۂ کندہ کے رئیس تھے اور انھی کی مدح مین اعشیٰ[4] قیس بن ثعلبہ نے وہ چار طویل قصائد لکھے ہین

[1] اس کے تذکرہ کے لیے دیکھو القفطی ص۱۵۱ [2] مبسوط ومفصل حالات کے لیے دیکھو طبقات الاطباء ج اص۲۰۶ تا ص۲۱۳ و قفطی ص۲۴۰ تا ص۲۴۷،

[3] اصل متن مین یہ سلسلۂ نسب بہت غلط تھا ہم نے اور کتابون سے انکی تصحیح کی ہے [4] اعشیٰ میمون بن قیس زبردست جاہلی شاعر جس نے سب سے پہلے مدحیہ اشعار کہے، آخر عمر مین اسلام کا زمانہ بھی پایا تھا، اور صلح حدیبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا تھا مگر اسلام نہین لایا، تفصیل کیلئے دیکھو کتاب الشعر والشعراء لابن قتیبہ ص۱۳۷

(جن کے مطلعے[5] یہ ہیں) :-

١- لعمرك ما طول هذا الزمن	تیری جان کی قسم! طولِ عمر بھی انسان کے
(على المرء الا عناء معن)[2]	لئے ایک رنج وہ عذاب ہے،
٢- رحلت سمية غدوة أجمالها	سمیہ نامی محبوبہ نے تجھ سے روٹھ کر سویرے ہی اپنے اونٹوں پر پالان
(غضبى عليك فما تقول بدالها)[3]	کسی، تیرا کیا خیال ہے، اسکو کونسی ضرورت لاحق ہوئی ہوگی:
٣- أأزمعت من آل ليلى ابتكارا[4]	کیا تو نے لیلی (محبوبہ) کے گھر والوں سے سویرے ہی کوچ کا تہیہ کر لیا ہے؟
(وشطت على ذي هوى ان تزارا)	وہ عاشق سے کہیں دور ہے جو اس کی ملاقات کا ارادہ کیا جا سکے
٤- أتهجر غانية ام تلم[5]	کیا وہ نازنین تجھے چھوڑ کر چل دیگی یا بازدید کو آئیگی، یا کہ تیرے
(ام الحبل واه بها منجذم)	تعلقاتِ محبت بودے اور شکستہ ہوگئے ہیں؟

قیس کا باپ معدی کرب بن معاویہ اور اس کا باپ معاویہ بن جبلہ دونوں حضرموت میں قبیلۂ بنی حارث الاصغر پر حکمران تھے، معاویہ بن حارث اکبر اور اس کا باپ حارث اکبر اور ابو ثور مشقر، یمامہ اور بحرین میں قبیلۂ معد پر حاکم تھے، آجتک اسلام میں علوم فلسفیہ میں یعقوب کے سوا کوئی شخص مشہور نہیں ہوا، جس کو صحیح طور پر فیلسوف کہا جا سکے، اکثر علوم میں اسکی کئی مطول تصانیف اور چھوٹے چھوٹے رسائل ہیں جنکی تعداد پچاس سے زاید ہے[6] اس کی مشہور

ل طبقات میں صرف اولی مصرعے ہیں، ثانی مصرعے ہم نے مطالعوں کو پورا کرنے کے لیے دیدیئے ہیں۔ ٢ تشریح شواہد المغنی للعینی ج ٢ ص ١٤٢، ٣ دیوان اعشی طبع مطبعۃ التقدم مصر ص ١٥ خزانۃ الادب للبغدادی ج ٢ ص ١٨٣ ٥٣ ابیات کا قصیدہ ہے۔ ٤ خزانۃ الادب ج ١ صفحہ ٥٧٥ و ج ٢ ص ٣

٥ خزانہ ج ٢ ص ٢٦٤،

٦ قفطی نے کندی کی کتابوں کی مکمل فہرست لکھی ہے ملاحظہ ہو ص ٢٤١ تا ص ٢٤٦

کتابون مین سے کتاب التوحید معروف بہ فہم الذہب ہے جس مین اس نے حدوث عالم بلا ما[ن]
کے متعلق افلاطون کا مذہب اختیار کیا ہے، اور غلط دلائل سے اس مذہب کی تائید کی ہے،
جنہین سے بعض سوفسطائیہ[1] دلائل ہین اور بعض خطابیہ، منجملہ اس کے اسکی ایک کتاب فرقۂ منانیہ[2]
کے رد مین ہے (یہ ایک فرقہ ہے جو اصلین قدیمین (نور و ظلمت) کا قائل ہے) ایک کتاب
اثباتِ نبوت مین، اور مابعد الطبیعۃ مین اسکا ایک رسالہ ہے جو اس نے منانیہ کے رد مین لکھا
ہے، ایک کتاب علم موسیقی مین ہے، جس کا نام "المونس" ہے، ایک رسالہ تسلّی رنج و غم پر، اور
ایک کتاب آدابِ نفس پر ہے[3] منطق مین بھی اسکی متعدد تصانیف ہین جو لوگون مین عام طور پر
مروج ہوئین لیکن بہت کم لوگ ان سے استفادہ کرسکتے ہین[4] کیونکہ وہ خالی ہین طریقۂ تحلیل
سے، جو ہر مقصد مین حق و باطل کی تمیز کے لیے لازمی ہے صنعت ترکیب کو البتہ یعقوب نے
اپنی منطقی تصانیف مین بیان کیا ہے لیکن مقدمات کے بغیر کوئی شخص ان سے فائدہ نہین

---

[1] وہ فرقۂ متشککین جو حقائق کے منکر ہین، اقدما متکلمین نے اس کی تین قسمین بیان کی ہین، ایک وہ ہین جو حقائق کا سراسر انکار کرتے ہین، دوسرے وہ
جو حقائق مین شک کرتے ہین تیسرے وہ جو کہتے ہین فلان بات اس لیے حق ہے کہ وہ فلان کے نزدیک حق ہے اور فلان کے نزدیک اسلیے باطل ہے کہ وہ اس کے نزدیک
باطل ہے (الملل والنحل لابن حزم ج ا ص۸) [2] عربی قاعدہ کے مطابق یہ مانویہ ہونا چاہیے، منانیہ خلاف قیاس آیا ہے جیسے الحرنانیہ منسوب بحران اور
البہرانیہ منسوب بہ عانی ہودی، (مفاتیح العلوم ص۲۷) یہ مذہب مانی سے منسوب ہے جو مانوی مذہب کے مشہور محقق کیسلر کی رائے مین ہمدان کا باشندہ تھا، اسکی تاریخ ولادت
معلوم نہین ہے لیکن کیسلر بیرونی کی بتائی ہوئی تاریخ کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ ۵۲۷ بابلی مطابق ۲۱۶-۲۱۵ء مین پیدا ہوا تھا، مانی نے دین عیسوی و دین مجوسی کو
ترکیب دیکر ایک نیا مذہب ایجاد کیا تھا، وہ مسیح کی نبوت کا قائل اور موسیٰ کی نبوت کا منکر تھا، نور و ظلمت دو خدا کا قائل تھا اسی وجہ سے فرقۂ
مانویہ کو ثنویہ بھی کہتے ہین، دیکھو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۱۷ ص۵۷۲ طبع یازدہم، الفصل لابن حزم ج ا ص۳۶ و ۳۵ اور شہرستانی
برحاشیۂ ابن حزم ج ا ص۱۰۸، [3] اس کا نام قفطی نے تسہیل سبل الفضائل لکھا ہے،
[4] ابن ابی اصیبعہ لکھتے ہین کہ صاعد کی یہ زیادتی ہے ورنہ دراصل کوئی بات ایسی نہین ہے جو کندی کے علم سے مستفید ہونے اور اسکی کتابون کے مطالعہ سے باز رکھے، ا ج ۱ ص۲۰۷

اٹھا سکتا کہ ان کے بغیر ترکیب ہی ناممکن ہے، اور ہر مطلوب شے کے مقدمات بغیر تحلیل کے حاصل نہین ہو سکتے۔ اب مجھے نہین معلوم کہ یعقوب کو اس اہم صنعت تحلیل سے کس چیز نے باز رکھا یا تو وہ اس کی قدر و قیمت سے ناواقف تھا، یا لوگون پر اس کو ظاہر کرنے مین اس نے بخل سے کام لیا، خواہ کچھ ہی سبب ہو مگر اس مین یہ ایک بڑا نقص ہے، علاوہ ازین دیگر اصناف علوم مین اس کے کئی رسائل ہین جنمین اس نے آرا فاسدہ کا اظہار کیا ہے، اور حقیقت سے بعید باتین لکھی ہین

احمد بن الطیب سرخسی[1] یعقوب کا شاگرد اور علوم فلسفہ کا ماہر تھا، منطق و موسیقی مین اسکی عظیم الشان تصانیف ہین، جو عمدہ عبارت مین اختصار کے ساتھ لکھی گئی ہین،

الرازی[2] محمد بن زکریا رازی اسلامی طبیب، علوم فلسفہ و منطق کا ماہر تھا، ابتداے طالب علمی مین عود بجایا کرتا تھا، پھر اس کو ترک کر کے فلسفہ کی تحصیل مین مشغول ہوا اور اس فن مین اس نے بہت کچھ حاصل کر لیا، سو سے اوپر کتابین[3] لکھین جنمین سے اکثر فن طب مین ہین، اور باقی علوم طبعیات و الٰہیات مین، مگر الٰہیات مین[4] اس نے توغل نہین کیا، اور نہ اس کی غرض و غایت کو سمجھا، اس لئے اس کی رائے مذبذب ہو گئی، اس نے ضعیف رایون کا اظہار کیا، اور کمزور طریقون کو اختیار کیا، اس نے ایسے لوگون کی مذمت کی ہے جنکی باتون کو وہ نہین سمجھ سکا؟ اور نہ ان کے طریقون پر چلنے کی ہدایت پائی، وہ پہلے رے کے شفاخانہ کا، اور پھر ایک زمانہ تک بغداد کے بیمارستان (ہاسپٹل) کا مہتمم رہا، آخر عمر مین وہ نابینا ہو گیا تھا، تقریباً ۳۲۰ھ مین اس نے وفات پائی،

---

[1] خلیفہ المعتضد کا مصاحب و ندیم تھا، ۲۸۶ھ مین قتل ہوا (دیکھو کتاب الفہرست ص ۲۶۱ و ص ۲۰) [2] مفصل حالات کیلئے دیکھو القفطی ص ۱۸۳ تا ص ۱۸۲ طبقات الاطبا ج ۱ ص ۳۰۹ تا ص ۳۲۱) [3] رازی کی اکثر کتابین اسکیوریال کے کتبخانہ مین موجود ہین، قفطی نے رازی کی تصانیف کی ایک طویل فہرست درج کی ہے جو خود رازی کی لکھی ہوئی فہرست کتب سے منقول ہے (ص ۱۱۵ ۔ ص ۱۱۷) البیرونی نے رازی کی تصنیفات کی فہرست لکھی ہے جسکا قلمی نسخہ لیڈن مین ہے (دیکھو مقدمہ آثار زبان جرمنی ص ۱۱)

[4] رازی کی کتاب علم الالٰہی کے رد مین امام ابن حزم نے ایک کتاب لکھی ہے (دیکھو ملل و النحل لابن حزم ج ۱ ص ۳)

فارابی[1] ابو نصر محمد بن محمد بن نصر الفارابی، اسلام کا حقیقی فیلسوف تھا، اس نے منطق کی تحصیل یوحنا بن جیلانی سے کی تھی، جو بعہد المقتدر باللہ (۲۹۵ھ – ۳۲۰ھ) بغداد میں فوت ہوا، فارابی منطق میں تمام اہل اسلام سے سبقت لے گیا، اور تحقیق کے میدان میں سب سے آگے نکل گیا، اس نے منطق کے غوامض اور رموز و اسرار کو حل کر دیا، اسکی تحصیل میں آسانی پیدا کر دی، اور اس فن سے متعلق تمام ضروری باتوں کو اپنی کتاب میں جمع کر دیا، جو صحیح عبارت اور لطیف اشارات میں لکھی ہوئی ہیں، ان کتابوں میں اس نے کندی کے طریقہ تحلیل کو چھوڑ دینے اور انحاء تعلیمیہ (طرق ریاضیہ) کی فروگذاشت پر تنبیہ کی ہے، اور منطق کے پانچوں مواد کے متعلق کافی تشریح کر دی ہے، ان سے استفادہ کرنے کے عمدہ وجوہ اور ان کے استعمال کے طریقے بتائے ہیں، پھر یہ بھی بتایا ہے کہ ان میں سے ہر مادہ کے متعلق قیاس کیونکر بنائے جاتے ہیں، اس مقصد کے لحاظ سے اسکی تصانیف بہت مکمل اور کافی ہیں، علاوہ ازیں اسکی ایک بلند پایہ کتاب علوم کے شمار اور ان کے اغراض کے بیان میں[2] ہے، جس سے پہلے کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی، نہ اس طرز میں پھر کسی نے فارابی کے طریقہ پر قلم اٹھایا، تمام طالبان علم اس کتاب کی رہنمائی اور اس کے مطالعہ سے بے نیاز نہیں رہ سکتے، اس کی ایک کتاب افلاطون اور ارسطو کے فلسفہ کی اغراض پر ہے جو علوم فلسفہ و حکمت میں اس کے ماہر محقق ہونے

---

[1] مزید حالات کے لیے دیکھو ابن خلکان ج ۲ ص ۶۶۷ تا ۶۷۱، القفطی ص ۱۸۲ تا ۱۸۴، [2] التنبیہ والاشراف ص ۱۲۲

[3] اس کتاب کا واحد قلمی نسخہ اسکیوریال کے کتب خانہ میں موجود ہے (اکتفاء القنوع) سید امیر علی لکھتے ہیں کہ اس کتاب کا لاطینی خلاصہ موجود ہے، جس کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب کس قدر وسیع موضوعات پر مشتمل ہے، یہ پانچ حصوں میں مختلف علوم لغت، منطق، ریاضیات، طبیعیات، سیاست مدن، اقتصادیات وغیرہ پر مشتمل ہے (اسپرٹ آف اسلام ص ۴۰۲ طبع جدید)

کی شاہد ہے، یہ کتاب تعلیم نظری اور تحصیل علم کے طریقہ سے واقف ہونے کے لیے بہت بڑی رہنما ہے، اس مین اس نے ایک ایک علم کے اسرار اور اس کے مقاصد کو نمایان کیا ہے اور ہر علم کے تحصیل کے ارتقاے تدریجی کی کیفیت بیان کی ہے، پھر فلسفۂ افلاطون سے بحث کی ہے، اور فلسفہ سے اس کی غرض بتائی ہے اور فلسفہ مین اوسکی کتابون کا نام بتایا ہے، پھر فلسفۂ ارسطو کا ذکر کیا ہے، اور اس پر بسیط مقدمہ لکھا ہے، جسمین فلسفۂ ارسطو کی تدریجی رفتار بتائی ہے، منطق اور طبیعیات مین اسکی ایک ایک کتاب کے اغراض و مقاصد سے بحث کی ہے، اور اس نسخہ مین جو ہمین ملا ہے، اس نے الٰہیات کے آغاز اور اس پر علم طبیعیات سے استدلال کرنے پر اپنے قول کو ختم کر دیا ہے، مجھے نہین معلوم کہ فلسفۂ ارسطو کے طالب علم کیلیے اس سے مفید کوئی کتاب لکھی گئی ہو، کیونکہ اس مین تمام علوم کے مشترک اور تمام فلسفیانہ علوم کے مختص معانی کی تعریف بیان کیگئی ہے، فاطاغوریاس کے مطالب کو سمجھنے اور تمام علوم کے مبادیات کی کیفیت جاننے کے لیے یہی ایک بہترین ذریعہ ہے، علاوہ ازین علم سیاسۂ مدن اور الٰہیات مین السیاسۃ المدنیہ[1] (نظام ہیئت اجتماعیہ پر) اور السیرۃ الفاضلہ اس کی دو بے نظیر کتابین ہین، ان کتابون مین اس نے ارسطو کے مسلک پر (چھ روحانی مبادیات، ان سے موجودہ نظام پر جواہر جسمانیہ اخذ کرنے کا طریقہ اور فلسفہ سے ان کا تعلق انسان کے مراتب اور اس کی نفسانی قوتون سے) بحث کی ہے، وحی اور فلسفہ کا فرق دکھایا ہے، مدن فاضلہ و غیر فاضلہ کی تعریف بیان کی ہے، اور بتایا ہے کہ تمدن کے لیے قوانین سیاست اور نوامیس نبوت ہر دو لازمی ہین،

فارابی مذکور ابو بشر متی بن یونس[2] کا معاصر تھا جس نے الراضی باللہ کے عہد مین بغداد مین

---

[1] یہ کتاب آراء المدینۃ الفاضلہ کے نام سے باعتناء فریڈرک وتیریلی (جرمنی) ۱۸۹۵ء مین لیڈن مین چھپ گئی ہے، یہ کتاب دراصل جمہوریت افلاطون کا خاکہ ہے،

[2] ۳۲۰ھ ۔ ۳۲۹ھ کے درمیان مین وفات پائی، منطق و فلسفہ کا عالم تھا، دیکھو طبقات الاطبائ ج ۱ ص ۲۳۵، القفطی ص ۲۱۱

وفات پائی، بغداد وغیرہ ممالک مشرقی کے تمام علمار کا علم منطق مین اس (ابی بشر) پر دار و مدار تھا اور اس فن کی تشریح اور اس کو آسان طور پر سمجھنے کے لیے لوگ اسی کے پاس آتے تھے، فارابی نے امیر سیف الدولہ علی بن عبد اللہ بن حمدان تغلبی کے محلسرا مین بمقام دمشق ۳۳۹ھ/۹۵۰ء مین وفات پائی

وسعت علوم اور مہارت فنون مین یہی علما ہمارے ہان مشہور ہین.

علماے نجوم | اور وہ لوگ جو فلسفہ کی بعض شاخون مین مشہور ہوئے ان کی ایک تعداد کثیر ہے،

احمد بن عبد اللہ حبش | علم ہیئت و نجوم کے مشاہیر مین سے ان لوگون کے علاوہ جنکا ذکر اوپر آچکا ہے ایک احمد بن عبد اللہ معروف بہ حبش بغدادی ہے، جو خلیفہ المامون اور معتصم کے عہد مین تھا، اس کی تین زیجین ہین، ان مین سے پہلی سدھانت کے طریقہ پر ہے جس مین اس نے الفزاری اور الخوارزمی کے خلاف اعمال فلکیہ مین حکیم تاؤن (Theon) اسکندرانی کے طریقہ پر فلک البروج کی حرکت اقبال و ادبار کو استعمال کیا ہے، تاکہ وہ اس کے ذریعہ سے ستارون کے مواضع طول کو درست کر سکے، یہ زیج اس نے پہلی مرتبہ اس زمانہ مین تالیف کی جبکہ وہ طریقۂ سدھانت کا معتقد تھا، دوسری زیج الممتحن ہے جو اس کی تمام زیجون مین زیادہ مشہور ہوئی، یہ زیج اس نے اعمال رصدی کے بعد مرتب کی ہے، اس مین ان حرکات کواکب کا بیان ہے جنکا معائنہ رصدی اس کے زمانہ مین ضروری خیال کیا جاتا تھا، تیسری زیج صغیر معروف بہ زیج شاہی ہے، اسکی ایک کتاب اسطرلاب بنانے کے فن مین بہت عمدہ ہے،

الفرغانی | احمد بن محمد بن کثیر الفرغانی، مامون کے خاص منجمین مین سے تھا، مبادیات علم ہیئت و نجوم مین اسکی کتاب[1] گو حجم مین مختصر مگر بہت مفید ہے، اس مین تیس ابواب ہین جو سلیس عبارت

[1] غالباً یہ کتاب الحرکات السماویہ و جوامع علم النجوم ہے جو مجسطی کی عربی تلخیص ہے، اس کو غولیوس نے مع ترجمۂ لاطینی سنہ ۱۶۶۹ء مین امسٹرڈام سے شائع کیا، اسی کتاب نے اس کو یورپ مین الفرغانس (Alfarganus) کے نام سے مشہور کر دیا (اکتفار القنوع ص ۲۲۲، تاریخ ادب العرب مصنفہ ہیوآر ص ۲۹۵)

اور عمدہ الفاظ مین کتاب المجسطی کے تمام مضامین پر حاوی ہین،

بنو موسیٰ[1] | موسیٰ بن شاکر اور اس کے تینون بیٹے، محمد احمد اور حسن ہیئت و نجوم اور علوم فلسفہ کے علما متقدمین سے تھے، رصد کواکب کی طرف انھون نے توجہ کی تھی، موسیٰ بن شاکر مامون کے منجمین مین مشہور تھا، اور اس کے تینون بیٹے ہندسہ، علم الحیل[2] وغیرہ مین دستگاہ رکھتے تھے، علم الحیل مین ان کی عجیب و غریب تصانیف ہین جو حیل بنی موسیٰ[3] کے نام سے لوگون مین مشہور ہین،

عمر بن فرخان الطبری | کتب فلسفہ کے رؤساے مترجمین سے اور نجوم و احکام نجوم کا محقق عالم تھا، ابو معشر بلخی نے اپنی کتاب المذاکرات مین بیان کیا ہے کہ ذو الریاستین فضل بن سہل[4] وزیر مامون الرشید نے اس کو اس کے وطن سے بلا کر مامون کے پاس ترجمہ کے کام پر مقرر کرا دیا، تھا، جہان اس نے بہت سی کتابون کا ترجمہ کیا، اور ایسے احکام نجوم تیار کیے جو آج تک شاہی خزانون مین موجود ہین، اور اس کے لیے اور بھی بہت سی کتابین نجوم و فلسفہ مین تصنیف کین،

---

[1] بنو موسیٰ کے حالات کے لیے دیکھو الفہرست ص ۲۷۱ قفطی ص ۳۱۵ و ص ۴۴۱ و ۲۸۷ ابن خلکان ج ۲ ص ۷۸ ۲ [2] علم الحیل صنائع لطیفہ کو کہتے ہین، اور منجمین کی اصطلاح مین اس سے آلات رصدیہ مراد ہوتی ہے (اکتفا ص ۲۱۵ و ۴۲۴)

[3] یہ کتاب ابن خلکان نے دیکھی تھی، اس نے بڑی تعریف کی ہے، (ج ۲ ص ۷۸) مگر یہ نہین لکھا کہ اس کا خاص مصنف کون ہے، کتاب الفہرست ص ۲۷۱ کے مطابق یہ احمد بن موسیٰ کی تصنیف ہے، بنو موسیٰ کے بعض قلمی رسائل مصر کی خدیویہ لائبریری مین موجود ہین (اکتفا القنوع ص ۲۳۵) حیل بنی موسیٰ کے فارسی ترجمہ کے ایک باتصویر قلمی نسخہ کا ذکر لندن کے مشہور کتب فروش لوزیک کی فہرست مین نظر سے گذرا تھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ابھی دنیا سے معدوم نہین ہوئی [4] علم نجوم و احکام نجوم کا زبردست ماہر تھا، بروز جمعہ ۲ شعبان ۲۰۲ھ مین قتل ہوا، ابن خلکان ج ۱ ص ۴۱۳ و ص ۴۱۵ اسکو ذو الریاستین اسلیے کہا گیا کہ وہ مامون کا وزیر اور فوج کا افسر تھا، ثعالبی نے فضل نام کے آدمیون کے حالات مین ایک خاص کتاب لکھی ہے جسمین اس نے فضل کے حالات لکھے ہین (ثمار القلوب ص ۱۴۳)

البتانی[1] ابو جعفر محمد جعفر بن سنان حرانی رصد، کواکب کا ماہر اور فلسفہ، ہیئت، حساب، نجوم اور احکام نجوم وغیرہ کا متقدم عالم تھا، اسکی ایک بلند پایہ زیج[2] ہے جو رصد نیرین (شمس و قمر) اور انکی حرکات مندرجہ کتاب المجسطی کی اصلاح پر مشتمل ہے، اس مین اس نے "خمسہ متحیرہ"[3] کی حرکات کی اصلاح اور حساب افلاک سے متعلق بہت کارآمد اور ضروری باتون کا استقصا کیا ہے، بعض ارصادات[4] (جنکا ذکر اس نے اپنی زیج مین کیا ہے) ۲۸۹ھ مین خلافت المعتضد باللہ[5] کے دوسرے سنہ جلوس مین اس نے تیار کی تھین، مجھے نہین معلوم کہ ارصاد کواکب کی تصحیح اور حرکات نجوم کے معائنہ رصدی مین اہل اسلام مین سے کوئی بھی اس کے مبلغ علم کو پہنچا ہو، علاوہ ازین احکام نجوم پر اس نے خاص طور سے توجہ مبذول کی تھی، اور اس مین کتابین تصنیف کی تھین اس فن مین اسکی تصنیف سے بطلیموس کے مقالات اربعہ کی شرح ہے،

النیریزی[6] فضل بن حاتم، عالم ہندسہ، ہیئت اور حرکات نجوم کے علما، متقدمین مین سے تھا اسکی

[1] الفہرست ص ۲۷۹، المتوفی ۳۱۷ھ / ۹۲۹ء، ابن خلکان (ج ۲ ص ۸۰) لکھتے ہین کہ اس کا نام ابو عبداللہ محمد بن جابر بن سنان ہے اور مجھے نہین معلوم کہ وہ اسلام لایا تھا یا نہین، مگر اس کا نام اس کے مسلمان ہونے پر دلالت کرتا ہے، [2] نلینو اطالوی (صاحب علم الفلک) نے اس زیج کو مع ترجمہ لاطینی ۳ جلدون مین مقام میلان (روم) سے ۱۸۹۹ء تا ۱۹۰۷ء مین شایع کیا، اس کا نام زیج الصابی ہے، [3] سبعہ سیارہ مین سے شمس و قمر کو نیرین اور باقی کو خمسہ متحیرہ کہتے ہین، یعنی زحل، مشتری، زہرہ، مریخ، اور عطارد، [4] ابن خلکان نے (ج ۲ ص ۸۰) انکی ارصادات کا زمانہ ۲۶۴ھ تا ۳۰۶ھ بتایا ہے،

[5] ابو العباس احمد بن الموفق خاندان عباسیہ کا سولھوان خلیفہ جو ۲۷۹ھ سے ۲۸۹ھ تک خلیفہ رہا، ۲۸۹ھ مین وفات پائی، [6] قفطی نے (ص ۱۶۰) اس کے تذکرہ مین اسکی تصانیف کا ذکر کیا ہے، اس نے اپنی ایک کتاب احداث الجو خلیفہ معتضد کے لیے لکھی تھی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تیسری صدی ہجری کے آخر تک موجود تھا، غالباً تیسری صدی ہجری کے بعد ہی اس نے وفات پائی،

تصانیف مشہور ہین، اس کی تصنیف سے شرح مجسطی، شرح اقلیدس اور زیج کبیر (مذہب سدھانت پر) ہین

حسن بن صباح[1] اس کی ایک زیج ہے جسمین اس نے مذہب سدھانت پر اوساط کواکب کو، تعدیلات کواکب کو بطلیموس کے اصول پر، اور میل شمس کو اپنے زمانہ کے مروجہ طریقہ رصد کے مطابق درج کیا ہے،

محمد بن اسمٰعیل تنوخی یہ وہ منجم ہے جو ہندوستان گیا تھا اور وہان سے علم نجوم کے عجیب و غریب مسائل لیکر واپس آیا، منجملہ ان کے حرکت اقبال و ادبار کا مسئلہ ہے،

عبداللہ بن اماجور[2] علم حرکات نجوم اور رصد کا عالم تھا،

ابومعشر[3] جعفر بن محمد بن عمر بلخی، مسلمانون مین احکام نجوم کا زبردست عالم گذرا ہے[4]، احکام نجوم اور تعدیل کواکب مین اسکی مفید اور عمدہ تصنیفات ہین، وہ ایران کی تاریخ سے زیادہ واقفیت رکھتا تھا، احکام نجوم مین اسکی تصانیف حسب ذیل ہین:-

۱- کتاب الطبائع (۲) کتاب الالوف (فی بیوت العبادات) (۳) کتاب المدخل الاکبر[5]

---

[1] قفطی نے ایک جگہ (ص۴۴) ابراہیم بن الصباح کے تذکرہ مین اسکا ذکر کیا ہے، پھر دوسری جگہ (ص۱۱۳) اسکا نام حسن بن صباح لکھا ہے، ابن الندیم کے (ص۲۷۶) مین بھی احمد بن الصباح لکھا ہے

[2] اصل متن مین علی بن ماجور غلط لکھا ہوا ہے، کتاب الفہرست (ص۲۷۵) مین اسکا نام عبداللہ بن اماجور لکھا ہوا ہے اور یہی صحیح ہے، قفطی نے علی بن اماجور اور عبداللہ بن اماجور دونون کا علٰحدہ تذکرہ لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونون بھائی تھے، [3] ابومعشر کے حالات کے لیے دیکھو الفہرست ص۲۷۷، ابن خلکان ج ۱ ص۱۱۲ ابومعشر نے ۲۷۲ھ مین وفات پائی،

[4] البیرونی نے جہان احکام نجوم کے مسائل مین ابومعشر کا ذکر کیا ہے، وہان اس پر سخت چوٹین کی ہین، اور لکھا ہے کہ اس کی تصانیف علمی حیثیت سے گری ہوئی ہین،

[5] آکسفورڈ، لیڈن اور کتب خانہ حمیدیہ (قسطنطنیہ) مین اس کے قلمی نسخے موجود ہین اس کے لاطینی تراجم چھپ گئے ہین، دیکھو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام لفظ ابومعشر،

(۴) کتاب القرانات[۱] (۵) کتاب الدول والملل (۶) کتاب الملاحم (۷) کتاب الاقالیم (۸) کتاب الہیلاج والکدخدا (۹) کتاب المثالات فی الموالید[۲] (۱۰) کتاب النکت (۱۱) کتاب تحاویل سنی الموالید[۳] وغیرہ،

حرکاتِ نجوم مین اسکی تصنیف سے زیج الکبیر بہت مفید اور کارآمد ہے، اس مین علم الفلک سے متعلق بلا ایرادِ دلائل تمام اقوال جمع کر دیئے گیے ہین، اور کتاب زیج صغیر معروف بہ زیج القرآنات جو عہدِ طوفان سے لیکر زحل ومشتری کے اوقات قران تک کے اوساط کواکب پر مشتمل ہے،

ابو معشر شراب پینے کا عادی اور دائم الخمر تھا، امتلاءات قمریہ[۴] کے زمانہ مین اسکو مرگی کا دورہ ہوجایا کرتا تھا، وہ ابوجعفر محمد بن سنان التبانی کا ہمعصر تھا،

حسن بن الخصیب[۵] احکام وتعدیلِ نجوم کا متقدم عالم تھا، اس کی زیج مشہور ہے، موالید (زائچون) مین

---

[۱] اکسفورڈ اور پیرس مین اس کے نسخے موجود ہین، (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام) [۲] برلین، وائنا، فلارنس (اٹلی)، پیرس اور قاہرہ مین اسکے قلمی نسخے موجود ہین، ایک مرتبہ ۱۳۲۹ھ مین یہ کتاب کتاب فی التمام والکمال کے نام سے قاہرہ مین چھپی تھی (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام) [۳] اس کتاب کے نسخے پیرس، ایسکوریال اور اکسفورڈ کے کتب خانون مین موجود ہین، (انسائیکلوپیڈیا) ۱۴۸۹ء مین آگسبرگ مین اور ۱۵۱۵ء مین وینس مین اس کتاب کا لاطینی ترجمہ شائع ہوچکا ہے، [۴] اصطلاح منجمین مین اسکو استقبال بھی کہتے ہین یعنی چاند کے کامل ہوکر بدر ہونے کا وقت جبکہ وہ آفتاب کے بالمقابل آجاتا ہے (مفاتیح ص۱۳۳) علماے نجم کے نزدیک چاند کے آفتاب سے قرب وبعد کا اثر آب وہوا اور امراض وغیرہ پر ہوا کرتا ہے،

[۵] ابوبکر حسن بن الخصیب ایک ایرانی النسل منجم تھا ازمنۂ وسطیٰ کے لاطینی تراجم مین اسکا حوالہ ALBUBATHER کے نام سے آتا ہے، غالبًا یہ تیسری صدی ہجری کے وسط مین گذرا ہے کہ احمد بن طاہر طیفور (المتوفی ۲۸۰ھ) اسکو اپنا معاصر بتاتا ہے دکتاب بغداد ص۱۹ طبع یورپ) القفطی (ص۱۶۱) نے اسکا مختصر تذکرہ لکھا ہے،

اسکی کتاب[1] بہت عمدہ ہے،

احمد بن یوسف[2] | کتاب النسبۃ والتناسب اور بطلیموس کی کتاب الثمرہ کی شرح کا مصنف ہے،

احمد بن المثنی[3] | ابن عبد الکریم، تعلیل زیج الخوارزمی کا مصنف ہے،

المروزی | محمد بن محمد بن خالد بن عبد الملک المرورذی، اس کی ایک مختصر زیج اس رصد الممتحن کے طریقہ پر ہے جو اس کے دادا خالد بن عبد الملک مرورذی، یحییٰ بن ابی منصور، سند بن علی، اور عباس بن سعید الجوہری نے تیار کی تھی،

ابن الآدمی[4] | حسین بن حمید معروف بہ "ابن الآدمی" اس نے زیج کبیر تصنیف کی تھی جسکی تکمیل اسکی وفات کے بعد اس کے شاگرد قاسم بن محمد بن ہشام المدائنی معروف بہ علوی نے کی اور نظم العقد نام رکھا، اور ۳۰۸ھ مین اسکی اشاعت کی، تعدیل کواکب کے فن مین یہ ایک جامع کتاب ہی جو مذہب سدھانت مین علم ہیئت و حساب و نجوم پر مشتمل ہے، اس مین اس نے حرکت اقبال و ادبار فلک کو اس طور پر بیان کیا ہے، جو اس سے پیشتر کسی نے نہین بیان کیا، اور اس کتاب کے ہمارے پاس پہنچنے سے پہلے حرکت اقبال و ادبار فلک کی نسبت ہم خلاف عقل اور بے فائدہ باتین سنتے تھے، مگر جب یہ کتاب ہمارے پاس پہنچی تو ہم نے حرکت مذکورہ کے طریقہ کو [illegible] لیا، اور ایک عرصہ تک یہ کتاب حرکت مذکورہ کو سمجھنے کے لیے ایک ذریعہ بنگئی، چنانچہ ہم نے[5] اس سے وہ وہ باتین معلوم کین، جو ہمارے خیال مین اس سے پیشتر کسی کو معلوم نہین ہوئین،

---

[1] اس کتاب کا قلمی نسخہ اسکوریال کے کتبخانہ مین موجود ہے (فہرست کتب خانہ مذکور نمبرہ ۹۳۵) بہت پہلے اس کتاب کا لاطینی زبان مین ترجمہ ہوا تھا (علم الفلک ص۱۷۰ کا نوٹ) [2] احمد بن یوسف بن ابراہیم ابن الدایہ مصری المتوفی ۳۴۰ھ (معجم الادباء ج ۲ ص۱۶۰) [3] قفطی ص۲۰۸ [4] قفطی نے اسکا نام ایک جگہ حسین بن محمد بن حمید لکھا ہے، پھر دوسری جگہ (ص۱۸۳) صاعد کے حوالہ سے محمد بن حسین بن حمید لکھا ہے، الفہرست ص۲۸۰ مین اسکی کتاب کا نام مذکور نہین ہے،

ہم نے اس کتاب کے بعض مقامات پر اپنی کتاب اصلاح حرکات النجوم مین تنقید کی ہے،

ہمدانی[1] | ابو محمد ہمدانی معروف بہ ذی الدُمَینہ، عرب کے شرفا مین سے تھا، اس کا سلسلہ نسب یہ ہے :-

حسین بن احمد بن یعقوب بن یوسف بن داؤد بن سلیمان معروف بہ ابن ذی الدمینہ بن عمرو الحارث بن منقذ بن الولید بن الازہر بن عمر بن طارق بن اہتم بن قیس بن ابی ربیعہ بن عہد بن علیان بن مرۃ (ارحب بن الدعام) بن مالک بن معاویہ بن صعب بن دومان بن بکیل بن جشم بن حاشد بن نوف بن ہمدان بن مالک بن زید بن اوسلۃ بن ربیعہ بن خیار بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان،

یہ نسب نامہ مین نے اس کی کتاب الاکلیل[2] سے نقل کیا ہے، جو ملوکِ حمیر کے انساب اور ان کی لڑائیون کے حالات مین ہے، یہ بڑی مفید کتاب ہے، اور دس ابواب مین منقسم ہے :-

باب اوّل، عرب و عجم اور حمیر کے سلسلہ ہاے نسب کی اصل و ابتدا،

باب دوم، الہمیسع بن حمیر کی اولاد کا سلسلۂ نسب،

باب سوم، قحطان کے فضائل،

باب چہارم، یعرب بن قحطان سے لیکر تبع ابو کرب (اسعد کامل) کے زمانہ تک پہلا تاریخی دور،

باب پنجم، اسعد ابی کرب کے زمانہ سے لیکر عہدِ ذونواس تک وسط کا تاریخی دور،

باب ششم، ذونواس سے عہدِ اسلام تک آخری تاریخی دور،

[1] ہمدانی کے مفصل حالات کے لیے دیکھو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ص ۱۲۴ حصہ ۲ لفظ ہمدانی، [2] اس کتاب کا مکمل نسخہ اب تک نہین دستیاب ہوا، یورپ مین اس کا اکثر حصہ برٹش میوزیم لندن اور برلن کی رائل لائبریری مین موجود ہے (ادب العرب نکلسن ص ۱۲)

بابِ ہفتم، جھوٹے قصے اور ناممکن حکایات کی تحقیق،

بابِ ہشتم[1]، حمیر کے قصر، حکام، معرکہائے رزم، خزانے اور ان کے اشعار (نقوش و کتبات)

بابِ نہم، حمیری زبان کی امثال و حکم اور حمیری خط (مسند) کے حروفِ تہجی،

بابِ دہم[2]، ہمدان کے علوم میں،

علاوہ ازیں اس کتاب کے ضمن میں قرانات کواکب کا حساب، ان کے اوقات اور طبیعیات و احکام نجوم کا بھی بہت کچھ بیان ہے، نیز قدم و حدوثِ عالم کے متعلق قدما کی رائیں عالم کے ادوار، نسل انسانی، اور ان کی عمر کی مقدار کی نسبت قدما کے اختلافات کا ذکر ہے۔ ہمدانی کی اور بھی عمدہ تصانیف ہیں، اس کی ایک کتاب سرائر الحکمۃ ہے، اس میں علم ہیئت، حرکاتِ کواکب کی مقدار اور احکام نجوم کا بیان ہے جو تمام اصنافِ علم نجوم پر محیط ہے، اوسکی تصنیف سے کتاب القوی اور کتاب الیعسوب[3] تیراندازی شمشیرزنی، اور نیزہ بازی کے فن میں ہیں، امیر الحکم المستنصر باللہ فرمانروائے اندلس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک تحریر میں[4] نے دیکھا ہے کہ محمد الہمدانی نے ۳۳۴ھ میں صنعاء کے قیدخانہ میں وفات پائی،

۹۴۵ء-۴۶

[1] کتاب الاکلیل کا یہ آٹھواں باب داؤد ہانرخ مولر نے ۱۸۹۱ء میں لیڈن سے شایع کر دیا ہے،

[2] نکلسن نے تاریخ آداب العرب (ص۱۷) میں برٹش میوزیم کے نسخۂ اکلیل سے جو فہرست مضامین نقل کی ہے اسمین دسوان باب اس طرح ہے، "حشید اور بکیل خاندان حمیر کے دو بڑے قبیلون کے انساب"

[3] کتاب القوی اور کتاب الیعسوب کے چند ابواب:- کتاب الرمی، کتاب السہام اور کتاب النصال کے قلمی نسخے یورپ کے کتب خانہ میں موجود ہیں، (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام)

[4] الحکم کی یہ عادت تھی کہ وہ جس کتاب کو پڑھتا تھا اس میں مصنف کا نسب، مولد، اور اسکی وفات لکھ دیا کرتا تھا (دیکھو نفح الطیب ج ۱ ص۱۸۵)

ابن یونس[1] | ابوالحسن علی بن عبدالرحمن بن احمد بن یونس مصری علم نجوم کا ماہر خصوصی تھا، تمام علوم مین دستگاہ رکھتا اور عمدہ شعر کہتا تھا یحییٰ بن ابی منصور کی زیچ[2] کی اس نے جو اصلاح کی تھی اسی پر فن تقویم کواکب مین تمام اہل مصر کا دار و مدار ہے،

ابن ہثیم مصری[3] | علم مرایاے محرقہ مین اس کی تصانیف ہین، مجھے قاضی ابوزید عبدالرحمن بن عیسیٰ بن محمد بن عبدالرحمن نے اطلاع دی ہے کہ ابن ہثیم سے انھون نے ۳۱۰ھ مین مصر مین ملاقات کی تھی، یہ ان مشاہیر علماء کے حالات ہین جنھون نے علم نجوم تعلیمی برہانی کی طرف توجہ کی تھی، لیکن

انفرادی | علم نجوم طبعی یعنی احکام کواکب (اور عالم کون و فساد مین ان کی تاثیر) کے علماء مین جو

---

[1] اس کے حالات کے لیے دیکھو ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۳۶۵ المتوفی ۳۹۹ھ، [2] غالباً یہ وہی زیج الکبیر الحاکمی ہے جو ۱۸۰۴ء مین، چار جلدون مین پیرس سے باعتنا، کوسان دی برسفال مع ترجمۂ فرنچ شائع ہو چکی ہے (دیکھو اکتفاء القنوع صفحہ ۲۴۵) [3] ابوعلی محمد بن حسن بن ہثیم اصل بصرہ کا باشندہ تھا، پھر مصر مین سکونت اختیار کی اور ۴۳۰ھ مین قاہرہ مین وفات پائی، صاحب طبقات الاطباء نے خود ابن ہثیم کے ایک رسالہ سے اس کا مفصل اور مبسوط تذکرہ لکھا ہے، اور اسکی تصانیف اور عام حالات سے متعلق دلچسپ واقعات نقل کیے ہین (کتاب مذکور ج ۲ صفحہ ۹۰ تا ۹۸) یورپ والے اس کو AL HAZEN (الحازن) کہتے ہین، سب سے پہلے اس نے یہ معلوم کیا تھا کہ اجرام سماوی جب افق کے قریب آتے ہین تو ان کا جرم بڑھ جاتا ہے، اس اکتشاف کو لارڈ بیکن بطلیموس سے منسوب کرتا ہے، حالانکہ یہ اس مسلمان عالم کا ایجاد کردہ نظریہ ہے، ہندسہ مین اسکی کتابون کے قلمی نسخے پیرس کی بیلوتھک نیشنل مین موجود ہین، جنکو مستشرق سیدیو نے ۱۸۳۴ء مین دریافت کیا تھا، اسکی اور کتابین آکسفورڈ، بوڈلین، اور لیڈن کے کتب خانون مین موجود ہین (دیکھو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۱ صفحہ ۶۳۵ طبع یازدہم) [4] مرایاے محرقہ پر اسکی دو کتابین فی المرایا المحرقہ بالقطوع اور فی المرایا المحرقہ بالدوائر کا جرمنی مین ترجمہ ہو چکا ہے، علاوہ ازین اس کے کئی رسائل جرمنی اور لاطینی مین ترجمہ کیے گئے ہین (دیکھو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام صفحہ ۲۰۳)

سب سے پہلے مشہور ہوا وہ محمد بن ابراہیمؒ الفزاری ہے، وہ مذہب نجوم مین اہل عرب کے طریقہ کا پیرو تھا، پھر محمد بن جہم البرمکیؒ نے اس طریقہ کا اتباع کیا، جس نے اس کے ساتھ منطق کی طرف بھی توجہ کی تھی، بعدازان ابن سافر الیمانی، خالد اموی، اور یحیی بن ابی منصور وغیرہ بھی احکام نجوم مین قریب قریب اہل عرب کے طریقہ پر چلتے رہے،

یعقوب بن طارق

اس فن (نجوم) کے محققین مین (جنھون نے عجمیون اور یونانیون وغیرہ کا مسلک اختیار کیا) یعقوب بن طارق مشہور ہوا، اس کی کتاب المقالات ان خلفاء اور سلاطین کے زائچون پر ہے جن کی تاریخ ولادت نہین معلوم ہوئی،

۱؎ نلینو نے جن جن کتابون مین فزاری کا ذکر آیا ہے ان پر محققانہ بحث کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ:-

(۱) اصل مین فزاری نام کا ایک ہی شخص ہے جو منصور عباسی کے عہد مین ہیئت و نجوم کا ماہر تھا، اسی نے اسطرلاب بنایا، اور سدھانت کے طریقہ پر زیج تالیف کی، (۲) اس کا صحیح نام ابراہیم بن حبیب ہے نہ محمد بن ابراہیم، کرفزاری غلطی کو فزاری محدث کے ساتھ مخلوط کر دینے سے یہ نام مشہور ہو گیا، (۳) ابن القفطی وغیرہ نے اپنے ماخذ پر بھروسہ کر کے غلطی سے ایک شخص کو دو سمجھ لیا ہے؛ دیکھو علم الفلک ص۱۵۶ تا ص۱۶۲) ڈاکٹر سخاؤ بحوالہ الفہرست ص۲۷۳ لکھتے ہین کہ غالباً محمد بن ابراہیم الفزاری، ابراہیم بن حبیب الفزاری کا بیٹا تھا جس نے عہد اسلام مین سب سے پہلے اسطرلاب بنایا (دیکھو انگریزی ترجمۂ کتاب الہند ج ۲ ص۳۱۳ حواشی) مگر نلینو نے جو دلائل پیش کیے ہین ان کو دیکھتے ہوئے سخاؤ کا خیال صحیح نہین معلوم ہوتا، فزاری کے حالات ہم کو کسی کتاب مین نہین ملے، قفطی و ابن الندیم کے مختصر تذکرے، جو دراصل ایک دوسرے کی نقل ہین اس کے حالات پر کچھ بھی روشنی نہین ڈالتے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ وہ ۱۵۴ھ مین منصور عباسی کا درباری منجم تھا، بقول ڈاکٹر سخاؤ اسکی تصانیف یورپ کے کتبخانون مین نہین ہین ؎ خاندان برامکہ سے تھا، خلیفہ المعتصم کے عہد (۲۱۸ھ تا ۲۲۷ھ) مین گذرا ہے، الفہرست ص۱۸ ص۲۴۵ و ص۲۷۰، اس کے حالات کسی کتاب مین نہین معلوم ہوئے، کتاب الہند (ص۲۰۸) مین یعقوب کا ہندو منجم سے (جو عراق مین منصور کے پاس سندھ کے وفد کیساتھ آیا تھا) استفادہ کرنا بیان کیا ہے، تو اس سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوسری صدی ہجری کے وسط مین عراق مین موجود تھا، اسکی تصنیفات وغیرہ پر نلینو نے محققانہ بحث کی ہے، دیکھو علم الفلک ص۱۶۳ تا ص۱۶۸،

اس کے علاوہ ماشاءاللہ یہودی[1] جو جلیل القدر کتابوں کا مصنف تھا، ابوسہل[2] بن نوبخت فارسی جو ہارون الرشید کے زمانہ میں تھا، اس کا بیٹا فضل بن ابی سہل، ابوعلی الخیاط، اسحاق بن سلیمان الہاشمی[3] مصنف کتاب ابی قماش[4] جو سنینِ عالم کے تغیرات پر ہے، عمر بن فرخان الطبری ابومعشر بلخی، ابوالہمدان وغیرہ متعدد لوگ گذرے ہیں،

اسحاق بن عمران | فن طب اور طبعیات کے مشہور علماء میں سے اسحاق بن عمران معروف بہ سم الساعۃ

---

[1] یعقوبی نے (کتاب البلدان ص۲۳۸) میں اس کو ماشاءاللہ بن ساریہ لکھا ہے، ابن الندیم اور قفطی اسکو ماشاءاللہ بن اثری یا ابری لکھتے ہیں، اسکا اصل نام منشی بن ابری ہے خلیفہ منصور کے زمانہ میں تھا، اور مامون کے زمانہ تک زندہ رہا ہیئت و نجوم کا ماہر تھا (الفہرست ص۲۷۳ قفطی ص۲۱۵، ص۲۱۵) اسکی کتابوں کے لاطینی تراجم شائع ہو چکے ہیں (علم الفلک ص۱۶۱)

[2] نوبخت نامی ایک ایرانی مجوسی تھا جو خلیفہ منصور کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا، اسکا بیٹا ابوسہل بن نوبخت علم نجوم کا ماہر اور منصور کا ندیم و مصاحب تھا، یہ فارسی علم و حکمت کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا کرتا تھا اس کے نام کا پتہ نہیں چلتا، معلوم ہوتا ہے کہ بچپن میں اس کا کوئی ایرانی نام تھا، جو بعد میں غیر معروف ہو گیا اور صرف اس کی کنیت ابوسہل مشہور ہو گئی، ابن الندیم (ص۲۳۸ و ص۲۳۹) نے اس کو ایک جگہ ابوسہل بن نوبخت اور دوسری جگہ (ص۲۷۴) اسکو ابوسہل فضل بن نوبخت بتایا ہے، غالباً اسی کے تتبع میں قفطی (ص۱۶۸، ص۱۶۹) نے بھی ابوسہل فضل بن نوبخت اور ابوسہل بن نوبخت کو دو مختلف اشخاص سمجھ کر دونوں کا علیحدہ تذکرہ لکھا ہے،

[3] اس کا حال کہیں نہ معلوم ہو سکا، کتاب بغداد ص۱، ص۱۴۵ پر ابن طیفور نے اس کے حوالہ سے بعض واقعات نقل کئے ہیں، اس کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی تاریخ دان شخص تھا،

[4] ابی قماش عربی نام ہے، قماش بالضم متاع از ہر جنس واز ہر جائے، ابن خلکان نے (ج ۲، ص۱۴۳) ابن المستوفی اربلی کی کتاب ابی قماش کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس میں مصنف نے بکثرت ادبیات اور نوادر جمع کئے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابی قماش مجموعہ یا ذخیرہ کے لیے استعمال کیا جاتا تھا، اس کتاب کا حال نہیں معلوم ہو سکا،

(زہر قاتل) تھا، وہ دراصل بغداد کا باشندہ تھا، پھر زیادۃ اللہ بن اغلب[1] کے عہد حکومت مین افریقیہ مین آکر قیام کیا کہ زیادۃ اللہ ہی نے اس کو بغداد سے بلایا تھا، جودت طبع اور صحت علم مین وہ بہت متقدم تھا، یہی وہ شخص ہے جس نے مغرب مین طب اور فلسفہ کے مابین اتحاد پیدا کیا، اس کی تصانیف سے کتاب نزہتہ النفس، کتاب النبض، کتاب المالنخولیا[2]، کتاب الفصد وغیرہ اعلیٰ پایہ کی کتابین ہین، امیر زیادۃ اللہ کے ساتھ بعض معاملات ایسے پیش آئے جنکی وجہ سے وہ ظلم وتشدد اور ضعف عقل کے سبب اسحاق کا دشمن ہوگیا، اور اس کے دونون بازوؤن کی فصد کھلوانے کا حکم دیدیا، خون اس کثرت سے بہا کہ بیچارہ جان بحق تسلیم ہوگیا، پھر اس کو پھانسی پر لٹکانے کا حکم دیا، وہان وہ اتنے عرصہ تک لٹکا رہا کہ اس کے جوف بدن مین پرندہ نے گھونسلا بنا لیا، واللہ اعلم،

جابر بن حیان[3] صوفی، اور علوم طبیعیات کا جید عالم، فن کیمیا مین مہارت تامہ رکھتا تھا، اس فن

---

[1] افریقیہ کے فرمان روایان بنو اغلب کا آخری تاجدار المتوفی جمادی الاولیٰ ۳۰۴ھ (ابن خلکان ج ۱ ص ۱۶۲)

[2] اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ میونخ (جرمنی) کے کتب خانہ مین موجود ہے (تاریخ ادب العرب از ہیوآر ص ۳۰۰)

[3] ابوموسیٰ جابر بن حیان بمقام طوس اور بقول بعض حران مین پیدا ہوا، کہا جاتا ہے کہ وہ امام جعفر صادق کا شاگرد تھا اور ان سے مدینہ منورہ مین اس نے تحصیل علم کی تھی، بعض کہتے ہین کہ وہ اموی خلیفہ خالد بن یزید کا شاگرد تھا، ۱۶۱ھ مین وفات پائی، یورپ مین وہ (GEBER) گیبر کے نام سے مشہور ہے، ابن نباتہ لکھتے ہین کہ جابر کا صحیح تذکرہ کسی معتبر کتاب مین مین نے نہین دیکھا، اس سے ان لوگون کے قول کی تائید ہوتی ہے جو جابر کو ایک فرضی شخص خیال کرتے ہین (سرح العیون فی شرح رسالۃ ابن زیدون برحاشیہ الغیث المسجم للصفدی ج ۱ ص ۲۲۲) طاش کبریٰ زادہ لکھتے ہین کہ بعض لوگون کو جابر کے وجود ہی سے انکار ہے لیکن اسکی کثیر التعداد تصانیف کو دیکھتے ہوئے (جو اس کے وجود کو بخوبی ثابت کرتی ہین) یہ امر بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے (مفتاح السعادۃ ج ۱ ص ۳۰۲) پروفیسر ای۔جی۔ ہومیار (کلفٹن کالج برسٹل) نے رسالہ سائنس پروگریس بابت جنوری ۱۹۲۵ء مین ایک محققانہ مضمون جابر پر لکھا ہے، اس مضمون مین پروفیسر موصوف نے بڑی کاوش اور تدقیق سے جابر کی شخصیت کو ثابت کیا ہے، رسالۂ معارف بابتہ اگست ۲۵ء مین اس مضمون کا اردو ترجمہ شائع ہوچکا ہے،

اس کی متعدد تصانیف[1] مشہور ہین، علاوہ برین اکثر اصناف فلسفہ مین بھی دخل رکھتا تھا اور علم باطن کا پیرو تھا، جو متصوفین اسلام مثل حرث بن اسد محاسبی[2] اور سہل بن عبداللہ التستری[3] وغیرہ کا مذہب ہے۔ مجھے محمد بن سعید سرقسطی معروف بہ ابن المشاط اسطرلابی نے اطلاع دی ہے کہ اس نے مصر مین جابر بن حیان کی ایک کتاب عمل اسطرلاب مین دیکھی ہے جس مین اسطرلاب سے متعلق ایک ہزار بے نظیر مسائل ہین،

ذوالنون مصری[4] | ابراہیم اخمیمی (مصری) فن کیمیا اور تصوف مین جابر مذکور کے طبقہ مین سے تھے اور بہت سے فلسفیانہ علوم جانتے تھے،

علی بن ربن الطبری[5] | مشہور مجموعۂ طب (کناش) فردوس الحکمۃ کا مصنف اور محمد بن زکریا رازی کا استاد تھا

ابن الجزار[6] | احمد بن ابراہیم بن ابی خالد القیروانی معروف بہ ابن الجزار فن طب کا حافظ، اور کتابون کا درس دیتا تھا، قدما کی کتابون کو جمع کرتا اور ان کو بخوبی سمجھتا تھا، علم طب وغیرہ مین اسکی عمدہ تصانیف ہین، اس فن مین اسکی مشہور کتابین حسب ذیل ہین:-

(۱) کناش معروف بہ زاد المسافر[7] علم امراض مین، (۲) الاعتماد (ادویۂ مفردہ مین (۳) البغیۃ (ادویۂ مرکبہ مین)

---

[1] اس کی کتاب اسرار الکیمیا ۱۶۸۵ء مین لیڈن مین چھپ گئی ہے، اس کے پانچ سو رسائل جو ایکہزار صفحات مین ہین اسٹراسبرگ مین ۱۵۳۰ء اور ۱۶۲۵ء کے مابین چھپ چکے ہین، فن کیمیا مین اسکی ایک کتاب ۱۵۷۲ء مین بسیل مین چھپ گئی ہے، جابر کی بعض تصانیف کو دیکھکر بعض یورپین مصنفین کی رائے ہے کہ اس کی کتابین فی الحقیقت فن کیمیا مین نہین ہین بلکہ وہ سب کی سب تصوف مین ہین جنمین جابر نے کیمیاوی اصطلاحات کے پردہ مین اپنے صوفیانہ خیالات کا اظہار کیا ہے،

[2] بصرہ کے ایک صاحب طریقت عابد وزاہد بزرگ تھے، "احتساب نفس" کے باعث محاسبی مشہور ہو گئے، ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۱۲۶ ۱۲۷ سنہ ۲۴۳ھ مین وفات پائی، [3] منسوب بہ تستر جو شوستر کا معرب ہے، المتوفی ۲۸۳ھ، صاحب کرامات بزرگ تھے (ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۲۱۸) [4] ابو الفیض ثوبان بن ابراہیم مصری معروف بہ ذی النون مشہور صوفی ۲۴۵ھ مین مصر مین وفات پائی، ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲، [5] اکثر عرب مصنفین اس کو علی بن زین، زیل، رین اور ریل کہتے ہین، حالانکہ اصل مین یہ سریانی زبان کا لفظ ربن ہے جس کے معنی معلم کے ہین، یہ وہی علماے یہود کا لقب ہے جسکو RABBI کہتے ہین (دیکھو قفطی صفحہ ۱۲ و ۱۵۵، طبقات الاطباء ج ۱ صفحہ ۱۶۸) ابن الندیم اور ابی اصیبعہ نے اسکا نام ابو الحسن علی بن سہل بن ربن

(بقیہ صفحہ ۱۰۷)

علم النفس اور اس مین قدما کے اختلافات پر اس کے رسائل ہین، علاوہ برین فن تاریخ سے بھی اسکو شغف تھا، چنانچہ اس فن مین اس نے ایک مختصر کتاب التعریف فی صحیح التاریخ کے نام سے لکھی ہے، وہ نیک چلن، خوش اطوار، خود دار، دولتمند اور اہل دول کی صحبت سے ہمیشہ محترز رہا کرتا تھا۔

ابن المجوسی [٥٧]

علی بن عباس معروف بہ ابن المجوسی، اس کی تصنیف سے کتاب کامل الصناعۃ الطبیۃ [۵۸] معروف بہ کتاب الملکی ہے جو اس نے امیر عضد الدولہ [۵۹] فناخسرو بن رکن الدولہ ابوعلی حسن بویہ دیلمی کے لیے تصنیف کی تھی، علم طب اور معالجات مین یہ کتاب ایک زبردست مجموعہ ہے، مجھے نہین معلوم کہ اس کے برابر آج تک کوئی کتاب لکھی گئی ہو،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶) لکھا ہے یہ پہلے یہودی تھا، پھر معتصم کے ہاتھ پر مسلمان ہوا، اس کے بعد وہ خلیفہ المتوکل کا ندیم بن گیا، اسکے یہودی یا عیسائی ہونے کے متعلق اختلاف ہے، ڈاکٹر منگانا نے علی بن ربن کی کتاب "الدین والدولۃ" کے انگریزی ترجمہ کے مقدمہ مین اس پر محققانہ بحث کی ہے، اور ابن الندیم اور ابن خلکان کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ وہ اسلام لانے سے پہلے عیسائی تھا، بیروت کا یہودی مصنف رزق اللہ غنیمہ اپنی کتاب نزہتہ المشتاق فی تاریخ یہود العراق (صفحہ ۱۱۰-۱۱۶) مین اسکی یہودیت کو ترجیح دیتا ہے، "والناس فیما یعشقون مذاہب" اس کے مفصل حالات کے لیے دیکھو الفہرست صفحہ ۲۹۶، قفطی صفحہ ۱۵۵، طبقات الاطبا، ج ۱ صفحہ ۳۰۹ [۵۶] اس کتاب کے دو قلمی نسخے اس وقت یورپ مین موجود ہین، ایک بہترین اور قدیم نسخہ برٹش میوزیم کے کتب خانہ مین اور دوسرا برلن کے کتب خانہ مین ہے، پروفیسر براؤن آنجہانی اس کو اصل مع انگریزی ترجمہ کے شائع کرنا چاہتے تھے، افسوس ہے کہ اب ان کی موت نے اس کا امکان نہین چھوڑا، پروفیسر موصوف نے اپنی کتاب طب عربی (صفحہ ۱۲۸-۱۲۹) مین اس کتاب کی فہرست مضامین نقل کی ہے،

۵۷ ابن الجزار کے حالات کے لیے دیکھو معجم الادبا ج ۱ صفحہ ۸۵ المتوفی ۳۹۵ھ طبقات الاطبا ج ۲ صفحہ ۳۷ (۲۰۹)

۵۸ یہ کتاب فن طب مین سات مقالون اور ابواب پر مرتب ہے دکشف الظنون ج ۲ صفحہ ۳) اس کا ایک قلمی نسخہ ڈرسیڈن (جرمنی) کے کتب خانہ مین موجود ہے، (فہرست کتب خانہ مذکور مرتبہ فلایشر ۲۱ و ۲۰۹)

۵۹ مفصل حالات کے لیے دیکھو تاریخ الحکما، للقفطی صفحہ ۱۵۵-۱۵۶، طبقات الاطبا، ج ۱ صفحہ ۲۳۶-۲۳۷ المتوفی ۳۸۲ھ

۶۰ یہ کتاب ۱۲۹۴ھ مین مصر کے مطبع بولاق مین طبع ہو چکی ہے، لاطینی زبان مین اس کے دو ترجمے شائع ہو چکے ہین، اس کے بعض حصص کا یورپ کی زبانون مین ترجمہ ہو چکا ہے، اردو مین اسکا ترجمہ مولوی حکیم غلام حسین کنتوری (مرحوم) نے کیا تھا جو چھپ گیا ہے اور عام طور پر ملتا ہے،

۶۱ خاندان بویہ کا مشہور تاجدار، یکشنبہ ۸ شوال ۳۷۲ھ مین وفات پائی، خلفائے بغداد کے بعد یہ پہلا شخص ہے، جو "بادشاہ" کے لقب سے مشہور ہوا، اور منبر پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، بڑا علم دوست اور اہل علم کا سرپرست تھا، (ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۴۱۶)

علومِ اندلس

بنو اُمیہ کے اندلس پر قابض ہو جانے کے بعد وہاں بہت سے لوگ علومِ فلسفہ کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے، اس سے پیشتر زمانہ قدیم مین ملک اندلس علم سے یکسر خالی تھا، اور اس کے باشندون مین سے کوئی بھی عالم مشہور نہین ہوا، البتہ اس ملک مین طلسمات[1] قدیمہ مختلف مقامات پر پائے جاتے ہین جنکی نسبت سب لوگون کا اتفاق ہے کہ یہ شاہانِ روم کے زمانہ کے بنے ہوئے ہین، جب کہ اندلس سلطنتِ روم کے زیر حکومت تھا، باقی اسکے سوا، رمضان ۹۲ھ؁ مین مسلمانون کی فتحِ اندلس تک یہ ملک علم وحکمت سے ہمیشہ خالی تھا، اور اس کے بعد بھی زمانۂ دراز تک اہل اندلس نے علوم شرعیہ اور لغت وادب کے سوا کسی علم کی طرف توجہ نہین کی تھی، مگر "فتنۂ اندلوسیہ[2]" کے بعد جب بنو اُمیہ کی مستقل حکومت اس ملک مین قائم ہوگئی تو ان مین سے کئی اولوالعزم لوگ علوم ومعارف کی تحصیل کیلئے مستعد ہوگئے جیسا کہ (صفحاتِ آئندہ مین) ہم اسکا بیان کرین گے،

مذہب پہلے اہل اندلس رومیون کے مذہب پر یعنی صابۂ (ستارہ پرست) تھے، پھر عیسائی ہوگئے، اور ۹۲ھ؁ مین مسلمانون کی فتحِ اندلس[3] تک وہ دینِ عیسوی پر قائم رہے،

---

[1] مقناطیس اور پتھر کی تختیان جنپر نقوش وغیرہ طلسمات کندہ ہوتے تھے، [2] یعنی وہ زمانہ جبکہ اندلس گاتھون کے زیر حکومت تھا، [3] طارق نے ان پر چڑھائی کی تھی۔ اس عہدِ آشوب کو "فتنۂ اندلسیہ" کہتے ہین، دوسرا عہدِ فتنہ وہ کہا جاتا ہے جبکہ اندلس مین بنی اُمیہ کے زوال حکومت کے بعد طوائف الملوکی کا دور شروع ہوگیا تھا، [3] موسیٰ بن نصیر تابعی المتوفی ۹۷ھ؁ حاکم قیروان کے نامور سپہ سالار طارق نے اندلس کو فتح کیا تھا، تفصیل کیلئے [illegible]

حکومت | ملک اندلس پر مختلف قومین حکمران تھین، جو یکے بعد دیگرے اس پر قابض ہوئین ان مین ایک اہل روم بھی تھے جنکے عمال (گورنر) شہر اشبیلیہ کے قریب قدیم شہر طالقہ[1] مین مقیم ہوا کرتے تھے، رومیون کی سلطنت مدتون تک وہان قائم رہی، پھر جب قوم قوط[2] (GOTHS) ان پر غالب آگئی تو اندلس سے رومی سلطنت مٹ گئی، اور قوط نے طلیطلہ کو (جو اندلس کے پرانے شہرون مین سے ہے) اپنا دارالسلطنت قرار دیا اور تقریباً تین سو برس تک اندلس پر قابض اور حکمران رہے، یہان تک کہ مسلمانون نے سنہ ۹۲ھ مین اس ملک کو فتح کر لیا، اسلامی فرمانرواؤن نے قرطبہ کو اپنا پایۂ تخت بنایا جو عہدِ فتنۂ اندلوسیہ سے لیکر بنی امیہ کے زمانۂ انقراض حکومت تک قائم رہا، اس کے بعد سے اندلس کی حکومت کا شیرازہ منتشر ہو گیا، اور ایران کی طرح یہان بھی طوائف الملوکی کا دور دورہ شروع ہو گیا،

حدود | اندلس کے جنوب مین خلیج رومی ہے، جو شہر طنجہ[3] کے بالمقابل زقاق (آبنائے جبل الطارق سے (جس کا رقبہ بارہ میل ہے) نکل کر ملک شام کے شہر صور[4] تک ختم ہوتی ہے، اس کی شمالی اور غربی جانب بحر اوقیانوس (اطلانٹک) ہے جو ہمارے یہان بحر ظلمات کے نام سے مشہور ہے، اس کے مشرق مین وہ پہاڑ (البرنات[5]) ہے جس پر زہرہ کا ہیکل (مندر) ہے اور جو دونون

[1] مطبوعہ نسخۂ طبقات مین طائف لکھا ہے جو یقیناً غلط ہے کہ اس نام کا کوئی شہر اندلس مین نہین ہے، طبقات کے ایک قلمی نسخہ مین طالقہ ہے، مراکشی نے بھی المعجب (ص ۲۰۲) مین صاعد سے نقل کرتے ہوئے اس کو طالقہ ہی لکھا ہے اور بتایا ہے کہ وہ ایک بڑا شہر تھا جس کے آثار اب تک موجود ہین اور کہ وہ اشبیلیہ سے دو فرسخ دور ہے، بقول مقری جس جگہ آج کل اشبیلیہ آباد ہے وہین شہر طالقہ تھا (نفح الطیب ج ۱ ص ۶۷) [2] قدیم زمانہ مین جرمنی نسل کی یہ ایک طاقتور قوم تھی بعض ان کو Scandinavia سکنڈی نیویا کے باشندے بتاتے ہین مگر موجودہ تحقیقات کے مطابق وہ جرمن ہی ہین، [3] مراکش کا بندرگاہ [4] بحر شام کے کنارے پر ایک شہر جسکو مسلمانون نے حضرت عمرؓ کے زمانہ مین فتح کیا تھا (معجم البلدان ج ۵ ص ۳۹۳) [5] اس سلسلۂ کوہ کو جو اندلس اور فرانس کے مابین حائل ہے جبل الحاجز اور جبل الفاصل بھی کہتے ہین اصل نام اسکا جبل البرنات یا PYRENEES ہے جسکو عربی مین البرتات اور جبل البرانس کہتے ہین،

سمندرون یعنی بحر روم (میڈیٹرنیین) اور بحر اعظم (اطلانتک) کے مابین حائل ہے، ان دونو
سمندرون اور پہاڑ کے مابین ۲ میل کی مسافت ہے، یہ حد شرقی حدود اندلس مین سب سے چھوٹی
ہے، اور بڑی حدین جنوبی و شمالی ہین جنین سے ہر ایک کی مسافت ۲۰۰ میل ہے، احد مغربی
کی مسافت تقریبًا ۴۰۰ میل ہے، اندلس کے وسط مین قدیم شہر طلیطلہ ہے جو گاتھون کا پایۂ تخت
تھا، اس کا عرض ۳۹ درجہ اور ۵۰ دقیقہ اور طول تقریبًا ۲۸ درجہ ہے، اس لحاظ سے تقریبًا وہ اقلیم
پنجم کے وسط مین ہے، اور اس وقت یعنی ۲۲۸ھ مین یہ شہر اندلس کے عظیم الشان فرمانروا ابو الحسن
یحییٰ بن اسمٰعیل بن مطرف بن موسیٰ بن ذی النون کا دار الحکومت ہے، بلاد اندلس مین
جزیرۃ الخضراء، جو اندلس کے جنوبی ساحل بحر پر واقع ہے، عرض مین سب سے کم یعنی اس کا عرض
۳۶ درجہ ہے، اور جو شہر کہ اندلس کے شمالی ساحل پر واقع ہین ان سب سے زیادہ عریض ہے،
اور اس جگہ کا عرض ۴۳ درجہ ہے، اندلس کا اکثر حصہ اقلیم پنجم مین ہے، اور بعض حصہ مثلاً اشبیلیہ
مالقہ، قرطبہ، غرناطہ، مریہ اور مرسیہ چوتھے اقلیم مین شامل ہے

جبل البرتات (جس مین زہرہ کا ہیکل ہے) اور جو بلاد اندلس اور فرانس کے مابین حائل
ہے، اندلس کی مشرقی حد ہے، اندلس، مغرب مین انتہائی آبادی ہے، کیونکہ یہ ملک جیسا کہ ہم نے
بیان کیا ہے، بحر اوقیانوس اعظم (اطلانتک) تک منتہی ہوتا ہے، جس کے بعد کوئی آبادی نہین ہے[۱]
طلیطلہ اور شہر روم (پایۂ تخت روم) کے مابین ۲۰۹۰ میل کی مسافت ہے،

علماے اندلس | ملک اندلس کے اس مختصر احوال کے بیان کرنے کے بعد اب ہم علماے اندلس
کے ذکر کی طرف متوجہ ہوتے ہین جو ہمارا اصل مقصد ہے:-

خاندان بنو امیہ کے پانچوین فرمانروا الحکم ثانی محمد بن عبد الرحمٰن بن حکم بن ہشام بن عبد الرحمٰن

---

[۱] یہ راے امریکہ کے دریافت ہونے سے پہلے کی ہے،

(فاتح اندلس) کے عہد میں تیسری صدی ہجری کے وسط سے بعض اہل اندلس میں تحصیل علوم کی تحریک پیدا ہوئی اور چوتھی صدی کے وسط تک بتدریج ترقی ہوتی رہی، اس عرصہ میں جو لوگ علم حساب و نجوم میں مشہور ہوئے وہ یہ ہیں:-

ابو عبیدہ بلنسی[1] مسلم بن احمد بن ابو عبیدہ بلنسی معروف بہ صاحب القبلۃ، وہ مشرق کی طرف بہت زیادہ منہ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے اس لیے اس نام سے مشہور ہوگئے، علم نجوم اور احکام نجوم کے عالم ہونے کے ساتھ ہی فقیہ و محدث بھی تھے، مشرق کا سفر کیا تھا اور وہاں مکہ میں علی بن عبد العزیز[2] سے، اور مصر میں مزنی[3]، ربیع بن سلیمان المرادی[4]، یونس بن عبد الاعلیٰ[5] اور محمد بن عبد اللہ[6] بن عبد الحکم، وغیرہ محدثین سے احادیث سنی تھیں، احمد بن محمد بن عبد ربہ[7] شاعر نے انھی کے متعلق یہ اشعار کہے ہیں:-

---

[1] دیکھو مقری ج ۲ ص ۲۳۲۔ [2] قاضی ابو الحسن علی بن عبد العزیز معروف بہ "قاضی جرجانی" "کتاب الوساطۃ بین المتنبی و خصومہ" کے مصنف شافعی المذہب فقیہ و ادیب تھے، عراق و شام وغیرہ ممالک میں تحصیل علم کی، رے کے قاضی مقرر ہوئے اور ۳۶۶ھ میں بعمر ... کو وفات پائی، (ابن خلکان ج ۱ ص ۳۲۴) [3] ابو ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ بن اسماعیل بن عمرو بن اسحاق المزنی تلمیذ امام شافعی المتوفی ۲۶۴ھ ۲۴ رمضان (ابن خلکان ج ۱ ص ۷۱) [4] ابو محمد ربیع بن سلیمان بن عبد الجبار بن کامل المرادی تلمیذ شافعی المتوفی ۲۷۰ھ ۲۰ شوال (ابن خلکان ج ۱ ص ۱۸۱، ص ۱۸۲) [5] ابو موسیٰ یونس بن عبد الاعلیٰ بن موسیٰ بن میسرہ بن حیان الصدفی مصری فقیہ تلمیذ شافعی مشہور منجم ابن یونس مصری کے جد امجد، ولادت ذی الحجہ ۱۷۰ھ وفات ربیع الآخر ۲۶۴ھ (ابن خلکان ج ۲ ص ۴۱۶) [6] مصری فقیہ تلمیذ شافعی ولادت ۱۸۲ھ وفات ۲۶۸ھ (ابن خلکان ج ۱ ص ۴۵۵ ۔ ص ۴۵۶)

[7] ابو عمر احمد بن محمد بن عبد ربہ قرطبی، اندلس کے مشہور ادیب شاعر اور مورخ مصنف عقد الفرید، ولادت ۱۰ رمضان ۲۴۶ھ وفات ۱۸ جمادی الاولیٰ ۳۲۸ھ (دیکھو ابن خلکان ج ۱ ص ۳۴، معجم الادباء لیاقوت ج ۲ ص ۶۷ تا ۷۲، مطمح الانفس ص ۵۱ تا ص ۶۱، بغیۃ الوعاۃ ص ۱۶۱، یتیمۃ الدہر ج ۱ ص ۳۳۶)

أبا عبيدة والمسئول عن خبر ٭ يحكيه الأسوار الذي سألا [1]

اے ابو عبیدہ! جس سے کوئی واقعہ پوچھا جائیگا تو وہ اس کو بیان کر ہی دے گا۔۔۔۔

أبيت إلا شذوذًا عن جماعتنا ٭ ولم تصب رأي من أرجى ولا اعتزلا

تو تو ہماری جماعت سے الگ ہی ہونا چاہتا ہے تو نہ مرجئہ کے عقائد کو صحیح سمجھا معتزلہ کے خیالات کو،

كذلك القبلة الأولى مبدلة ٭ وقد أبيت فما تبغي بها بدلا

اسی طرح پہلا قبلہ (بیت المقدس) بدل چکا ہے مگر تجھے اس کا بدلنا گوارا نہیں ہے،

زعمت بهرام أو بيدخت يرزقنا ٭ لا بل عطارد أو برجيس أو زحلا

تیرا خیال ہے کہ ہمارا رازق مریخ ہے یا زہرہ، نہیں بلکہ عطارد یا مشتری یا زحل بھی

وقلت إن جميع الخلق في فلك ٭ بهم محيط وفيهم يقسم الأجلا

تو اس بات کا قائل ہے کہ تمام عالم کو فلک محیط ہے اور وہی ان میں اجل کو تقسیم کرتا ہے،

والأرض كروية حفت السماء بها ٭ فوقًا وتحتًا وصارت نقطة مثلا

اور یہ کہ زمین لپٹی ہوئی ہے جس کو اوپر نیچے سے آسمان گھیرے ہوئے ہے اور وہ درمیان میں نقطہ (دائرہ) کی طرح ہے،

صيف الجنوب شتاء للشمال بها ٭ قد صار بينهما هذا وذا دولا

جب (بلاد) جنوب میں گرمی ہوتی ہے تو اسی وقت شمال میں موسم سرما ہوتا ہے یعنی گرمی اور سردی ان دونوں قسم کے مقامات میں یکے بعد دیگرے آتی ہے،

فما لكانون في صنعاء وقرطبة ٭ بردًا وأيلول يذكي فيهما الشعلا

پھر کانون (دسمبر) کیوں صنعاء (یمن جنوب) اور قرطبہ (شمال) ہر دو میں سردی کا مہینہ ہے، اور ماہ

ایلول (تقریبًا جولائی) کیوں ہر دو (مختلف الجہت) شہروں میں (گرمی کے) شعلے بھڑکاتا ہے؟

هذا الدليل ولا قول لأعترفه ٭ من القوانين يجلي القول والعملا

یہ دلیل۔ نہ کہ وہ قوانین جن سے تو فریب کھائے ہوئے ہے۔ قول و عمل کو جلا دینے والی ہے،

---

[1] یہ مصرع نامکمل ہے، یہ اشعار ہم کو کسی اور کتاب میں نہیں ملے جس سے اس کی تصحیح ہو سکے،

کما استمر ابن موسیٰ[1] فی غوایتہ — فی عرّ السہل حتی خلتہ جبلا

جسطرح ابن موسیٰ اپنی گمراہی مین مبتلا رہا تو اسنے ریتیلے میدان کو سنگلاخ بنا یا حتی کہ مجھے وہم ہوا کہ وہ پہاڑ تو نہین ہے

ابلغ معاویۃ المصغی لفی لہما — انی کفرت بما قالا وما فعلا

معاویہ کو میری جانب سے یہ پیغام پہنچا دو (جوکہ ان کی باتون کو سنتا ہی) کہ مین تو انکے ہر قول و عمل کا منکر ہون،

ابو عبیدہ نے ۲۹۵ھ ؁۹۰۸ء مین وفات پائی،

ابن السمینہ[2] یحیی بن یحیی معروف بہ ابن السمینہ باشندۂ قرطبہ حساب، نجوم، طب کا ماہر، اور مختلف علوم و فنون مین دخل رکھتا تھا، نحو، لغت، عروض، معانی، شعر، فقہ، حدیث، تاریخ اور فن مناظرہ مین اس کو دستگاہ حاصل تھی، مذہباً معتزلی تھا، مشرق کا سفر بھی کیا تھا، پھر واپس آگیا، ۳۱۵ھ مین وفات پائی،

محمد بن اسمٰعیل[3] معروف بہ حکیم فن حساب و منطق کا عالم تھا، بہت دقیق الذہن اور لطیف الطبع عالم نحو و لغت تھا، ۳۳۱ھ مین وفات پائی،

خلیفہ الحکم ثانی اور اس کا کتب خانہ چوتھی صدی ہجری کے اوائل سے امیر الحکم ثانی (المستنصر باللہ محمد بن عبد الرحمن الناصر لدین اللہ) اپنے باپ کے عہد حکومت مین تحصیل علوم و معارف اور اہل علم کی قدردانی کی طرف متوجہ ہوا، اس نے بغداد اور مصر وغیرہ مشرقی ممالک سے علوم قدیمہ و جدیدہ کی بیش بہا اور نادر کتابین منگوانی شروع کین اور اپنے باپ کے بقیہ عہد حکومت اور پھر

---

[1] ابن موسیٰ سے قاسم بن موسیٰ معروف بہ ابن الاقشتین مراد ہے اور معاویہ ایک قریشی نساب تھا،

[2] بغیۃ الوعاۃ ص۴۱۲ مین سیوطی نے اس کا تذکرہ لکھا ہے مگر ۶۱۵ھ سنہ وفات بتایا ہے جو طباعت یا کاتب کی غلطی ہے

[3] ابو عبداللہ معروف بہ حکیم قرطبی، سیوطی نے اس کے تذکرہ مین لکھا ہی کہ وہ حافظ حدیث بھی تھا، اور مستنصر باللہ الحکم کا استاد تھا، بعمر ہشتاد سال ۲۰ ذی الحجہ ۳۳۱ھ مین وفات پائی، (بغیۃ الوعاۃ ص۲۲)

اپنے زمانۂ سلطنت مین اس کثرت سے ذخیرۂ کتب فراہم کر لیا[1] جو خلفاے عباسیہ کے اس علمی سرمایہ کی ہمسری کرنے لگا جس کو انھون نے مدت مدید مین جمع کیا تھا، اس قدر وافر ذخیرۂ کتب اس نے اپنے انتہائی شغف علمی، کسب کمالات مین بلند ہمتی اور حکماے سلاطین کی مشابہت کے شوق مین مہیا کیا تھا، ان کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے زمانۂ حکومت مین قدما کی تصانیف پڑھنے اور ان کے مذاہب سے واقفیت حاصل کرنے کی تحریک لوگون مین زیادہ پیدا ہوگئی الحکم نے ماہ صفر ۳۶۶ھ مین داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ہشام المؤید باللہ کے لقب سے اس کے تخت وتاج کا وارث ہوا، لیکن چونکہ وہ ابھی نابالغ لڑکا تھا[2] اس لیے اس کا حاجب[3] ابوعامر محمد بن عبداللہ[4] (ابن محمد بن عبداللہ بن ابی عامر بن محمد بن ولید بن عبدالملک بن عامر معافری القحطانی) انتظام سلطنت اور امور مملکت مین دخیل ہوگیا، اس نے سب سے پہلے الحکم کے شاہی کتب خانہ مین دست اندازی کی اور چند خواص مذہبی علما کے سامنے اس کے ہر فن کی کتابین طلب کین اور ان کو حکم دیا کہ علوم قدیمہ مین سے طب اور حساب کی کتابون کے سوا منطق، علم نجوم اور اس کے علاوہ قدما کے علوم کی کتابین نکال لین، چنانچہ جب وہ لغت، نحو، اشعار، تاریخ، طب، فقہ اور حدیث وغیرہ علوم کی کتابون سے جنکا پڑھنا اہل اندلس کے نزدیک جائز تھا، الگ ہوگئین تو بجز ان چند کتابون کے جو کتابون کے درمیان بچ گئین سب کے جلا دینے اور ضائع کر دینے کا حکم دیدیا، چنانچہ کچھ ان مین سے جلا دی گئین، اور کچھ قصر شاہی کے کنوؤن مین

[1] الحکم کے کتب خانہ مین چار لاکھ جلدین کتابون کی تھین، الحکم کے جمع کتب اور علمی ذوق وشوق کے حالات کیلئے دیکھو نفح الطیب ج ا ص ۱۸۱ و ص ۱۸۲، [2] اس وقت ہشام کی عمر ۹ برس کی تھی، نفح الطیب ج ا ص ۱۸۵،

[3] حاجب کا عہدہ مشرقی سلطنتون مین وہی ہوتا تھا جو آجکل سلاطین یورپ مین لارڈ چمبرلین کا ہوتا ہے،

[4] پہلے الحکم نے اس کو عہدۂ قضاۃ پر مامور کیا تھا اور پھر اس کو وزیر بنا دیا، تفصیل کیلئے دیکھو المقری ج ا ص ۱۸۵،

پھنکوا دی گئین، اور ان پر مٹی اور پتھر ڈال دیے گئے اور مختلف طریقون سے ان کو ادل بدل دیا گیا، یہ کام اس نے اہل اندلس کے خوش کرنے اور الحکم کے مذہب سے اپنا تنفر ظاہر کرنے کی غرض سے کیا تھا، کیونکہ ان علوم کا پڑھنا اہل اندلس کے اسلاف کے نزدیک ناجائز اور متروک تھا، اور ان کے امرا و اہل دول ان کو مذموم بتاتے تھے، اگر کوئی شخص ان علوم کو پڑھتا تھا تو وہ مذہب سے خارج ہونے کا متہم اور ملحد و بیدین سمجھا جاتا تھا، لہذا اس زمانہ مین علومِ فلسفہ کی جو تحریک پیدا ہوئی تھی، وہ یک قلم موقوف و پژمردہ ہوگئی، اور جن لوگون کے پاس فلسفہ کی کتابین تھین، وہ ان کو چھپانے لگے، اس وقت سے علمای اندلس جو کچھ ان علوم مین سے جانتے تھے اس کو چھپاتے تھے اور ان مین جو علوم جائز تھے یعنی حساب، فرائض، طب وغیرہ ان کو ظاہر کرتے تھے، یہان تک کہ پانچوین صدی ہجری کے آغاز مین دولت بنی امیہ کا خاتمہ ہوگیا، اور ملوک الطوائف کی تاخت و تاراج سے سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے کیونکہ اندلس کے ہر بڑے شہر کو ان ملوک الطوائف مین سے ہر ایک نے اپنا اپنا مرکزِ حکومت بنالیا تھا، دار الخلافت قرطبہ کے فرمانروا ان ملوک الطوائف سے نپٹتے رہے اور انھین اتنی مہلت نہ ملی کہ لوگون سے اس (تعلیم فلسفہ کی بابت باز پرس کرسکتے، آخر اس سیاسی فتنہ (طوائف الملوکی) نے مجبور کیا کہ قصرِ قرطبہ مین سلاطین جماعت کے جو نفیس اور قیمتی ذخائر تھے، وہ فروخت کردیے جائین جنمین کتابون کے علاوہ ہر قسم کا مال و اسباب تھا، چنانچہ وہ اشیا بہت سستے دامون اور کوڑیون کے مول فروخت کردی گئین، جس سے وہ کتابین اطرافِ اندلس مین پھیل گئین، اسی ذخیرہ مین علوم قدیمہ کی وہ بیش بہا کتابین بھی تھین جو لعہد منصور ابن ابی عامر حکم کی تحریک کے ممتحنین کی گرفت سے بچ گئی تھین پھر تو رعایا کے جس فرد کے

لہ دیکھو نفح الطیب ج ۱ ص ۱۰۲،

پاس اس قسم کی کوئی چیز تھی اس نے بھی اس کو علی الاعلان ظاہر کر دیا، اس طرح علوم قدیمہ کی تحصیل کا شوق رفتہ رفتہ بڑھتا رہا اور ہمارے زمانہ تک ان ملوک الطوائف کے پایہائے تخت تمدن مین یوماً فیوماً ترقی کرتے گئے، اس وقت ہمارے زمانہ مین خدا کے فضل سے ان علوم کے جواز اور ان کی تحصیل مین رکاوٹ کے دور کرنے کے متعلق سب سے بہتر حالت ہے یہان تک کہ سلاطین نے ان علوم سے بے توجہی کی لیکن مشرکین کے سال بسال اطراف و بلاد اندلس پر تاخت و تاراج کرنے اور قابض ہو جانے سے، نیز اہل اندلس کے مدافعت نہ کر سکنے کی وجہ سے اہل علم کی تعداد کم ہوتی گئی، اور اندلس مین جو لوگ علم ریاضی کے ماہر تھے وہ صرف چند رہ گئے،

ابو غالب الفرضی[1] ابو غالب حبّاب بن عبادۃ الفرضی، عبدالرحمٰن الناصر لدین اللہ کے عہد حکومت کے وسط مین علم حساب مین مشہور تھا، علم الفرائض[2] مین اس کی عمدہ تصانیف آج تک ہمارے ہان مشہور ہین،

ابو ایوب عبدالغافر بن محمد، علم ہندسہ کا ماہر تھا. فرائض مین اسکی عمدہ تصانیف ہین. اس نے احمد بن خالد فقیہ اور اس کے ہم طبقہ لوگون سے احادیث سنی تھین، مسلمہ بن احمد مرحیط وغیرہ نے اس سے حدیث روایت کی ہے،

السّری عبداللہ بن محمد معروف بہ السّری، علم حساب و ہندسہ کا عالم تھا، علم المعاملات مین اسکی ایک مشہور تصنیف ہے، وہ بہت پارسا، فقیہ اور نحو و لغت کا امام تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ وہ

---

[1] یاقوت نے (معجم البلدان ج ۲، ص۵۵) مین اس کا ذکر کیا ہے، یہ قرطبہ کا باشندہ تھا،

[2] ان قوانین کا علم جو ترکہ اور میراث کے حساب سے متعلق ہوتے ہین، یہ علوم شرعیہ کی قسم سے ہے (مفتاح السعادہ ج ۱ ص۳۲۹)

فن کیمیا سے بھی واقف تھا، الحکم مستنصر باللہ اس کی تعظیم و تکریم کیا کرتا، اور بار بار اس کو اپنے حضور مین بلایا کرتا تھا، مگر وہ اپنے زہد و اتقا کی وجہ سے صحبت سلاطین سے بہت محترز رہتا تھا

ابو بکر بن ابی عیسی اس کا سلسلہ نسب یہ ہے :-

احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن عبد الاعلیٰ بن عبد الغافر بن عبد المجید بن عبد اللہ بن ابو علیٰ عبد الرحمن بن حارث انصاری رضی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

حساب، ہندسہ اور نجوم مین اس قدر دسترس تھی کہ الحکم کے زمانہ مین ان علوم کا درس دیتا تھا مسلمہ بن احمد المرحیط ہندسہ مین اسکا شاگرد، اور اس فن کے علاوہ تمام علوم ریاضیہ مین اس کی سبقت و فضیلت کا معترف تھا، جیساکہ مسلمہ کے شاگرد سعید بن محمد بن بغونش طلیطلی نے اپنے استاد سے سنکر مجھ سے بیان کیا ہے،

الاقلیدسی[1] عبد الرحمن بن اسمٰعیل بن زید معروف بہ الاقلیدسی ہندسہ کا ماہر کامل تھا منطق کی طرف بھی اس نے توجہ مبذول کی تھی اور (ارسطو کی) آٹھ منطقی کتابون کے اختصارات اس کی مشہور تصانیف ہین، مجھے اس کے بھانجے ابو العباس احمد بن ابی حاتم محمد بن عبد اللہ بن عبد بن ہرثمہ بن ذکوان نے اس کی نسبت یہ اطلاع دی ہے کہ وہ منصور بن ابی عامر حاجب کے عہد حکومت مین مشرق گیا تھا، اور وہین اس کے والد اسمٰعیل بن زید نے وفات پائی جو قرطبہ کے سربرآوردہ افراد مین سے شعر و ادب کا زبردست ماہر تھا اور خلیفہ الحکم کے عہد حکومت مین محکمہ پولیس اور محکمہ احتساب کا افسر تھا،

ابو القاسم عدوی محمد بن احمد معروف بہ الطبشری (یا الطنبری) علم حساب و ہندسہ کا درس

---

[1] اس کا لقب بعض نسخون مین الاقلیدس لکھا ہے، اور بعض مین الاقلیدی لکھا ہے، ممکن ہے کہ علوم ہندسہ مین کامل ماہر ہونے کے سبب سے لوگ اسکو اقلیدس کہنے لگے ہوان، اور اس طرح اس لقب سے اسکی شہرت ہوگئی ہو،

دیتا تھا اور ان علوم مین دستگاہ رکھتا تھا، علم المعاملات مین اسکی ایک عمدہ کتاب ہے،

ابن مکرم[۱] ابو عثمان سعید بن فتحون بن مکرم معروف بہ حمار سرقسطی نحو و لغت کا محقق اور امام تھا، ہندسہ، منطق، اور موسیقی نیز عام علوم فلسفہ مین دخل رکھتا تھا، فن موسیقی مین بھی اسکی تصانیف ہین اس کی تصنیف سے ایک رسالہ علوم فلسفہ کے مقدمہ کے طور پر ہے جس کا نام شجرۃ الحکمۃ ہے اور ایک رسالہ تعدیل علوم پر "جوہر و عرض کے انقسام" سے لیکر (جو اولین درجہ ہے) علوم کے بتدریج وجود مین آنے" تک پر مشتمل ہے، منصور بن ابی عامر حاجب کے عہد مین اس کو سخت سزا بھگتنی پڑی جسکا سبب مشہور ہے اور اسی کی وجہ سے قید سے رہا ہونے کے بعد اس کو اندلس سے نکل جانا پڑا، جزیرۂ صقلیہ (سسلی) مین اس نے وفات پائی،

مسلمہ بن احمد[۱] ابو القاسم مسلمہ بن احمد معروف بہ المجریطی اندلس مین اپنے وقت کا امام علماے ریاضیات اور اس سے پہلے جتنے ہیئت دان گذرے ان سب سے زیادہ عالم تھا، رصد کی طرف بھی اس نے توجہ کی تھی، بطلیموس کی کتاب المجسطی کی تفہیم کا اُسے بہت شوق تھا، علم عدد مین اسکی ایک عمدہ کتاب ہے اور یہ علم ہمارے یہان علم معاملات کے نام کے ساتھ مشہور ہے، اپنی ایک کتاب مین اس نے مسئلہ تعدیل کواکب کو زیج البتانی سے اختصار کیا ہے، زیج الخوارزمی کی طرف بھی اس نے توجہ مبذول کی تھی، اور اس (زیج) کی سنہ فارسی کو سنہ عربی سے بدل دیا، اور اس مین اوساط کواکب کو سنہ ہجری کے آغاز تاریخ سے رکھا ہے، نیز عمدہ جدولون کا اضافہ کیا ہے، الّا یہ کہ اس نے غلطیون مین بھی خوارزمی کی پیروی کی ہے، اور اس کے غلط مقامات سے بھی اس کو آگاہی نہین ہوئی، ہم نے اپنی کتاب اصلاح حرکات النجوم مین

---

[۱] مسلمہ کی تصانیف اس وقت قسطنطنیہ کے کتب خانون مین موجود ہین، (مجلۃ الزہرا صفحہ ۲۰۴ ج ۳-۴ : م ۲) [۱] سیوطی نے بغیہ (صفحہ ۲۵۶) مین اسکا مختصر تذکرہ لکھا ہے اور ابن مکرم کے اعراب کو ضبط کیا ہے،

ان اغلاط کو دکھایا ہے، مسلمہ نے طوائف الملوکی سے پیشتر ۳۹۵ھ مین وفات پائی، ابن السمح ابن الصفار، زہراوی، کرمانی، اور ابن خلدون اس کے مشہور تلامذہ ہین، کہ ایسے جلیل القدر تلامذہ اندلس مین کسی نے نہین پیدا کئے،

ابن السمح مسلمہ کے انھی مشاہیر تلامذہ مین سے ابو القاسم اصبغ بن محمد بن السمح مہندس غرناطی علم حساب وہندسہ کا محقق عالم اور ہیئت ونجوم مین سربرآوردہ تھا، علاوہ برین فن طب سے بھی اس نے اعتنا کیا تھا، اس کی تصانیف نہایت عمدہ ہین، مثلاً کتاب المدخل الی الہندسہ جو اقلیدس کی شرح ہے، کتاب ثمار العدد معروف بہ المعاملات، کتاب طبیعۃ العدد اور کتاب الکبیر فی الہندسہ جس مین اس نے علم ہندسہ کے اجزا یعنی خطوط مستقیمہ مقوس اور منحنی کا استقصا کیا ہے، اسطرلاب پر اس کی دو کتابین ہین جن مین سے ایک کتاب دو مقالون مین اسطرلاب بنانے کے طریقہ پر، اور دوسری ایک سو تیس ابواب مین اسطرلاب کے طریقۂ استعمال اس کے اصول ونتائج اور اغراض ومقاصد کی تعریف پر مشتمل ہے، احکام نجوم مین اسکی ایک زیج اہل ہند کے طریقہ حساب سدھانت پر یہ ایک بڑی کتاب دو جلدون مین ہے، پہلی جلد مین جدولین ہین اور دوسری مین ان جدولون سے متعلق رسائل ہین، مجھے اس کے شاگرد ابو مروان سلیمان بن محمد بن عیسیٰ الناشی مہندس نے خبر دی ہے کہ ابن السمح نے غرناطہ مین (جو امیر حبوس بن ماکسین بن زیری بن مناد صنہاجی کا پایہ تخت ہے) دوشنبہ کی رات کو بتاریخ ۱۸ رجب ۴۲۶ھ (۱۰۳۵ع) مین بعمر ۵۶ سال انتقال کیا،

ابن الصفار ابو القاسم احمد بن عبداللہ بن عمر، حساب، ہندسہ اور نجوم کا محقق عالم تھا، قرطبہ مین ان علوم کا درس دیتا تھا، مذہب سدھانت پر اس کی تصنیف سے ایک مختصر زیج اور آلۂ اسطرلاب کے طریقۂ استعمال پر اس کی ایک کتاب ہے جو عمدہ عبارت مین مختصر اور قریب المأخذ ہے،

فتنۂ سیاسیہ کے کچھ عرصہ کے بعد وہ قرطبہ سے نکل کر شہر دانیہ مین (جو مشرقی اندلس کے ساحل بحر پر امیر مجاہد عامری کا پایۂ تخت ہی) سکونت پذیر ہوا، اور وہین اس نے انتقال کیا، اہل قرطبہ مین سے بہت سے لوگ اس کے حلقۂ تلمذ مین داخل ہوئے جنکا ذکر انشاء اللہ آگے آئے گا، اسکا بھائی محمد اسطرلاب بنانے مین اس قدر مشہور تھا کہ اندلس مین اس فن مین اس سے کوئی سبقت نہین لے جاسکا،

زہری ابو الحسن علی بن سلیمان، حساب وہندسہ کا عالم تھا، اور فن طب کی طرف بھی اس نے توجہ کی تھی، اس کی تصنیف سے کتاب الارکان معاملات مین بہترین کتاب ہے، جو منطقی طریقہ پر مرتب ہے،

کرمانی ابو الحکم عمرو بن عبد الرحمن بن احمد بن علی الکرمانی باشندۂ قرطبہ، حساب وہندسہ کا ماہر کامل تھا، محدث اس کے شاگرد حسین بن احمد بن حسین بن حی مہندس ومنجم نے بیان کیا کہ اس نے کسی شخص کو اس فن مین کرمانی کا مدمقابل نہین پایا جو ہندسہ کے مشکلات وغوامض کو حل کر دینے، ان پر حاوی ہونے اور مسائل ہندسہ پر کامل عبور رکھنے مین اس کی گرد کو پاسکا ہو، اس نے بلاد مشرق کا سفر کیا تھا، پھر وہان سے حران گیا جو دیوار شامیہ کا ایک شہر ہے، وہان اس نے ہندسہ اور فن طب کی تحصیل کی پھر اندلس مین واپس آیا اور سرقسطہ مین سکونت اختیار کی، مشرق سے وہ اپنے ساتھ اخوان الصفا[۱] کے مشہور رسائل لایا تھا، اور ہمین نہین معلوم کہ اس سے پہلے کوئی شخص ان رسائل کو اندلس مین لایا ہو، طب مین بھی اس کو دخل تھا،

؎۱ چوتھی صدی ہجری کے آخر مین (۳۷۳ھ / ۹۸۳ء) فرقۂ باطنیہ (اسماعیلیہ) کی ایک سیاسی مذہبی اور علمی جمعیت قائم ہوئی تھی جس کے ممبر "اخوان الصفا" کہلاتے ہین۔ اسی نام سے اس جماعت کے علمی رسائل موسوم ہین جو کئی مختلف رسائل کا مجموعہ ہین، یہ رسائل ۱۳۰۵ھ مین بمبئی مین چھپ گئے ہین تفصیل کے لیے دیکھو قفطی ص ۸۲ - ۸۳،

اور اس فن میں اس کے عمدہ تجربات ہیں، داغ دینے، کاٹنے، چیرنے، پھاڑنے وغیرہ عملیات جراحی میں اس کو اچھی مہارت تھی، مگر وہ علوم نجوم نظری سے واقف نہ تھا، اور فن منطق میں اسکو کچھ دخل تھا جیساکہ ابوالفضل حسدائی بن یوسف بن حسدائی اسرائیلی نے (جو اس سے بخوبی واقف تھا) اطلاع دی ہے، علوم نظریہ میں اس کا درجہ اس قدر بلند تھا کہ اس بارہ میں اندلس میں کوئی اسکا مدمقابل نہ تھا، ابوالحکم مذکور نے ۴۵۸ھ ۱۰۶۶ء میں ۹۰ سال یا اس سے زیادہ کی عمر میں بمقام سرقسطہ وفات پائی۔

ابن خلدون | ابومسلم عمرو بن خلدون الحضرمی اشبیلیہ کے شرفا میں سے تھا، علوم فلسفہ کا امام ہندسہ، نجوم اور طب میں مشہور تھا، اپنے اخلاق وعادات کی اصلاح و اعتدال میں وہ فلاسفہ سے مشابہ تھا، اس نے اپنے وطن اشبیلیہ میں ۴۴۹ھ ۱۰۵۷ء میں وفات پائی۔

ابن صفار کے تلامذہ | ابن برغوث، الواسطی، ابن شہر، القرشی، الطش، مردانی اور ابن عطار ابوالقاسم احمد بن عبداللہ بن صفار کے مشاہیر تلامذہ ہیں،

ابن برغوث | محمد بن عمر بن محمد معروف بہ ابن برغوث ریاضیات کا محقق عالم، علم ہیئت و نجوم اور رصد کواکب کا ماہر خصوصی تھا، علاوہ ازیں وہ علم نحو، تفسیر، فقہ اور وثائق (معاہدات) کا محقق عالم تھا، تمام علوم پر اس کو اچھی دسترس تھی، نہایت پاکباز، حلیم الطبع، نیک صفات خوش اخلاق نیک نام تھا، ۴۴۴ھ ۱۰۵۲ء میں وفات پائی۔

۲- الواسطی | ابوالاصبغ عیسیٰ بن احمد حساب، ہندسہ اور علم الفرائض کا ماہر کامل ہے، اور قرطبہ میں ان علوم کا درس دیتا ہے، ہیئت و نجوم میں بھی اس کو کچھ دخل ہے اور وہ اب تک بقید حیات ہے۔

۳- ابن شہر | ابوالحسن مختار بن عبدالرحمٰن بن شہر الرعینی ہندسہ اور نجوم کا ماہر اور لغت، نحو،

حدیث، اور فقہ کا متبحر عالم، شاعر بلیغ، دانشمند متکلم، فن سیر و تاریخ کا عالم تھا، مریہ میں ۴۲۷ھ ۱۰۳۶ء
مین، زہیر عامری کے آخری عہد حکومت مین عہدۂ قضا پر مامور ہوا، اور ۴۳۵ھ ۱۰۴۳ء مین اسی عہدہ پر
رہ کر قرطبہ مین وفات پائی،

۶- ابن عطار | محمد بن خیرة العطار امیر الظافر (اسمٰعیل بن عبد الرحمٰن بن ذی النون) کے کاتب
(وزیر) محمد بن ابی ہریرہ کا آزاد کردہ غلام اور ابن الصفار کے چھوٹے تلامذہ مین سے ہے،
ہندسہ اور علم الفرائض مین دستگاہ رکھتا ہے، اور اس وقت قرطبہ مین ان علوم کا درس دیتا ہے،
فن نجوم اور حرکات کواکب مین بھی اس کو دخل ہے،

ابن سمح کے تلامذہ | ابو مروان سلیمان بن محمد بن عیسیٰ بن الناشی، جو علم العدد اور ہندسہ کا ماہر ہے،
اور فن طب کی طرف بھی متوجہ ہے، اور ابو جعفر احمد بن عبد اللہ معروف بہ ابن صفار متطبب
(معالج) ابن السمح کے مشہور شاگردون مین سے ہین،

ابن خلدون کے تلامذہ | علماے اشبیلیہ کی یادگار ابو مروان عبد الملک بن احمد مسلم بن خلدون
القرشی معروف باسلام کے مشاہیر تلامذہ مین سے ہے،

عبد اللہ بن احمد سرقسطی | انھی علماے ریاضیات مین سے عبد اللہ بن احمد سرقسطی ہے جو علم العدد
ہندسہ اور نجوم مین دستگاہ رکھتا تھا، اور سرقسطہ مین ان علوم کا درس دیتا تھا، مجھ سے اس کے
شاگرد علی بن تجدہ بن داؤد مہندس نے بیان کیا کہ اس نے علم ہندسہ مین اس سے بڑھکر
کسی کو پختہ کار نہین پایا، مین نے اس کا ایک رسالہ دیکھا ہے جو اس نے ابو مسلم بن خلدون
اشبیلی کو لکھکر بھیجا ہے، اس مین اس نے حرکات و تعدیل کواکب کے متعلق مذہب سندھانت
کی خرابی کا ذکر کیا ہے، اس کے دلائل کی ہم نے تردید کی ہے اور اپنی کتاب اصلاح

لہ یکے از ملوک الطوائف، اس نے ۴۲۷ھ لغایت ۴۶۹ھ تک طلیطلہ پر حکومت کی۔

حرکات النجوم مین اسکی غلطیان دکھائی ہین، عبداللہ بن احمد نے شہر بلنسیہ مین ۴۴۸ھ / ۱۰۵۶ء مین وفات پائی،

ابو اسحاق ابراہیم الہزری | ابراہیم بن احمد بن ابراہیم الہزری[1] اشبیلی منطق، ادب اور مسائل ادبیہ کا ماہر، مختلف علوم سے واقف، اور چابکدست صناع تھا، ادھیڑ ہونے سے پہلے ہی ۴۲۰ھ / ۱۰۲۹ء مین بمقام مصر رحلت کر گیا،

ابن برغوث کے تلامذہ | ابن اللیث، ابن الجلاب اور ابن حی ابن برغوث کے مشاہیر تلامذہ ہین

۱- ابن اللیث | محمد بن احمد بن لیث، علم العدد اور ہندسہ کا محقق عالم تھا، اور علم حرکات و رصد کواکب کی طرف بھی اس نے توجہ کی تھی، ساتھ ہی علم نحو، لغت اور فقہ مین بھی دخل رکھتا تھا، بہت بامروت اور نیک نفس تھا، صوبہ بلنسیہ کے شہر شقر یون[2] کی قضاۃ پر مامور ہوا تھا اور اسی عہدہ پر رہکر ۴۰۵ھ / ۱۰۱۵ء مین قضا کی،

۲- ابن حی | حسن بن محمد بن حی تجیبی باشندۂ قرطبہ، ہندسہ اور نجوم کا عالم اور تعدیل کواکب سے بہت شغف رکھتا تھا، اس مسئلہ مین طریقہ سدھانت پر اس کی ایک مختصر تصنیف ہے، مصائب برداشت کرنے کے بعد اندلس سے ۴۴۲ھ / ۱۰۵۱ء مین نکل کر مصر پہنچا (مصر جاتے ہوئے اس کو سمندر مین سخت تکالیف کا سامنا ہوا تھا) پھر وہ مصر سے یمن چلا گیا، اور وہان کے حاکم امیر الصلیحی[3] سے ملا جو خلیفہ معد المستنصر باللہ[4] بن علی الظاہر بن منصور الحاکم بن نزار العزیز

---

[1] طبقات کے ایک نسخہ مین الہودی لکھا ہے، یہ نہین معلوم ہو سکا کہ صحیح کیا ہے، غالباً یہ الہوذی ہے، جو قبیلۂ عذرہ کے ایک شخص ہوذ بن عمرو سے منسوب ہے، [2] طبقات مین اس کو شریون لکھا ہے جو غلط ہے اصل مین یہ شقر یون ہے جیسا کہ یاقوت نے اسکے اعراب کو ضبط کیا ہے، (معجم البلدان ج ۵ صفحہ ۲۶۷) [3] طبقات کے ایک قلمی نسخہ مین یہ الصلیحی تھا مگر کوئی نحوی نے اسکی اصلاح کر کے السبحی بنا دیا ہے، یہ السبحی اور شخص ہے نحوی کو دھوکا ہوا ہے، اصل مین یہ ابو الحسن علی بن محمد بن علی الصلیحی ہے جو ۴۷۳ھ مین قتل ہوا، اس کے تذکرہ کے لیے دیکھو ابن خلکان ج ۱ صفحہ ۳۴۶ [4] ابو تمیم معد الملقب بہ المستنصر باللہ العبیدی فاطمی خلیفہ ۴۲۰ھ ... اپنے باپ الظاہر العبیدی کی وفات کے بعد ۷ برس کی عمر مین بیعت لیکر مسند خلافت پر بیٹھا، ۶۰ برس تک خلیفہ رہنے کے بعد ۴۸۷ھ مین رحلت کر گیا، (ابن خلکان ج ۲ صفحہ ۱۲۰)

بن معد المعز بن اسماعیل المنصور بن عبد الرحمن القائم بن عبید اللہ المهدی جسکا رقبۂ حکومت اس وقت افریقہ کے بعض حصص، تمام ملک مصر، شام، جزیرۃ العرب، حجاز، تہامہ، نجد اور یمن تک وسیع ہی کا داعی اور یمن کا حاکم تھا، وہان ابن حی نے اس کے دربار مین بڑا رسوخ حاصل کر لیا جو عام طور پر مشہور ہے، اور امیر الصلیحی نے اس کو بڑے تزک و احتشام سے خلیفہ القائم بامر اللہ[۱] کے پاس بغداد سفیر بنا کر بھیجا تھا، جہان اس نے بہت کچھ مال و دولت حاصل کر لیا، اور مینے سنا ہے کہ اپنی اس سفارتِ بغداد سے مین لوٹنے کے بعد اس نے ۴۵۶ھ (۱۰۶۴ء) مین انتقال کیا

۲۔ ابن الجلاب | حسین بن عبد الرحمن معروف بہ ابن الجلاب، علم ہندسہ، ہیئت اور نجوم کا محقق عالم ہے، علاوہ برین منطق اور طبیعیات سے بھی اس نے اعتنا کیا ہے وہ اس وقت شہر مریہ مین سکونت پذیر ہے، جو امیر محمد بن معن بن محمد بن صمادح التجیبی[۲] کا دار الحکومت ہے۔

ابن الوقشی[۳] | ابو الولید ہشام بن احمد بن ہشام بن خالد الکنانی معروف بہ ابن الوقشی، متوطن طلیطلہ مختلف علوم و فنون مین انکی مہارت بہت وسیع ہے، صائب الرائے، نقاد، اور علم ہندسہ و منطق، نحو، لغت، شعر، خطابۃ، فقہ، حدیث، اور علم کلام کے متبحر عالم ہونے کے علاوہ وہ شاعر بلیغ ہین، علم الانساب اور تاریخ و سیر مین کوئی ان پر فضیلت نہین رکھتا، وہ ہر علم و فن مین کچھ نہ کچھ دخل رکھتے ہین، ۴۳۸ھ (۱۰۴۶ء) مین طلیطلہ مین مین ان سے ملا تھا مین نے مدت مدید تک ان کی خدمات مین رہکر تحصیلِ علوم کی اور ان سے تعلیم پائی، تو مین نے ان کو علم کا ایک بحرِ ذخار، معدنِ شرافت

---

[۱] خاندان بنی عباس کا چھبیسوان نام نہاد خلیفہ ۴۲۲ھ مین مسند خلافت پر بیٹھا ۴۴۹ھ مین وہ معزول کر دیا گیا تھا مگر پھر ۴۵۱ھ مین خلیفہ بنا دیا گیا، ۴۶۷ھ مین اس نے وفات پائی۔ [۲] ابو یحیی المعتصم، مریہ، بجایہ اور صمادحیہ (بلاد اندلس) کا حکمران المتوفی ۴۸۴ھ (ابن خلکان ج ۲ ص ۳۵، ص ۳۷) [۳] سیوطی نے ابن الوقشی کا مفصل تذکرہ لکھا ہے اور اس مین صاعد سے نقل کر کے اس کا حوالہ دیا ہے (بغیۃ الوعاۃ ص ۴۰۹)

ونجابت اور مکارم اخلاق مین عجیب وغریب فضائل سے متصف پایا، اس وقت وہ ہمارے
زمانہ مین بقید حیات موجود ہین، ان کی عمر پچاس سے تجاوز کرگئی ہے، ۴۰۴ھ ۱۰۱۳ع انھون نے مجھ
سے اپنی تاریخ ولادت بیان کی تھی، وہ طلبیرہ کے قاضی مقرر کئے گئے تھے جو میر المامون یحیی بن
انطافر (اسمٰعیل بن عبدالرحمن بن اسمٰعیل بن عامر بن مطرف بن موسیٰ بن ذی النون) کے
دار الحکومت طلیطلہ کے ماتحت ایک شہر ہے،

ابن خمیس | ابوجعفر احمد بن خمیس بن عامر بن دمیج طلیطلی، ہندسہ، نجوم اور طب کے عالم، علوم اللسان
مین دخل رکھتے تھے، فن شعر مین اچھی مہارت تھی، وہ قاضی ابو الولید ہشام بن احمد (ابن الوقشی)
اور ابو اسحاق ابراہیم بن لب بن ادریس تجیبی معروف بہ القویدس کے اقران و اماثل مین سے
تھے، ان کا اصلی وطن قلعہ ایوب تھا، پھر وہان سے نکلکر طلیطلہ مین سکونت اختیار کی، وہین تعلیم
پائی اور علم الاعداد، ہندسہ، فرائض وغیرہ مین دستگاہ بہم پہنچائی، اور زمانہ دراز تک اسکی تعلیم دیتے
رہے، ہیئت ونجوم سے ان کو اچھی واقفیت تھی مین نے اس فن مین ان سے بہت کچھ اخذ
کیا ہے، علاوہ برین عربی علم وادب مین بھی وہ فرد تھے، اور طلیطلہ مین ایک عرصہ تک انھون
نے اس کی تعلیم دی تھی، انھون نے شنبہ کی رات کو تاریخ ۲۷ رجب ۴۵۴ھ ۱۰۶۲ع مین وفات پائی

ان مشاہیر علماے ریاضیات کے علاوہ اور لوگ بھی ہین جنھون نے علوم ریاضیہ
کی تحصیل کی تھی، ہم نے ان کا تذکرہ کچھ تو اس سبب سے نہین کیا ہے کہ وہ ان مشاہیر سے کم درجہ
تھے، اور کچھ اس وجہ سے کہ ہم ان کے اسما، حالات اور مراتب علمیہ سے ناواقف تھے گو وہ
اندلس مین مشہور ہوئے ہون،

علماے فلاسفہ | ہمارے زمانہ کے نوجوانون مین کئی لوگون نے فلسفہ کی تحصیل کی ہے صحیح نظر
وادراک رکھتے ہین، اور اولو العزم ہین، ان مین سے جنھون نے علوم فلسفہ کی بعض

کی تحصیل کی ہے ان کے نام یہ ہین:-

اہل طلیطلہ	ابو الحسن علی بن خلف بن احمر صیدلانی، ابو اسحاق ابراہیم بن یحیٰی النقاش معروف به ولد الزرقیال[1]، ابو مروان عبد اللہ بن خلف الاستجی، ابو جعفر احمد بن یوسف بن غالب لهلالی عیسی بن احمد بن العالم، ابراہیم بن سعید سہلی اصطرلابی،
اہل سرقسطہ	(یوسف المؤتمن) حاجب ابو عامر بن امیر المقتدر باللہ احمد بن سلیمان بن ہود الجذامی، ابو جعفر احمد بن جوشن بن عبد العزیز بن جوشن،
اہل بلنسہ	ابو زید عبد الرحمن بن سید،

ان سب مین علم ہندسہ کے سب سے بڑے عالم علی بن احمر صیدلانی، اور ابو جعفر احمد بن جوشن ہین، اور حرکات نجوم اور ہیئت افلاک کا سب سے بڑا عالم ابو اسحاق ابراہیم بن یحیٰی نقاش معروف به ولد الزرقیال ہے جو ہمارے زمانہ کے ماہرین رصد ہیئت افلاک اور حساب حرکات نجوم علم زیج اور آلات نجوم وضع کرنے مین سب پر فوقیت رکھتا ہے (اسی طرح) ابو عامر بن امیر المقتدر باللہ ریاضیات مین ان سب کے ساتھ مشترک ہونے کے علاوہ منطق طبیعیات اور الٰہیات مین بھی یکتا ہے،

ابن حزم[2]	اگر کسی نے تمام علوم فلسفہ مین سے خاصکر فن منطق کی طرف پوری توجہ کی ہے تو وہ ابو محمد

[1] زرقلہ ایک آلہ رصدی کا نام ہے جس پر اس نے الصحیفۃ الزرقیال نام کی ایک کتاب لکھی تھی (قفطی ص ۵۷) اہل یورپ کو یہ آلہ رصد قرون وسطی مین مسلمانون سے پہنچا تو وہ اس کو ARZAKEL کہنے لگے اسی پر یورپ مین اسکا نام مشہور ہوگیا، اسکی یہ کتاب (الزیج الزرقالی) کی عربی اصل مفقود ہے لاطینی مین اسکا ایک قدیم ترجمہ یورپ مین موجود ہے (تمدن العرب)

[2] مفصل حالات کے لیے دیکھو مقری ج ۱ ص ۲ ۳۶۱ ـ المعجب ص ۲۶، ابن خلکان ج ۱ ص ۳۴۰، مطمح الانفس ص ۶۳ تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ۳ ص ۳۴۱، ارشاد الاریب للیاقوت ج ۵ ص ۸۶،

ابن حزم ہیں (ان کا سلسلہ نسب یہ ہے) :-

ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب بن صالح بن خلف بن معدان بن سفیان بن یزید فارسی (جو یزید بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس قرشی کا آزاد کردہ غلام تھا)

ان کے آباؤ اجداد دراصل قریہ منت لیشم کے رہنے والے تھے جو غربی اندلس کے ضلع لبلہ (NIEBLA) کا ایک چھوٹا سا قریہ ہے۔ انھوں نے اور ان کے آباؤ اجداد نے قرطبہ میں سکونت اختیار کی تھی، اور وہاں جلیل القدر عہدوں پر فائز ہوئے۔ چنانچہ ان کے والد ابو عمر احمد بن سعید بن حزم، امیر منصور محمد بن عبداللہ بن ابی عامر اور اس کے بعد اس کے بیٹے مظفر کے جلیل القدر وزرا میں سے تھے، اور یہ دونوں اپنی سلطنت کے مدبر و منتظم تھے، اور ابن حزم المستظہر باللہ (عبدالرحمن بن ہشام بن عبدالجبار بن عبدالرحمن الناصر لدین اللہ) کے وزیر تھے، پھر وزارت سے دست بردار ہو کر تحصیل علوم اور آثار و سنن کے جمع کرنے میں مصروف ہو گئے پہلے علم منطق کی طرف توجہ کی، اور اس فن میں ایک کتاب تالیف کی جس کا نام التقریب لحدود المنطق ہے[1]۔ اس میں نہایت تفصیل سے علوم و معارف کے طریقے بتائے ہیں، اور شرعی و فقہی مثالیں دے کر سمجھایا ہے، اس کتاب میں ابن حزم نے فن منطق کے موجد اول ارسطو کی مخالفت کی ہے، لیکن یہ ایک ایسے شخص کی مخالفت ہے جس نے ارسطو کے مقصد کو نہیں سمجھا اور نہ اس کی کتاب کے سمجھنے میں کافی زحمت اٹھائی۔ اس لحاظ سے ان کی یہ کتاب بجد غلط اور پوچ ہے۔ ابن حزم نے علوم شرعیہ کی بکثرت تحصیل کی اور وہ باتیں

[1] یہ کتاب بالکل مفقود ہے، ان کی کتاب الفصل فی الملل والنحل ج ۱ صفحہ ۲۴، ج ۲ صفحہ ۹۵ اور ج ۵ صفحہ ۷۴ میں التقریب لحدود المنطق کے حوالہ سے جو اقتباسات پائے جاتے ہیں وہ اگر کتاب کا یہ نام صحیح ہو تو اسی کے اقتباسات ہیں۔

حاصل کین جو ان سے پہلے اندلس مین کسی شخص کو حاصل نہین ہوئین، انھون نے ان علوم پر بکثرت کتابین لکھین جو عمدہ موضوع پر مشتمل ہین، ان تصانیف کا بہت بڑا حصہ اصول و فروع فقہ مین مذہب ظاہریہ[1] کے مطابق ہے جس کو انھون نے اختیار کیا تھا، اور جس پر وہ عمل پیرا تھے، یہ داؤد بن[2] علی بن خلف اصفہانی اور ان کے مقلدین کا مذہب ہے، جو اہل ظاہر یعنی قیاس و تاویل کے منکر ہین، مجھے ان کے بیٹے الفضل ابو رافع نے اطلاع دی ہے کہ حدیث و اصول حدیث، فقہ، ملل و نحل، وغیرہ مین اُن کی تصانیف[3] کی تعداد مع تاریخ، انساب، ادب، رد و مناظرہ کے کوئی چار سو کے قریب ہے، جو تقریباً آٹھ ہزار اوراق پر مشتمل ہین، ان سے پہلے عہد اسلام مین یہ بات صرف ابو جعفر بن جریر[4] طبری کو نصیب ہوئی ہے، کہ ایک وہی اس قدر کثیر التصانیف تھے، ابو محمد عبداللہ بن[5] محمد بن جعفر الفرغانی نے اپنی کتاب صلہ تاریخ طبری مین بیان کیا ہے، کہ ان (طبری) کے شاگردون نے سن بلوغ سے لیکر ان کی وفات (یعنی ۸۶ سال

---

[1] اہل ظاہر قرآن و حدیث مین تاویل کرنے اور قیاس و رائے کو دخل دینے کے منکر تھے، امام رازی نے اپنی تفسیر مین ان "نفاۃ القیاس" کے اقوال نقل کرکے ان کے جوابات دیئے ہین (ملاحظہ ہو تفسیر کبیر) ظاہریہ کے مذہب اور اسکے بانی کے لیے دیکھو انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ اتھکس ج ۴ ص ۶۰۰، الفہرست ج ۱ ص ۲۱۶، [2] ابو سلیمان داؤد بن علی بن خلف الاصبہانی، امام ظاہریہ بغداد کے نامور فقیہ و محدث اور امام شافعی کے پیرو تھے، ان کا خاندان اصل اصفہان کا رہنے والا تھا، یہ کوفہ مین ۲۰۲ھ/۸۱۵ء مین پیدا ہوئے، بغداد مین نشو و نما پائی، اور وہین ذی الحجہ ۲۷۰ھ/۸۸۴ء مین وفات پا گئے (ابن خلکان ج ۱ ص ۱۷۵، طبقات الشافعیہ للسبکی ج ۲ ص ۴۲) [3] ان کی بعض تصانیف چھپ گئی ہین، اور بعض یورپ اور ممالک اسلامیہ کے کتب خانون مین موجود ہین (دیکھو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۲ ص ۳۸۴ - ۳۸۶)

[4] صاحب تاریخ کبیر و تفسیر المتوفی ۳۱۰ھ ابن خلکان ج ۱ ص ۴۵۶، معجم الادباء للیاقوت ج ۶ ص ۴۲۳، [5] یاقوت نے ان کے بیٹے احمد بن عبداللہ بن احمد الفرغانی کے تذکرہ مین لکھا ہے کہ اسکا باپ مؤرخ طبری کا شاگرد تھا جسنے تاریخ کبیر طبری کا صلہ لکھا ہے (معجم الادباء ج ۱ ص ۱۵۰)

در سنہ ۴۳۱ھ (۹۲۲ء) تک ان کے ایام حیات کو شمار کر کے ان کی تصانیف کی مقدار تحریر کا اندازہ لگایا جائے تو ۲۰ اوراق روزانہ کا اوسط پڑا، یہ بات فضل الٰہی اور تائید ایزدی کے بغیر نصیب نہین ہوتی۔

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

علاوہ برین ابن حزم کو نحو، لغت، شاعری، اور خطابت مین بھی بہرۂ وافی حاصل تھا انھون نے اپنی ایک تحریر مین مجھے لکھا ہے کہ وہ ماہ رمضان کی آخری تاریخ کو ۳۸۴ھ (۹۹۴ء) مین نماز سحر کے بعد طلوع آفتاب سے قبل پیدا ہوئے تھے، یکم شعبان ۴۵۶ھ (۱۰۶۴ء) مین انھون نے رحلت فرمائی۔

ابن سیدہ[۱] | ابوالحسن علی بن اسماعیل بن سیدہ وہ نابینا اور ان کے والد بھی نابینا تھے، عرصہ دراز تک منطق کی تحصیل مین لگے رہے، اور اس فن مین ایک مبسوط اور ضخیم کتاب لکھی جس مین انھون نے متی بن یونس کا طریقہ اختیار کیا ہے، وہ اندلس مین نحو لغت اور اشعار عرب کے سب سے بڑے عالم تھے، اور ان علوم کی اکثر تصانیف مثل غریب[۲] المصنف، اور اصلاح المنطق[۳] وغیرہ ان کو حفظ یاد تھین لغت مین ان کی معرکۃ الآرا کتابین یہ ہین :-

۱- کتاب المحکم والمحیط[۴] الاعظم: حروف معجم پر مرتب ہے،

[۱] ابن سیدہ کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو ابن خلکان ج ۱ ص ۴۲۲، نکت الہمیان ص ۲۰۴، بغیۃ الوعاۃ ص ۳۲۷، نفح الطیب ... الانفس ص ۶۹ [۲] ابو عبیدہ کی کتاب جسکا ایک ٹکڑا کتاب الابل بیروت کی مشرقی یونیورسٹی کے مجموعہ مین یوسیج نے چھپوا دیا ہے، [۳] ابو یوسف یعقوب بن اسحاق المعروف بہ ابن السکیت کی مشہور تصنیف جو علم لغت مین ہے بیروت کے مطبع یسوعیین مین چھپ گئی ہے، [۴] یہ لغت کی بہترین کتاب ہے، اس مین الفاظ اس ترتیب سے رکھے گئے ہین: عین، حاء، ہاء، خاء، غین، قاف، کاف، جیم، شین، ضاد، سین، ظاء، طاء، دال، تاء، زاء، ذال، ثاء، راء، لام، نون، فاء، باء، میم، ہمزہ، یاء، واؤ، اس کے قلمی نسخے اس وقت موجود ہین، ایک قلمی نسخہ برٹش میوزیم مین مکمل ہے (ضمیمہ فہرست نمبر ۸۰۵) دوسرا نسخہ خدیویہ لائبریری مین ناقص ہے (فہرست کتب خانہ خدیویہ ج ۴ ص ۱۷۳)

۲۔ کتاب المخصص[1] غریب المصنف کی طرح ابواب پر مرتب ہے،

۳۔ شرح اصلاح المنطق[2]

۴۔ شرح کتاب الحماسة[3]

انھون نے سنہ ۴۵۸ھ (۱۰۶۶ء) مین تقریبًا ۶۰ برس کی عمر مین دار فانی کو خیر باد کہا،

علماے طبیعیات الٰہیات | محمد بن عبد اللہ بن عامد معروف بہ ابن النباش البجائی (اس کا ذکر اطبا مین آئیگا) ابو عامر بن امیر (المقتدر) بن ہود، اور ابو الفضل بن فضل بن حسدی اسرائیلی کے سوا اندلس مین طبیعیات و الٰہیات کیساتھ کسی نے اعتنا نہین کیا،

اطبا | اندلس مین فن طب کو کسی نے بالاستیعاب نہین پڑھا اور نہ اس کی کوئی باقاعدہ تحصیل کرکے اطبا، قدما کے برابر ہوا، کیونکہ اکثر لوگون کا مقصد علم طب کی تحصیل سے، ان کتابون کا پڑھنا نہین ہے جو اصول طب مین مثل کتاب بقراط و جالینوس کے تصنیف کیگئی ہین، بلکہ ان مجموعات طبیہ کا پڑھنا ہے جو فروع طب مین لکھی گئی ہین، تاکہ وہ جلد فن طب کے فوائد سے متمتع ہون اور اس کے ذریعہ سے قلیل عرصہ مین امرا، و اہل دول کی ملازمت سے فائدہ اٹھائین[4] لیکن بعض لوگون نے اس مقصد کو ترک کرکے فن طب مین باقاعدہ تکمیل کی ہے اور بہ ترتیب اس کی کتابین پڑھی ہین، چنانچہ فن طب مین سب سے پہلے جو شخص اندلس مین مشہور ہوا وہ

احمد بن ایاس[5] | باشندۂ قرطبہ ہے جس نے اصول کیساتھ فن طب کی باقاعدہ تحصیل کی

[1] یہ کتاب ۱۷ جلدون مین مطبع بولاق مصر سے سنہ ۱۳۱۶ھ و سنہ ۱۳۲۱ھ مین چھپکر شائع ہو چکی ہے۔ [2] ابن السکیت کی کتاب اصلاح المنطق کی شرح۔ [3] ابن خلکان لکھتے ہین کہ یہ کتاب ۶ جلدون مین ہے (ج ۱ ص ۳۴۲) [4] آجکل ہندوستان مین ہمارے اکثر اطبا، کا بھی یہی حال ہے۔ [5] طبقات الاطبا مین انکو احمد بن ابان لکھا ہے، اور غالبًا یہی صحیح ہے، مقری نے احمد بن ابان نام کے ایک عالم کا تذکرہ کیا ہے وہ اور شخص ہین اس متن مین احمد بن ایاس لکھا ہوا ہے جو یقینًا غلط ہے،

تھی، اور اس کے ذریعہ بہت کچھ مال و دولت جمع کر لیا تھا، وہ امیر محمد بن عبد الرحمن اوسط کے عہدِ حکومت (۲۳۸ھ - ۲۷۳ھ) مین تھا،

ان اطبای اندلس سے پہلے لوگ عیسائی اطبا سے، جنکو دیگر اصنافِ علوم کی طرح طب مین کچھ بھی تحقیق اور درک حاصل نہ تھا، طب پڑھتے تھے، اس فن مین وہ صرف ان کی کتاب ابرنشیم کو جس کے معنی جامع اور مجموع کے ہین، پڑھا کرتے تھے،

الحرانی | امیر محمد بن عبد الرحمن اوسط کے عہد مین ایک شخص حران کا باشندہ اندلس مین آیا تھا، جو وہان الحرانی کے نام سے مشہور تھا، مجھے اس کا نام[1] نہین معلوم ہو سکا، اس کے پاس عمدہ مجربات طبیہ تھے، قرطبہ مین اس نے بڑی شہرت حاصل کر لی تھی،

یحیی بن اسحاق[2] | مذکورہ بالا دو طبیبون کے علاوہ ان کے غیر مشہور معاصرین مین ایک یحیی بن اسحاق تھا، جو عبد الرحمن الناصر کے ابتدائی عہدِ حکومت مین اسکا وزیر تھا، اس کا باپ اسحاق بڑا تجربہ کار طبیب اور سرجن تھا، مذہبًا عیسائی تھا، مگر یحیی مسلمان تھا اور امیر الناصر نے اس کو اپنے بڑے صوبون کا گورنر بنا دیا تھا، یحیی نے امیر کے پاس بڑا رسوخ پیدا کر لیا تھا، طب مین اس کی تصنیف سے ایک کناش (مجموعۂ طب) پانچ جلدون مین ہے، جس مین اس نے رومی اطبا کا مسلک اختیار کیا ہے،

سعید بن عبد الرحمن | بن محمد بن عبد ربہ بن حبیب بن محمد بن سالم (جو امیر ہشام الرضی[3] بن عبد الرحمن

[1] اس کا نام یونس بن احمد الحرانی ہے جس کے دو بیٹون عمر و احمد کا تذکرہ آگے آئیگا، الحرانی کے لیے دیکھو قفطی ص ۲۵۵، [2] اس کے مفصل تذکرہ کے لیے دیکھو طبقات الاطبا ج ۲ ص ۴۳، [3] المتولد شوال ۱۳۸ھ سنہ ۱۸۰ھ مین وفات پائی، ۱۷۲ھ سنہ ۱۷۲ھ مین تخت نشین ہوا تھا، اسپین مین خاندان بنی امیہ کا فرمانروا (مقری ج ۱ ص ۱۵۹ - ص ۱۵۰)

الداخل کا آزاد کردہ غلام تھا) احمد بن محمد بن عبد ربہ شاعر مصنف عقد الفرید[1] کا بھتیجا، ایک جید طبیب اور قادر الکلام شاعر تھا طب میں اس کا ایک ارجوزہ علم طب کے ایک خاص حصے پر مشتمل ہے جس سے اس فن میں اس کی دسترس، اور حکماے قدیم کے طبی طریقوں پر اس کا محققانہ عبور اور قابلیت ظاہر ہوتی ہے، علاوہ برین فن نجوم ہواؤن کے چلنے اور ان کی تبدیلیون کے علم سے بھی اسے واقفیت تھی، بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن اس نے فصد لی اور اپنے چچا احمد بن عبد ربہ کو بلا بھیجا تا کہ اس حالت تنہائی مین مونس وہمجلیس ہو، جب اس کے چچا نے اس کو منظور نہین کیا تو اس نے اشعار ذیل لکھ کر اس کو بھیج دیئے:-

لما عدمت مؤنسا وجلیسا ۔ نادمت بقراطا وجالینوسا

جب میرا کوئی مونس وہمجلیس نہ ہوا ۔ تو مین نے جالینوس اور بقراط کو اپنا ندیم بنا لیا

وجعلت کتبهما شفاء تفردی ۔ وهما الشفاء لکل جرح یوسی[2]

اور انکی کتابون کو مین نے اپنی تنہائی کا علاج بنا لیا ۔ اور وہ دونون زخم کے مندمل کرنیوالے ہین؛

جب یہ اشعار اس کے چچا کو ملے تو اس نے اشعار ذیل مین انکا جواب دیا:

ألفیت بقراطا وجالینوسا ۔ لا یأکلان ویرزئان جلیسا

تو نے بقراط اور جالینوس کو دوست بنایا ۔ جو نہ تیرے ہان کھا پی سکتے ہین نہ کسی طرح کا بار ڈال سکتے ہین

فجعلتهم دون الاقارب جُنّۃ ۔ ورضیت منهم صاحبا وانیسا

تو نے اپنے اقارب کو چھوڑ کر ان کو اپنا سپر بنا لیا، اور ان کو مصاحب اور ہمدم بنانے پر راضی ہوگیا۔

---

[1] یہ کتاب چار جلدون مین مصر مین دوبار چھپ چکی ہے، [2] چھوٹی بحر مین لکھے ہوئے اشعار [3] ابن ابی اصیبعہ تیسرا شعر یہ لکھا ہے:- وجدت علمهما اذا حصلته ۔ یذکی ویحیی للجسوم نفوسا

(طبقات جلد ۲ صفحہ ۴۴)

وأظنُّ بخلك لا يری لك تاركاً   حتی تنادم بعدهم ابليسا

میں سمجھتا ہوں کہ تیرا بخل تجھے ہرگز نہ چھوڑے گا، تاوقتیکہ ان کے بعد وہ تجھ کو ابلیس کا ندیم نہ بنا چھوڑے،

یہ سعید بن محمد بہت دیندار اور صحبت سلاطین سے محترز تھا، چنانچہ اپنی آخر عمر میں کہتا ہے:

أمِن بعد غوصی فی علوم الحقائق   وطول انبساطی فی مواهب خالقی

علوم حقائق میں غوطہ زن ہونے، اپنے خالق کی عنایتوں سے اسقدر بہرہ ور ہونے

وفی حین إشرافی علی ملکوته   أری طالباً رزقاً الی غیر رازقی

اور عالم ملکوت تک پہنچ جانے کے باوجود، کیا میں اپنے رازق کے سوا کسی اور سے رزق طلب کرونگا،

فایام عمر المرء متعة ساعة   تمر سریعاً مثل لمحة بارق

انسان کے ایام زندگی ایک گھڑی کا لطف ہیں، بجلی کی چمک کی طرح سرعت کیساتھ گذر جاتے ہیں۔

وقد اذنت نفسی بتقویض رحلها   واسرع فی سوقی الی الموت سائقی

میرے نفس نے محسوس کر لیا ہے کہ اسکا اسباب نیولا ہی اور میرے ہنکا لیجانیوالے نے موت کیطرف لیجانے میں جلدی کی ہے،

وانی وان اغلقت او سرت هارباً   من الموت فی الآفاق فالموت لاحقی[1]

بالفرض اگر میں موت سے ڈر کر کہیں دور بھاگ جاؤں   پھر بھی موت تو بہرحال وہاں بھی آ ملیگی،

انھی اطبا میں سے عمر بن برتق[2] اور اصبغ بن یحیی[3] وغیرہ بھی تھے، یہ سب عہد امیر محمد بن عبدالرحمن سے لیکر عہد تمیم الحکم المستنصر تک یعنی اس زمانہ تک جس کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے، اور ہمارے زمانہ تک

---

[1] مندرجہ بالا اشعار اس کتاب کے سوا ہم کو کسی کتاب میں نہیں ملے، ابن ابی اصیبعہ نے صاعد یا ابن جلجل سے نہیں لئے ہیں

[2] طبیب فاضل تھا، ابن الجزار کی خدمت میں ۲ ماہ تک قیروان میں رہا تھا، اور یہی اسکی کتاب زاد المسافر کو اندلس میں لایا تھا، خلیفہ الناصر کا درباری طبیب تھا، (طبقات الاطبا ج ۲ ص ۴۵) اس کا نام عمر بن حفص بن برتق ہے،

[3] طب کا ماہر الناصر لدین اللہ کا طبیب تھا، رؤسا میں اسکی بڑی تعظیم و تکریم ہوتی تھی۔ (طبقات ج ۲ ص ۴۱)

گذرے ہین، اندلس مین اور اطبار بھی گذرے ہین جنکے نام یہ ہین :-

ابن حفصون احمد بن حکم بن حفصون طبیب ماہر بلند طبع، ذہین، دقیق النظر اور منطق کا محقق عالم تھا۔ اکثر اصناف فلسفہ مین اسکو دسترس حاصل تھی، جعفر صقلبی[1] حاجب (حمیرلین) کا متوسل اور اس کے تمام مقربین بارگاہ پر مستولی تھا، اسی جعفر کی بدولت الحکم المستنصر باللہ کے دربار تک اس کی رسائی ہوئی تھی، حاجب مذکور کی وفات تک وہ بحیثیت طبیب ملازم رہا اس کے بعد اطبا دربار کے محکمہ سے خارج کر دیا گیا، اور مرتے دم تک گوشہ نشین رہا،

محمد بن تملیح بہت باوقار اور سنجیدہ مزاج تھا، فن طب، نحو، لغت، شاعری اور فن روایت کا عالم اور الناصر المستنصر کا طبیب تھا خلیفہ حکم المستنصر کے دربار مین اس کو بڑا رسوخ حاصل تھا، جب الحکم نے قرطبہ کی جامع مسجد کے آگے کے حصہ مین کچھ عمارت کا اضافہ کیا[2] تو اس تعمیر کی نگرانی پر اس کو مقرر کیا، چنانچہ اسی کی زیر نگرانی و امانت یہ تعمیر انجام کو پہنچی، مین نے جامع قرطبہ کی دیوار محراب پر (جس پر پچی کاری کی ہوئی تھی[3]) اس کا نام آب زر اور پچکاری کے کام سے لکھا ہوا دیکھا ہے، اور نیز اس پر یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ یہ تعمیر خلیفہ الحکم کے حکم سے ۳۵۸ھ (۹۶۹ء) مین محمد بن تملیح کی نگرانی مین تکمیل کو پہنچی[4]،

---

[1] جعفر بن عثمان المصحفی، خلیفہ الحکم نے اس کو اپنا وزیر بنایا تھا، اس نے اس حد تک ترقی کی تھی کہ الحکم کا نفس ناطقہ بن گیا تھا مگر منصور بن ابی عامر نے الحکم کی وفات کے بعد اس کو ذلیل وخوار کر دیا، ۳۷۲ھ مین جعفر نے وفات پائی، مطمح الانفس ص ۹ - ۱۱،

[2] اس تعمیر پر ایک لاکھ اکسٹھ ہزار دینار سے زائد خرچ ہوا تھا جو تمام تر مال خمس سے تھا۔

[3] دیوار محراب پر پچی کاری کا ذکر مقری نے کیا ہے دیکھو ج ا ص ۲۵۶، [4] دیکھو المعجب للمراکشی ص ۲۱۔ جامع قرطبہ کے مفصل اور جامع حالات کے لیے دیکھو نفح الطیب ج ا ص ۲۵۵ تا ص ۲۶۳ - مسالک الابصار ج ا ص ۱۱۲ - ص ۱۱۳

ابن الکتانی | ابو الولید محمد بن حسین معروف بہ ابن الکتانی، فن طب کا عالم اور ایسا لطیف العلاج تھا کہ لوگ اس کے علاج سے بہت جلد شفایاب ہوتے تھے، وہ سر براوردہ قوم اور بہت امیر تھا، الناصر و المستنصر دونوں کا طبیب تھا۔[1]

عبد الملک ثقفی | طب اور ہندسہ کا عالم تھا، لیکن طب کا شوق زیادہ غالب تھا، الناصر و المستنصر کے دربار میں بحیثیت طبیب ملازم تھا،

عمر و احمد | یونس بن احمد حرانی کے دونوں بیٹے، خلیفہ الناصر کے عہدِ حکومت میں مشرق گئے تھے، وہاں دس سال تک ٹھہرے اور بغداد پہنچے جہاں انھوں نے ثابت بن سنان (ثابت بن قرہ صابی کے پوتے سے) جالینوس کی کتابیں پڑھیں، پھر امراضِ چشم کا علاج سیکھنے کیلئے بغداد کے مشہور طبیب ابن وصیف[2] کی خدمت میں رہے، پھر جب ۳۵۱ھ میں المستنصر کے عہدِ حکومت میں اندلس واپس آئے تو اس نے ان دونوں کو اپنے پاس نوکر رکھ لیا اور تمام اطباء دربار میں ان کو شرف اختصاص بخشا، ان دونوں میں عمر کی زندگی نے تو وفا نہ کی لیکن اسکا بھائی احمد الحاکم (المستنصر) کے پاس اس کے آخری عہدِ حکومت تک بار سوخ رہا، پھر ہشام المؤید باللہ نے اس کو خطۃ الشرطہ[3] (کوتوالی) اور خطۃ السوق (محکمہ احتساب متعلق بازار) کا افسر مقرر کیا، وہ امراضِ چشم کا بہترین معالج تھا، اور اس بارہ میں قرطبہ میں اسکی عجیب و غریب یادگاریں ہیں،

---

[1] دیکھو المقری ج ۲ ص ۱۳۳، امام ابن حزم کے استاد، مقری میں انکا نام محمد بن حسن المذحجی لکھا ہے،

[2] بغداد کا مشہور طبیب امراضِ چشم کے علاج میں ید طولیٰ رکھتا تھا، دیکھو القفطی ص ۱۰۲۔

[3] خطۃ الشرطہ کا عہدہ آجکل پولیس انسپکٹر یا کوتوال کے برابر سمجھنا چاہیئے، اسلامی سلطنتوں میں یہ عہدہ ہمیشہ سپہ سالار کے ماتحت رہتا تھا، (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقدمۂ ابن خلدون ص ۲۳۶ ۔ ص ۲۳۸)

محمد بن عبدون الجبلی ۳۴۷ھ میں اس نے مشرق کا سفر کیا تھا بصرہ اور مصر گیا، اور بصرہ اور مصر کے شفاخانوں کا مہتمم رہا، فن طب کا ماہر فاضل تھا، اکثر اصول طب کو اس نے پختہ طور پر حاصل کیا تھا منطق کی بھی صحیح طور پر خوب تحصیل کی تھی. اس فن میں اسکا استاد ابوسلیمان محمد بن طاہر بن بہرام سجستانی[1] متوطن بغداد تھا، پھر ۳۶۰ھ میں وہ اندلس میں واپس آیا، اور المستنصر والمؤید باللہ کا درباری طبیب مقرر ہوا، تحصیل طب سے قبل اس نے حساب وہندسہ کی تحصیل کی تھی، تکسیر[2] میں اسکی ایک عمدہ کتاب ہے، مجھے ابوعثمان سعید بن محمد بن بغونش طلیطلی نے خبر دی ہے کہ محمد بن عبدون کے قرطبہ میں بلائے جانے کے وقت وہاں کوئی شخص ایسا موجود نہ تھا جو تجربہ اور نکاتِ طب میں اسکا ہمسر ہوسکے اگرچہ ابن عبدون کی حین حیات میں اور اس کے بعد بھی، دولت عامر کے اختتام تک کئی لوگ ایسے گذرے ہیں جو فن طب کے ماہر اور تجربہ کار تھے، مگر وہ ابن عبدون کے مرتبہ کو نہیں پہنچے، بلکہ اسی کا تتبع کرتے رہے، مثلاً سلیمان بن حسان معروف بہ ابن جلجل[3] اور عبداللہ بن اسحاق معروف بہ ابن الشناعۃ، سلیمان اسرائیلی وغیرہ،

ابن الکتانی ان اطباء میں سب سے کم سن ابوعبداللہ محمد بن حسین معروف الکتانی تھا، اس نے اپنے چچا محمد بن حسین (ابوالولید الکتانی) اور اس کے ہم پایہ اصحاب فن سے طب کی تحصیل کی تھی، وہ المنصور محمد بن ابی عامر اور اس کے جانشین (بیٹے) المظفر کا طبیب تھا، پھر فتنۂ اندلسیہ کی

۱؎ منطق اور علوم فلسفہ کا عالم تھا، ملاحظہ ہو قفطی ۳۸۹ ۔ ص ۱۹۶، طبقات ج ۱ ص ۳۲۲،

۲؎ اعداد وحروف کی تعدیل وترتیب کا علم ہے جس سے تصرف وامتزاج پیدا کرکے ہر قسم کے مقاصد حاصل کئے جاتے ہیں، چونکہ یہ بھی ایک طرح کا حساب ہے اس نے اسکو علم حساب کی ایک شاخ کہہ سکتے ہیں۔ (مفتاح السعادۃ ج ۱ ص ۳۹۱)

۳؎ مفصل تذکرہ کے لیے دیکھو طبقات الاطباء ج ۲ ص ۴۶ ۔ ص ۴۸ ابن ابی اصیبعہ نے اندلسی اطبا کے حالات اسی کی کتاب سے نقل کئے ہیں، صاعد کا ماخذ بھی یہی کتاب ہے،

ابتداء میں وہ سرقسطہ چلا گیا، اور وہیں رہنے لگا، فن طب میں اسکو اچھی طرح مہارت تھی جس میں وہ اوروں سے سبقت لے گیا تھا، منطق، نجوم اور اکثر علوم فلسفہ میں بھی اس کو دخل تھا، وزیر ابو المطرف (عبدالرحمن بن محمد بن عبد الکبیر بن وافد اللخمی) نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بہت ذہین و طباع و صائب الرائے اور صحیح نتائج پر پہنچنے والا اور بڑی دولت و ثروت کا مالک تھا، سنہ ۴۲۰ھ میں اس نے تقریباً بعمر ۸۰ سال وفات پائی، میں نے اس کی ایک تصنیف میں یہ لکھا دیکھا ہے کہ اس نے مندرجۂ ذیل علماء سے منطق کی تحصیل کی تھی:-

۱- محمد بن عبدون الجبلی، ۶- محمد بن میمون معروف بہ مرکوش

۲- عمر بن یونس بن احمد الحرانی، ۷- ابو القاسم فید بن نجم

۳- احمد بن حکم بن حفصون فلسفی، ۸- سعید بن فتحون سرقسطی معروف بہ "الحمار"

۴- ابن عبد اللہ محمد بن ابراہیم قاضی نحوی[1] ۹- ابو الحرث اسقف تلمیذ ربیع بن زید اسقف فلسفی

۵- ابو عبد اللہ محمد بن مسعود الغسانی البجانی[2]، ۱۰- ابو المروان البجائی،

۱۱- مسلمہ بن احمد المرحیط،

ابو العرب یوسف بن محمد، فن طب کا محقق عالم تھا، ابو المطرف بن وافد اور ابو عثمان سعید بن بغونش نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ اصول طب میں پختہ کار اور فروع طب کا ماہر تھا، ان کے علاوہ میں نے اور لوگوں سے سنا کہ محمد بن عبدون کے بعد کوئی شخص فن طب کی مہارت میں ابو العرب کا ہمسر نہ تھا، آخری عمر میں شراب نوشی کا شوق اس قدر غالب آ گیا تھا کہ وہ کبھی صحیح الدماغ اور نشہ سے خالی نہیں پایا جاتا تھا، اسلئے اکثر لوگ اس کے علم سے استفادہ کرنے سے محروم رہ گئے

[1] المتوفی سنہ ۳۰۲ھ ساکن قرطبہ (بغیۃ الوعاۃ ص۔) نحو و لغت اور ادب کا عالم، [2] اصل متن میں اس کا نام بہت غلط لکھا ہوا تھا، مقری نے اسکا ذکر کیا ہے اور اسکا نام یہی لکھا ہے (مقری ج ۲ ص ...)

سنہ ۳ھ مین اس نے تقریباً ۹۰ سال کی عمر مین انتقال کیا،

ابنوئش | مذکورۂ بالا اطبا کے علاوہ ہمارے زمانہ تک اطبا کی ایک اور جماعت بھی تھی جنمین سب سے مشہور ابوعثمان سعید بن محمد بن بغونش طلیطلی تھا، وہ تحصیل علم کی غرض سے قرطبہ گیا اور مسلمہ بن احمد سے حساب و ہندسہ اور ابن عبدون، ابن جلجل اور ابن الشناعہ وغیرہ سے فن طب حاصل کیا، پھر طلیطلہ واپس آیا اور ظافر اسماعیل بن عبدالرحمن بن اسماعیل بن عامر بن مطرف بن ذی النون) والیِ طلیطلہ کے دربار مین پہنچکر بڑا رسوخ حاصل کرلیا، یہان تک کہ مدبرینِ سلطنت مین سے ہوگیا، اس کے بعد المامون (ذی المجدین یحییٰ بن ظافر بن اسماعیل بن ذی النون) کے آغازِ حکومت مین مین نے اس سے ملاقات کی تھی، اس وقت اس نے علم پڑھنا چھوڑ دیا تھا، لوگون سے ملنا جلنا ترک کرکے خلوت نشین ہوگیا تھا، اور تمام وقت تلاوتِ قرآن مین صرف کرتا تھا، مین نے اس کو عقلمند نیکنام، دیندار، خوش اطوار، صاف ستھرے لباس والا، اور علوم فلسفہ مین زبردست کتابون کا مصنف پایا، اس کو دیکھکر مین نے خود محسوس کیا کہ اس نے ہندسہ خوب سمجھ کر پڑھا ہے اور منطق کی بخوبی تحصیل کی ہے، پھر اس کو چھوڑ کر جالینوس کی کتابین جمع کرنے، ان کی تصحیح و تدوین اور ان کے مطالعہ مین مشغول ہوگیا، چنانچہ ان کتابون کے سمجھنے مین اچھی خاصی مشق پیدا کرلی لیکن مریضون کے علاج مین کوئی تجربہ اس نے حاصل نہ کیا، اور نہ شناختِ امراض مین اس نے کوئی مہارت بہم پہنچائی، اس نے بعمر ۵۰ سال بوقت نماز صبح بروز دوشنبہ یکم رجب سنہ ۴۴۴ھ مین داعیِ اجل کو لبیک کہا،

وزیر ابوالمطرف | عبدالرحمن بن محمد بن عبدالکبیر بن یحییٰ بن وافد بن مہند اللخمی، اندلس کے قدیم گھرانے اور بڑے شریف خاندان سے ہے، کتب جالینوس کو پڑھنے اور سمجھنے مین اچھی مہارت رکھتا ہے، فلاسفۂ یونان مین سے ارسطو وغیرہ کی کتابون کا مطالعہ کیا ہے، ادویۂ مفردہ کے علم

مین جو دستگاہ اس کو حاصل ہے، وہ اس کے معاصرین مین سے کسی کو نصیب نہین ہوئی۔ اس موضوع پر اس کی ایک معرکۃ الآرا اور بے نظیر کتاب ہے جس مین اس نے ان تمام دواؤن کو جو کتاب دیسقوریدوس[1] (Dioscorides) اور کتاب جالینوس (جو ادویہ مفردہ پر ہین) مین مذکور ہین جمع کر دیا ہے، اور اس کو عمدہ طور پر مرتب کیا ہے، جو تقریباً پانچ سو اوراق پر مشتمل ہے۔ اس نے خود مجھ سے بیان کیا کہ اس کی جمع و ترتیب، اسمار و صفات ادویہ کی تصحیح، قوی ادویہ کی تفصیل اور ان کے درجات کی تحدید وغیرہ مین اس نے بیس سال صرف کر دیئے، یہان تک کہ اس کو ضرورت اور مقصد کے مطابق مکمل کر لیا۔ طب مین اسکا پسندیدہ طریقہ اور عمدہ مسلک یہ ہے کہ جہان تک غذا سے علاج کرنا ممکن ہوتا وہ کبھی ادویہ سے علاج نہین کرتا، اور اگر ادویہ کی ضرورت پیش آتی ہے تو جہان تک مفرد دواؤن سے علاج ہو سکتا ہے وہ مرکبات کبھی استعمال نہین کرتا، اور مرکبات کی ضرورت لاحق ہوتی ہے تو حتی الامکان کم سے کم دواؤن کا مرکب تیار کرتا ہے۔ سخت اور خطرناک امراض کے آسان اور سہل ترین طریقۂ علاج سے متعلق اس کے عجیب و غریب مجربات مشہور ہین، وہ اس وقت (ہمارے زمانہ مین) طلیطلہ مین اب تک بقید حیات موجود ہے، اس نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ ۴۹۸ھ مین پیدا ہوا تھا۔

عبدالملک بن زہر[2] ابو مروان عبدالملک بن فقیہ محمد بن مروان بن زہرا شبیلی، اس نے مشرق کا سفر کیا، چنانچہ قیروان اور مصر پہنچا، اور وہان مدت دراز تک طبابت کرتا رہا، پھر اندلس کو واپس آیا، اور شہر دانیہ مین سکونت پذیر ہوا، جہان اس نے ایک مدت تک طب مین بڑی

---

[1] مشہور یونانی شخص اور فن طب کا ماہر (دیکھو مفصل تذکرہ قفطی ص ۱۲۶)

[2] مطمح الانفس ص ۵۵ - ۵۸ مین ابن خاقان نے اس کا تذکرہ لکھا ہے، المتوفی ۵۲۲ھ کما فی ابن خلکان ج ۲ ص

ناموری حاصل کی اور تمام اطرافِ اندلس مین بہت مشہور ہوگیا۔ طب مین اسکی بعض انوکھی رائین ہین، مثلاً اس کی رائے ہے کہ حمام کرنا اجسام کو متعفن اور ترکیبِ امزجہ مین فساد پیدا کردیتا ہے، حالانکہ اس کی یہ رائے متقدمین اور متاخرین دونون کی رایون کے خلاف ہے، اورعوام وخواص سب اس کے غلط ہونے کی شہادت دے سکتے ہین، بلکہ اگر ترتیب واجب کے ساتھ حمام کیا جائے، تو وہ ایک اعلیٰ درجہ کی ورزش اور مسامات کو کھول کر فضول مواد سے جسم کو پاک وصاف کرنے، اور کیموسات غلیظہ کو لطیف بنانے مین بہت مفید طریقہ ہے۔

ابن الذہبی[1] | ابو محمد عبداللہ بن محمد معروف بہ ابن الذہبی طب اور فلسفہ کی کتابون کا مطالعہ کیا کرتا تھا، مگر ان مین تحقیق کا درجہ نہ رکھتا تھا، فن کیمیا کا شوقین اور اس کی تحصیل مین بہت سرگرم رہتا تھا، ۴۵۶ھ مین اس نے بلنسیہ مین انتقال کیا، اوس کی تجہیز وتکفین کے وقت مین موجود تھا،

ابن النباش | ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن حامد البجانی، فن طب کا ماہر، معالجۂ امراض مین یدطولیٰ رکھتا ہے، طبیعیات والٰہیات کا جید عالم، علم الاخلاق اور سیاسیات کا محقق اور منطق مین بھی دخل رکھتا ہے، مگر ریاضیات سے بے بہرہ ہے، وہ اس وقت ہمارے زمانہ مین مرسیہ مین موجود ہی۔

ابن خمیس | ابوجعفر بن خمیس طلیطلی، علماء ریاضیات مین اسکا ذکر آچکا ہے، اس نے کتبِ جالینوس کی باقاعدہ تحصیل کی تھی،

ابن عساکر | ابوالحسن بن عبدالرحمن بن خلف بن عساکر الدارمی، ہمارے زمانہ کے ان نوجوانون

[1] شغف کیمیا کی وجہ سے غالباً اس کا نام ابن الذہبی مشہور ہوگیا تھا، ابن ابی اصیبعہ نے اس کے ایک رسالہ کا ذکر کیا ہے جو اس موضوع پر ہے کہ پانی غذا نہین بنتا" (طبقات الاطباء، ج ۲ ص ۴۹)

مین سے ہے جنھون نے فلسفہ کی طرف توجہ کی ہے اور جالینوس کی کتابون کے ساتھ بخوبی اعتنا کیا ہے، اور ان مین سے اکثر کتابین اس نے ابوعثمان سعید بن بنونش سے پڑھی ہین ہندسہ و منطق وغیرہ کی تحصیل بھی کی ہے، معالجۂ امراض مین بہت تجربہ کار، اور اس کا طریقۂ علاج بہت عمدہ ہے، ساتھ ہی وہ ایک چابکدست صناع اور مختلف فنون لطیفہ مین دخل رکھتا ہے اور اس کے حاصل کرنے مین کوشان رہتا ہے، اگر اس کی کوشش بار آور ہوئی اور حالات نے مساعدت کی تو وہ اپنی جودت طبع اور صحت فہم کی بدولت فلسفہ مین بلند مراتب حاصل کرے گا،

علماے نجوم اندلس مین فن نجوم کا رواج زمانہ گذشتہ و حال مین ہمیشہ رہا ہے اور ہمارے زمانہ تک ہر زمانہ مین مشاہیر علم نجوم ہوتے چلے آے ہین جو مشاہیر کہ بعض ان مین سے ہمارے زمانہ مین اور بعض عہد بنی امیہ مین گذرے ہین وہ یہ ہین:-

ابن الخیاط ابوبکر یحیی بن احمد معروف بہ ابن الخیاط، ہندسہ و حساب مین ابوالقاسم مسلمہ بن احمد مرحیط کا شاگرد تھا، پھر احکام نجوم کی طرف متوجہ ہوا، اس مین مہارت و شہرت پیدا کی، عہد طوائف الملوکی مین سلیمان بن حکم بن الناصر لدین اللہ امیر المومنین و دیگر امرا کے پاس بحیثیت منجم ملازم رہا، آخر مین وہ امیر المامون (یحیی بن اسماعیل بن ذی النون) کے پاس ملازم رہا، طب کی طرف بھی اس نے توجہ کی تھی، تحقیق کے ساتھ علاج کرتا تھا، بہت مضبوط و توانا، حلیم الطبع، نرم مزاج، نیک سیرۃ اور دیندار تھا، طلیطلہ مین سنہ ۴۴۷ھ مین تقریبا بعمر ۸۰ سال رحلت کر گیا،

عبید اللہ بن خلف الاستجی ہمارے زمانہ کے نوجوانون مین سے ابومروان عبید اللہ بن خلف احکام نجوم کا محقق عالم ہے، قدما و متاخرین کی کتابون پر اس کو عبور حاصل ہے، مجھے نہین

علوم کہ ہمارے زمانہ مین یا اس سے پیشتر اسرار و عجائبات نجوم سے کوئی شخص اس کے برابر واقفیت رکھتا ہو اشعاعون کی تیسیرات اور ان کے مواضع سقوط اور بعض اصول نجوم کی توجیہ پر اس کا ایک فاضلانہ رسالہ ہے مسائل نجوم مین اس سے پہلے کسی نے ایسا رسالہ نہین لکھا شہر قونکہ[1] سے اس نے مجھے یہ رسالہ لکھکر بھیجا تھا۔

مشرق و مغرب مین علوم قدیمہ کے ماہرین اور مشاہیر علماے اسلام یہی لوگ تھے اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ مین تمام علما کے حالات کے استقصار کرنے کا مدعی ہون اگر کوئی چاہے تو اس پر بہت کچھ اضافہ کر سکتا ہے کہ سب پر احاطہ کر لینے کی فضیلت تو صرف خدا ہی کے لیے ہے۔

علوم بنی اسرائیل

بنی اسرائیل علوم فلسفہ مین مشہور نہین ہوئے، صرف علم شریعت اور انبیا کی تواریخ و حالات کی طرف انھون نے توجہ کی تھی "ابتداے آفرینش" اور انبیاؑ کے حالات واخبار سے "احبار یہود" دوسرے لوگون سے زیادہ واقف تھے اور علماے اسلام مین حضرت عبداللہ بن عباسؓ[2]، کعب الاحبارؒ اور وہب بن منبہؒ نے یہ علم انھی سے حاصل

[1] جنوب و غرب کے درمیان وسط اندلس کا ایک شہر جو طلیطلہ کے قریب ہے (معجم البلدان ج ۷ ص ۱۸۵) اسی کو جکل Cuenca کہتے ہین۔ [2] حضرت عباسؓ عم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے صاحبزادے اور حضور کے چچازاد بھائی، جلیل القدر صحابی اور رواۃ حدیث مین سے ہین۔ ترجمان القرآن اور حبر الامت آپ ہی کے القاب ہین آپ کی تصنیف سے تفسیر ابن عباس ہے جو چھپ گئی ہے اور عام طور پر ملتی ہے ۷۰ سال کی عمر مین ۶۸ھ مین بمقام طائف رحلت فرمائی۔ مفصل حالات کے لیے دیکھو اصابہ لابن حجر ج ۲ ص ۸۰۲۔

کیا تھا، البتہ معاملات و تاریخِ شریعت یہود مین ان کا طریقۂ حساب بہت دقیق ہے، مجھے نہین معلوم کہ یہ حساب خود ان کے علمار کا مرتب کردہ ہے یا کسی غیر قوم کے عالم نے انکے لیے وضع کیا ہے[1]، اس طریقۂ حساب کا نام عبور[2] ہے، ان کے ہان (سال کے) مہینے قمری شمار کیے جاتے ہین، اور سال کی دو قسمین ہین :- ناقص اور مکبس، قمری سال کو ناقص اور شمسی کو مکبس کہتے ہین، ان کی تاریخ کی ابتدا سے ہر انیس[1] سال کا ایک دور ہوتا ہے جسکو وہ محزور کہتے ہین، اس محزور مین کسرات سنین تمام ہو کر سات مہینے بچ رہتے ہین، جنکو وہ ہر محزور کے تیسرے، چھٹے، آٹھوین، گیارہوین، چودھوین، سترہوین اور انیسوین سال مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲) کی کنیت ابو اسحٰق ہے، حمیری اہل کتاب کے علمای کبار مین سے تھے، حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت مین مشرف بالاسلام ہوئے، اور حضرت عمرؓ کے زمانہ مین یمن سے مدینہ مین آئے. صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے اہل کتاب کے حالات معلوم کیے اور انھون نے ان سے کتاب و سنت کا علم حاصل کیا، تابعینؒ مین سے ایک جماعت نے ان سے حدیث روایت کی ہے اور صحیح البخاری مین بھی ان کی بعض احادیث پائی جاتی ہین، حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت (۳۲ھ یا ۳۳ھ) مین وفات پائی، تفصیل کے لیے دیکھو کتاب المعارف ص۲۱۹ یورپ، تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ۱ ص۴۵، اصابہ ج ۳ ص۶۳۹-۶۴۰. [1] ابو عبداللہ وہب بن منبہ صنعانی یمن کے عالم ۳۴ھ مین پیدا ہوئے صحابۂ کبار سے حدیث روایت کی تھی اور اہل کتاب کی تاریخ و شریعت پر پورا عبور رکھتے تھے، صحیحین مین ان کی احادیث موجود ہین، وہ ثقہ تھے اور بہت وسیع علم رکھتے تھے، تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص۹۰، ابن خلکان ج ۲ ص۱۸۰-۱۸۱،

[1] ۱۹ برس کے محزور کا حساب میطن (METON) یونانی نے ۴۳۲ ق م مین ایجاد کیا تھا،

[2] عبور عبرانی زبان کا لفظ ہے، اور معبرت سے مشتق ہے جس کے معنی حاملہ کے ہین، اصطلاح مین اس لوند کے مہینہ کو کہتے ہین جو ہر محزور (دور) مین بچ رہتا ہے، اسکو عبور اس لیے کہا جاتا تھا کہ حاملہ کے جنین کی طرح یہ ایک زائد چیز ہوتا تھا (آثار الباقیہ للبیرونی ص۵۳ طبع یورپ)

ایک ایک ماہ کرکے بڑھائے جاتے ہین، تب یہ سنین سبعہ شمسی یا کبس ہوجاتے ہین جنمین سے ہرسال تیرہ قمری مہینون کا ہوتا ہے، ان کے ہان قمری سال ۳۵۴ دنون، ۸ گھنٹون، اور ۸۷۶ دقیقون کا ہوتا ہے، ایک گھنٹے کے ۱۰۸۰ دقیقے ہوتے ہین، اور سال شمسی کے دن ۳۶۵ ¼ ہوتے ہین، اس حساب سے سنہ شمسیہ، سنہ قمریہ سے ۱۰ روز ۲۱ گھنٹے اور ۲۰۴ دقیقے زیادہ ہوتا ہے، یہودیون کے ہان اس حساب سے ابتداے عالم کو یعنی آدم علیہ السلام سے لیکر اس وقت (یعنی ۵۶۸۶ھ ۱۹۲۶ء) تک ۲۹۵ وان محزور[1] چل رہا ہے جس کو ۴۰۲ برس گذر چکے ہین،

تفرق یہود | یہ "امت یہود" نبوت کا خاندان اور اسکی کان ہے کہ اکثر انبیاء علیہم السلام انھی مین سے ہوئے ہین، ان کا وطن شام تھا، اور وہین ان کا پہلا اور آخری بادشاہ ہوا ہے، آخر مین روم کے بادشاہ طیطوس[2] رومی نے ان کو وہان سے ہمیشہ کے لیے نکال دیا، انکے ملک کو تاراج، اور ان کی جمعیت کے شیرازہ کو منتشر کردیا، چنانچہ وہ متفرق ہوکر مختلف دیار وامصار مین جا بسے، دنیا کی آبادی مین ہر چہار سمت شاید کوئی جگہ ایسی ہوگی جہان اس قوم کے افراد نہ پائے جاتے ہون، سوائے جزیرۃ العرب کے، کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے

---

[1] محزور عبرانی زبان کا لفظ ہے جسکے معنی "دور" ہین، حساب عبور کے لیے انھون نے پانچ محزور مقرر کیے ہین جنمین عمدہ ترین اور صحیح دور ۱۹ سال والا محزور ہے، البیرونی نے ان ادوار پر مفصل بحث کی ہے اور ان کے حساب کی پوری تشریح کی ہے، (ملاحظہ ہو آثار الباقیہ ص۵۳ - ص۵۹ طبع یورپ) [2] ٹیٹس یا طیطوس یا تائی ٹس بارہ قیصرہ روم مین گنا گیا ہے، وان قیصر سنہ ۴۰ء مین پیدا ہوا ۷۹ء سے ۸۱ء تک برسر حکومت رہا، ۷۰ء مین اپنے باپ کے عہد حکومت مین اس نے یروشلم (بیت المقدس) کا محاصرہ کیا اور فتح کرکے اس کو تباہ و برباد کیا، (دیکھو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ... ص ۴۲۰ طبع ...)

ان کو وہان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ شریف کے مطابق کہ

لا یبقین دینان فی ارض العرب — سرزمین عرب مین دو دین نہ رہنے پائین،

جلاوطن کردیا تھا،

علماے یہود جب وہ لوگ تمام شہر و دیار مین پھیل گئے اور غیر اقوام کے ساتھ ملے جلے تو ان مین سے بعض لوگون مین علوم نظری اور فضائل عقلی کے اکتساب کی تحریک پیدا ہوئی، اور انھون نے حکمت و فلسفہ کی تحصیل کی،

ماسرجویہ[1] ان علماے یہودیین سے جو عہدِ اسلام مین فنِ طب مین مشہور ہوئے، اس نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے حکم سے بشپ اہرن[2] کی کتاب کا ترجمہ کیا تھا، جو قدیم طبی کتابون مین ایک بہترین مجموعۂ طب (کناش) ہے،

اسحاق بن سلیمان[3] متاخرین علماے یہودیین سے اسحاق بن سلیمان ایک فاضل طبیب تھا، جو اسحاق بن عمران معروف بہ سم الساعۃ (زہر قاتل) کا شاگرد تھا، وہ عبید اللہ المہدی[4] والی افریقہ

---

[1] بصرہ کا مشہور یہودی طبیب تفصیل کے لیے دیکھو طبقات الاطباء ج ۱ ص ۱۶۳، عرب ص ۱۶۴، Aaron The Pr… [2] Aaron The Pr… سو اسکندریہ کا قسیس جو آنحضرت صلعم کے زمانہ مین تھا طب مین اس نے تیس ابواب مین ایک کتاب سریانی زبان مین تالیف کی تھی جسکا ماخذ تمامتر یونانی کتابین تھین اس کتاب کا نام Pandect ہے جسکے معنی یونانی زبان مین کناش یا مجموعہ کے ہین دیکھو طبقات الاطباء ج ۱ ص ۱۶۳ "طب عربی" از ڈونلڈ کیمبل ج ۱ ص ۴۶، قفطی نے لکھا ہے کہ ان تیس ابواب یا مقالات پر ماسرجویہ نے دو مقالات اور اضافہ کیے تھے (ص ۸۰)

[3] ابو یعقوب اسحاق الاسرائیلی، یہ مصر مین پیدا ہوا، جہان وہ کحال کا پیشہ کرتا تھا، پھر قیروان چلا گیا اور سلاطینِ مصر کا طبیب بنا، جو افریقہ پر حکمران تھے، دیکھو تفصیل کے لیے طبقات الاطباء ج ۲ ص ۳۶، ص ۳۶

[4] ۲۹۷ھ مین دعواے خلافت کیا اور ۳۲۲ھ مین وفات پائی اس کے مفصل حالات کے لیے دیکھو ابن خلکان ج ۱ ص ۲۷۲، ۲۷۳،

کا طبیب خاص تھا، طب کے علاوہ منطق کا ماہر اور دیگر اصناف علوم میں بھی دخل رکھتا تھا، اس نے کچھ سو سال اوپر عمر پائی اس طویل عمر میں اس نے نہ مال و دولت جمع کیا، نہ تاہل اختیار کیا، اس کی جید تصانیف یہ ہیں :-

۱- کتاب فی الاغذیہ[1]
۲- کتاب فی الحمیات
۳- کتاب فی البول[2]
۴- کتاب اسطقسات[3]
۵- کتاب فی الحدود والرسوم،
۶- کتاب بستان الحکمۃ اس میں الٰہیات کے مسائل ہیں،

اسحاق نے تقریباً ۳۲۰ھ میں انتقال کیا،

سہل بن بشر[4] بن حبیب، احکام نجوم کا عالم تھا، کتاب المو الید وتحاویلہا، کتاب تحاویل سنی العالم اور کتاب المسائل والاختیارات ... نے

... ایک جماعت تھی، ان میں ...

... والوں میں ایک حسدای بن اسحاق ہے جو الحکم دبن عبد الرحمٰن الناصر لدین اللہ کا ملازم تھا، فن طب کا ماہر اور علم شریعت یہود کا فاضل تھا، یہودیوں میں یہ پہلا شخص ہے جس نے اندلس کے یہودیوں کے لیے علم فقہ اور تاریخ یہود کا دروازہ کھول دیا، ورنہ اس سے پہلے ان کو اپنے احکام فقہیہ، تاریخ وسنین مذہبی اور اعیاد[5] (تہواروں) کے اوقات معلوم کرنے

---

[1] اس کتاب کا پورا نام یہ ہے "کتاب الادویۃ المفردۃ والاغذیہ" اس کتاب کے لاطینی تراجم پیڈوا اور بسل میں ۱۴۸۷ء اور ۱۵۱۵ء میں شائع ہو چکے ہیں (طب عربی از کیمبل ج ۱ ص ۷۲) [2] کیمبل کی رائے میں یہ کتاب عبد اللطیف بغدادی کی ہے، لیکن اس کی کوئی دلیل نہیں پیش کی (طب عربی ص ۷۲) [3] لاطینی میں اس کے تراجم شائع ہو چکے ہیں،

[4] ابو عثمان سہل بن بشر بن حبیب بن ہانی اسرائیلی، دیکھو قفطی ص ۱۳۳،

[5] اعیاد یہود کے لیے دیکھو بلوغ الارب ج ۱ ص ۳۶۱،

کے لیے بغداد کے علماے یہود سے رجوع کرنا پڑتا تھا، اس لیے وہ چند سال کا اکٹھا حساب انکے پاس سے منگوا کر آغازِ سال کی تاریخ وغیرہ معلوم کرتے تھے، مگر جب سے کہ حسدی نے الحکم کے دربار مین اپنی مہارت و قابلیت اور حسنِ لیاقت کی بدولت باریاب اور بارسوخ ہو کر اہل یہود کی کتابون کو الحکم کے ذریعہ مشرق سے منگوا لیا اس وقت سے اندلس کے یہودیون کو وہ باتین معلوم ہوگئین جنکو وہ اس سے قبل نہین جانتے تھے، اور سیلے جن امور مین ان کو تکلیف اٹھانی پڑتی تھی وہ رفع ہوگئی،

منجم بن الفوال | سرقسطہ کا باشندہ، اندلس کے عہدِ پر آشوب (طوائف الملوکی) مین تھا، فن طب کا فاضل ہونے کے علاوہ منطق اور تمام علوم فلسفہ مین بھی دخل رکھتا تھا، اسکی تصنیف سے ایک کتاب کنز المقل ہے جسمین اس نے سوال و جواب کے پیرایہ مین قوانینِ منطق اور اصولِ طبیعیات کو اختصار اور جامعیت کے ساتھ قلمبند کیا ہے،

مروان بن جناح[1] | سرقسطہ ہی مین ایک اور شخص مروان بن جناح فن منطق کا عالم اور عربی و عبرانی زبانون کا ماہر و ادیب تھا، ادویہ مفردہ کی شناخت طبی اوزان اور پیمانون کی تحدید مین اسکی ایک عمدہ تصنیف ہے[2]

اسحاق بن قسطار | الموفق مجاہد العامری اور اس کے بیٹے اقبال الدولہ علی کا ملازم تھا، اصول طب سے واقف، فن منطق سے باخبر، اور آرای فلاسفہ پر کافی عبور رکھتا تھا، عمدہ طریقہ والا نیک چلن اور نیک اخلاق تھا، مین اکثر اس کے پاس بیٹھا کرتا تھا، متانت و سنجیدگی اور کمال خرد مین کسی یہودی عالم کو مین نے اس کے مانند نہین دیکھا، وہ عبرانی زبان کا فاضل، فقہ کا ماہر کامل اور احبار یہود مین سے تھا، طلیطلہ مین اس نے ۴۴۸ھ مین بعمر ۷۵ سال وفات

---

[1] تفصیل کیلیے دیکھو طبقات الاطبا ج ۲ صفحہ ۵۰ ابن ابی اصیبعہ نے اسکا نام کتاب التلخیص لکھا ہے (ج ۲ ص ۵۰)

پائی اس عمر مین اس نے کبھی نکاح نہین کیا،

ابن جبرول[1] بعض اصنافِ فلسفہ کے علما مین سے سلیمان بن یحیٰی معروف بہ ابن جبرول متوطن سرقسطہ فن منطق کا دلدادہ، لطیف الطبع اور متبصر عالم تھا، اس نے کچھ اوپر تیس برس کی عمر مین تقریبًا ۴۵۰ھ مین انتقال کیا،

حسدای بن یوسف ہمارے زمانہ کے نوجوان یہودی عالمون مین سے ایک ابو الفضل حسدای بن یوسف بن حسدای متوطن سرقسطہ اندلس کے ایک شریف یہودی خاندان اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اولاد مین سے ہے علوم وفنون کی باقاعدہ تحصیل کی ہے، اور عربی زبان مین بخوبی مہارت رکھتا ہے شعر و بلاغت سے بھی اس نے بہت کچھ حاصل کیا ہے، حساب، ہندسہ، فلسفہ اور نجوم مین بھی دستگاہ رکھتا ہے۔ فن موسیقی مین بھی اس کو دخل ہے اور گانے کا شوق رکھتا ہے، منطق کی پختہ طور پر تحصیل کی ہے اور بحث و نقد مین خوب مہارت پیدا کی ہے، طبیعیات کی طرف متوجہ ہوا تو اس فن مین ارسطو کی کتاب سمع الکیان پڑھنی شروع کی، یہانتک کہ اس پر حاوی ہو گیا، پھر کتاب السماء والعالم شروع کی، ۴۵۸ھ مین جبکہ وہ اس کتاب کی مشکلات حل کر رہا تھا، مین اس سے جدا ہوا، اگر زمانے نے اس کو مہلت دی اور اسکی توجہ ایسی ہی رہی تو وہ فلسفہ وحکمت کی انتہا کو پہنچ جائے گا، اور ان پر احاطہ کر لیگا، باانہمہ وہ ابھی بالکل نوجوان ہے جو سن کمال کو بھی نہین پہنچا ہے (یہ خدا کی دین ہے) اور خدا جسکو چاہتا ہے اپنے فضل سے مخصوص کر دیتا ہے،

ہمارے یہان اندلس مین یہی مشاہیر علما سے یہود ہین جو علوم فلسفہ کے ماہر خیال کیے

---

[1] یہ مغرب مین Avicebron یا Avicebron کے نام سے مشہور ہے

علماے شریعت یہود | اور علماے شریعت کی تعداد مشرق ومغرب مین اس قدر وسیع ہے کہ ان کا احصا نہین کیا جا سکتا، مشرق کے مشاہیر یہودیین سے سعید بن یعقوب الفیومی[۱] ابو کثیر یحیی بن زکریا الطبرانی[۲] اور ابراہیم التستری[۳]، داؤد القومشی[۴] وغیرہ احبار یہود مختلف مذاہب کے متکلمین کے ساتھ بحث ومناظرہ کرنے مین مشہور ہوئے،

ہمارے یہان اندلس مین ابو ابراہیم اسمٰعیل بن یوسف الکاتب معروف بہ ابن نغذلہ[۵] کو (جو امیر بادیس بن حبوس والی غرناطہ کا وزیر تھا) شریعت یہود اور اس کی حمایت ودفاع کا جو علم تھا وہ اس سے پہلے اندلس

---

(۱) بغداد کا یہودی عالم بغداد کے وزرا اور قضاۃ کے پاس اکثر حاضر ہوا کرتا تھا، یہودیون کے معاملات مین اس کے فیصلے ہمیشہ تسلیم کیے جاتے تھے، ابو کثیر طبرانی کا شاگرد تھا، ۳۳۰ھ کے بعد اس نے وفات پائی، مسعودی نے اس کو دیکھا تھا، (التنبیہ والاشراف ص ۱۱۳)

(۲) اس نے تقریباً ۳۲۰ھ مین انتقال کیا، مسعودی کہتا ہے کہ مین نے بلاد فلسطین اور اردن مین اس سے نسخ ادیان اور فرق مابین مذاہب پر کئی مناظرے کیے تھے۔ (التنبیہ ص ۱۱۳)

(۳) یہ بغداد مین چوتھی صدی ہجری مین تھا، مسعودی کہتا ہے کہ وہ بغداد سے مجھ سے ملنے آیا تھا، (التنبیہ ص ۱۱۴)، (۴) یہ بیت المقدس مین رہا کرتا تھا، ۳۳۴ھ مین اس نے وفات پائی،

(۵) اصل مین اسکا نام شمویل ہالیوی بن جوزف نغذلہ ہے، Samuel Halevi ben Joseph Nagdela اندلس کے بربری خاندان بنوزیری کے فرمانروا بادیس بن حبوس کا وزیر اور کاتب تھا اور اسی نے اس کو غرناطہ کا حاکم بنانے مین مدد کی تھی، ابن نغذلہ نے ۴۵۹ھ (۱۰۶۶ء) مین انتقال کیا، تفصیل کے لیے دیکھو المقری ج ۲ ص ۵۰۰ اصل متن مین اس کو ابن الغزال لکھا ہے جو صحیح نہین ہے،

کے علماے یہود میں سے کسی کو نہ تھا، اس نے سنہ ۴۴۸ھ میں انتقال کیا،

یہ ہے جو کچھ کہ علماے امم کے ناموں اور ان کے حالات و تصانیف سے میرے ذہن میں محفوظ تھا، والحمد للہ علی کل حال، میں سنہ ۴۶۰ھ میں اس کتاب تصنیف سے فارغ ہوا[1]

[1] خاتمہ کی یہ عبارت طبقات کے ۳ قلمی نسخوں میں سے صرف ایک کے آخر میں پائی جاتی ہے،